إن في هذه لآية لأولي البصائر
کشاف
۱۳۰۸
فی ترجمة
الانصاف
در مطبع مجتبائی واقع دهلی طبع گردید

KASHMIR UNIVERSITY
Iqbal Library
Acc. No 306490
Dated 13.3.82

Allama Iqbal Library
306490

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفے ــ بعد حمد و صلوۃ احقر محمد احسن صدیقی نانوتوی غفر اللہ لہ ولوالدیہ ارباب علم کی خدمت مین عرض کرتا ہو کہ رسالہ انصاف فی بیان سبب الاختلاف مولفہ حضرت قطب ربانی شیخ المشایخ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہ کا ترجمہ اردو مین حسب فرمایش عزیز از جان مولوی عبد الاحد سلمہ اللہ الصمد زبان عربی سے کیا گیا ہر چند اسکا ترجمہ پہلے کئی بار ہوا مگر کوئی مترجم تو رسالہ کا مطلب ہی نہین سمجھا اور اگر کوئی سمجھا ہی تو کاتب نے اصل اور ترجمہ مین بیچ سطرین کی سطرین غائب کر دین اور با این ہمہ کسی نے نہ مطالب مختلفہ کو علیحدہ کیا نہ ان احادیث کو لکھا جنکی تلمیح رسالہ مذکور مین تھی اور جنپر سمجھنا مطلب کا منحصر تھا غرض رسالہ مذکور کہ مثل معما تھا باوجود ترجمہ کے بھی چیستان ہی رہا اس لئے اس احقر نے ترجمہ نہایت سلیس با محاورہ کیا اور مطالب مختلفہ کو ایک دوسرے سے جدا کیا اور جہان تلمیحات تھین حاشیہ پر اونکی توضیح کی اور جہان عبارت مین اشکال تھا اوسکی تشریح کی چنانچہ یہ سب امور ناظرین کو دیکھنے سے معلوم ہونگے اور چونکہ عربی کا کوئی رسالہ صحیح میسر نہوا اسلئے عبارت کی درستی مین نہایت دقت ہوئی بہرحال اپنی دانست مین کوئی دقیقہ تصحیح اور تسہیل مین نہین چھوڑا حتی کہ عبارت عربیہ مین رموز ضمایر و عطف بھی بنا دیے اور نیز ترجمہ رسالہ مین ایک فہرست مضامین لگا دی کہ ناظرین کو صرف فہرست دیکھکر مضامین رسالہ ہذا پر واقفیت مجملاً ہو جاوے۔ عوام مقلدین ہندوستان کے لئے یہ رسالہ ایک حجت بالغہ ہی اور اس ترجمہ کا نام کشاف اور یہی اوسکی صفت ہی اور قطعہ تاریخ ختم یہ ہے

جس گھڑی یہ ترجمہ پورا ہوا ✤ جسکا ہر مطلب نہایت صاف ہی
مصرع تاریخ ہاتف نے کہا ✤ ترجمہ انصاف کا کشاف ہی

والحمد للہ اولا و اخرا ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم ـ وصلی اللہ علی سیدنا محمد و آلہ و صحابہ اجمعین

PDF Compressor Pro

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الحمد لله الذی بعث سیدنا محمدًا
صلوات الله علیه الی الناس لیکون
هادیا الی الله باذنه وسراجا منیرا
ثم الهم الصحابة والتابعین والفقهاء
المجتهدین ان یحفظوا اسرار نبیهم طبقة
بعد طبقة الی ان یوذن الدنیا بانقضاء
لیتم نعمته وکان علی ما یشاء قدیرا واشهد
ان لا اله الا الله وحده لا شریک له
واشهد ان سیدنا محمدا
عبده ورسوله الذی
لا نبی بعده صلی الله علیه
واله واصحابه
اجمعین
اما بعد فیقول الفقیر الی رحمة الله الکریم
ولی الله بن عبد الرحیم اتم الله تعالی علیه
نعمه فی الاولی والاخری ان الله تعالی القی
فی قلبی وقتا من الاوقات میزانا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سب تعریفین اوس خدائی پاک کو سزاوار ہین جسنے
ہمارے سردار محمد صلعم کو آدمیونکے پاس بھیجا تاکہ آپ اوسکے
حکم سے خدائے تعالی کی طرف ہادی اور چراغ روشن بنین
پھر صحابہ اور تابعین اور فقہائے مجتہدین کے دل مین ڈالا کہ
کہ اپنے پیغمبر کے اسرار شریعت کو ہر ایک طبقہ مین نگاہداشت
کرین یہانتک کہ دنیا ہو چکی تا کہ خدائے کریم اپنی نعمت کو
پورا کرے اور وہ ہر چیز پر کہ چاہے قادر ہی اور مین گواہی
دیتا ہون کہ کوئی معبود برحق سوائے خدا کے نہین
وہ اکیلا ہی کوئی اُسکا شریک نہین اور گواہی
دیتا ہون کہ ہمارے سردار محمد صلعم اوسکے بندہ اور ایسے
رسول ہین کہ کوئی نبی آپ کے بعد نہین خدای تعالی
اون پر اور اونکی سب آل و صحاب پر رحمت کامل
فرماوے۔
بعد حمد و صلوۃ کے رحمت خدای کریم کا محتاج یعنی ولی اللہ
ابن عبد الرحیم کہ خدائے تعالی اون دونون پر اپنی
نعمتین دنیا اور آخرت مین پوری کرے کہتا ہے
کہ اللہ تعالی نے میرے دل مین ایک وقت ایسی میزان قوالی

اعرف به سبب کل اختلاف وقع
فی الملة المحمدیة علی صاحبها الصلوات
والتسلیمات و اعرف به ما هو الحق
عند الله وعند رسوله ومکنی من ان
ابین ذلك بیانا لا یبقی معه شبهة
ولا اشکال ثم سئلت عن سبب
اختلاف الصحابة ومن بعدهم
فی الاحکام الفقهیة خاصة
فانتدبت لبیان بعض ما فتح علیّ
ساعتئذ بقدر ما یسعه الوقت
ویحیط به السائل فجاءت رسالة
مفیدة فی بابها وسمیتها الانصاف
فی بیان سبب الاختلاف وحسبی الله
ونعم الوکیل ولا حول ولا قوة
الا بالله العلی العظیم

باب اسباب اختلاف الصحابة
والتابعین فی الفروع

اعلم ان رسول الله صلی الله علیه
وسلم لم یکن الفقه فی زمانه الشریف
مدونا ولم یکن البحث فی الاحکام
یومئذ مثل البحث من هؤلاء الفقهاء

جس سے جو جو اختلاف کہ ملت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ
والتسلیم مین واقع ہوئے ہر ایک کا سبب سمجھلون
اور جس سے وہ بات کہ خداے تعالے اور اوسکے
رسول کے نزدیک حق ہے پہچان لون اور نیز خداے
کریم نے مجھکو قوت دی کہ اس باتکو ایسی طرحسے بیان
کرون کہ کوئی شبہہ و اشکال نرہے پھر مجھسے حال اختلاف
صحابہ اور اونکے بعد کے لوگونکا خاص احکام فقہی مین
سبب دریافت کیا گیا مین نے بقدر گنجایش وقت
اور سائل کے یاد کر لینے کے بعض امور کا بیان جو
اوسوقت مجھپر منکشف ہوئے منظور کیا جس سے ایک
رسالہ مفید اس باب مین ہو گیا اور اسکا نام مین نے
انصاف فی بیان سبب الاختلاف رکھا خداے تعالیٰ
مجھکو کافی اور اچھا ومہ دار ہے اور نہین ہی طاقت گناہ سے
بچنے کی اور نہ قوت عبادت کرنیکی بجز مدد خداے بزرگ
برتر کے ۔

باب اون سببون کے بیان مین جن سے
صحابہ اور تابعین فروع مین مختلف ہوئے ۔

جاننا چاہیے کہ فقہ رسول خدا صلعم کے زمانہ مبارک
مین لکھی نہین گئی تھی اور اس وقت
احکام مین ایسی بحث نہ تھی جیسے
یہ فقہا کرتے ہین کہ اپنی نہایت

اس رسالہ مین پانچ باب ہین مؤلف علیہ الرحمۃ

حيث يثبتون باقصى جهدهم الاركان
والشروط والاداب كل شئ ممتازا
عن الاخر بدليله ويفرضون الصور
ويتكلمون على تلك الصور المفروضة
ويحدون ما يقبل الحد ويحصرون
ما يقبل الحصر الى غير ذلك من صنايعهم
اما رسول الله صلعم فكان يتوضأ ويرى
الصحابة وضوئه فيأخذون به من
غير ان يبين ان هذا ركن وذلك
ادب وكان يصلى فيرون صلوته
فيصلون كما راوه يصلى وحج فرمق
الناس حجه ففعلوا كما فعل وهذا
كان غالب حاله صلعم ولم يبين ان فروض
الوضوء ستة او اربعة ولم يفرض
ان يحتمل ان يتوضأ انسان بغير موالاة حتى يحكم
عليه بالصحة او الفساد الا ما شاء الله و
قلما كانوا يسألونه عن هذه الاشياء عن ابن
عباس قال ما رايت قوما كانوا خيرا من اصحاب
رسول الله صلعم ما سألوه الا عن ثلث
عشرة مسئلة حتى قبض كلهن في القرآن
منهن يسئلونك عن الشهر الحرام

کوشش سے ارکان اور شرطین اور آداب ہر چیز
کے ایک دوسرے سے جدا دلیل سے ثابت کرتی ہین
اور صورتین مسائل کی فرضی مقرر کر کر ان فرضی صورتون
پر بحث کرتے ہین اور جو چیز قابل حد ہو اوسکی حد اور
جو لایق حصر ہو اوسکا حصر بیان کرتے ہین اسیطرح کی
اور باتین کرتے ہین حالانکہ رسول خدا صلعم کا یہ حال تھا
کہ وضو فرماتے اور صحابہ کو اپنا وضو کرنا دکھلاتے وہ لوگ
اوسیکو اختیار کرتے یہ نہ تھا کہ آپ بیان فرمائین کہ
فعل رکن ہی اور یہ ادب ہے اور آپ نماز پڑہتے اور صحابہ
آپکی نماز دیکھتے اور خود ویسی ہی پڑہتے جیسے آپکو پڑہتے
دیکھتے اور آپنے حج کیا اور لوگون نے آپکا حج دیکھا انہون
نے ویسا ہی کیا جیسا آپنے کیا غرض کہ آپکا غالب حال
یہی تھا آپنے یہ بیان نہین کیا کہ وضو کے فرض چھہ ہین
یا چار اور نہ یہ بات فرض کی کہ ہو سکتا ہی کہ کوئی آدمی
بدون پیاپے دہونے اعضا کے وضو کرے تاکہ اوسپر حکم صحت
یا فساد وضو کا کیا جا گر کہین کہین کچھ بیان فرما بھی دیا
اور صحابہ آپ سے ان باتونکو کم پوچھتے تھے چنانچہ ابن عباس
سے مروی ہی کہ انہونے کہا کہ مین نے کوئی قوم نہین دیکھی
جو صحابہ رسول صلعم سے بہتر ہو اون لوگونے آپکی وفات تک
آپسے صرف تیرہ مسئلے پوچھے کہ قرآن مین سب مذکور ہین
انہین سے ایک یہ ہو یسئلونک عن الشہر الحرام

قتال فيه ويسئلونك عن المحيض
قال ما كانوا يسألون الا عما ينفعهم
قال ابن عمر لا تسأل عما لم يكن فاني
سمعت عمر بن الخطاب يلعن من سأل
عما لم يكن قال القاسم انكم (ابن محمد بن ابی بکرؓ ۱۲)
تسألون عن اشياء ما كنا
نسئل عنها وتنقرون عن اشياء
ما ادري ما هي ولو علمناها ما حل
لنا ان نكتمها عن عمر بن اسحاق
قال لمن ادركت من اصحاب
رسول الله صلى الله عليه وسلم
اكثر مما سبقني منهم فما رأيت
قوما ايسر سيرة ولا اقل
تشديدا منهم وعن عبادة
ابن يسر الكندي سئل
عن امرءة ماتت مع قوم
ليس لها ولي فقال ادركت اقواما
ما كانوا يشددون تشديدكم
ولا يسئلون مسائلكم
اخرج هذه الآثار الدارمي

قتال فیہ یعنی تجھسے پوچھتے ہین ماہ حرام مین لڑنے
کا حال اور ایک یہ ہی ویسئلونک عن المحیض یعنے
اور تجھسے پوچھتے ہین حیض کا حال - ابن عباسؓ
کہتے ہین کہ وہ لوگ نہ پوچھتے تھے مگر وہی بات جو
اونکو مفید ہو - ابن عمرؓ کہتے ہین کہ جو بات ابھی ہوئی
نہین اوسکو مت پوچھ کیونکہ مینے عمر بن خطابؓ سے
سنا ہی کہ لعنت کرتے تھے اُس آدمیکو کہ بے ہوئی بات
پوچھی - قاسم کہتے ہین کہ تم ایسی چیزین پوچھتے ہو
کہ ہم اونکو نہ پوچھتے تھے اور ایسی چیزونکی تفتیش کرتے ہو
کہ مجھے معلوم نہین کہ کیا ہی اور اگر ہم انکو جان لین
تو اونکا چھپانا ہمکو حلال نہین - عمر بن اسحق سے روایت
ہی کہ انہون نے کہا کہ جتنے اصحاب رسول خدا صلعم مجھسے
پیشتر ہو چکے ہین اُنسے زیادہ کو مینے دیکھا ہی مینے
کوئی قوم نہین دیکھی کہ اونکی نسبت سیر مین سہل تر
اور شدت مین کمتر ہو - اور عبادہ بن لبسر کندی سے مروی ہے
کہ اُنسے کسی نے حال ایک عورت کا پوچھا جو
ایسے لوگون مین مری کہ اوسکا کوئی ولی یعنے
نہلانے والا نہو عبادہ نے کہا کہ مینے ایسے لوگون کو
پایا ہی کہ وہ تم جیسا تشدد نکرتے تھے اور نہ تمھارے
طرح مسائل پوچھتے تھے ان سب آثار کو دارمی نے
روایت کیا ہے -

۵ حدیث پنجم یون مین ہی کہ جس کسی علم کی بات پوچھی گئی جسکو وہ جانتا ہو پھر ۶ چھپایا یعنی بیان نکیا تو اسکے منہ مین قیامت کے دن آگ کی لگام دیجائیگی رواہ الترمذی وابوداود ۱۲ ۱۲ ۱۲

PDF Compressor Pro

وكان صلى الله عليه وسلم يستفتيه الناس فى الوقائع فيفتيهم ويرفع اليه القضايا فيقضى فيها ويرى الناس يفعلون معروفا فيمدحه او منكرا فينكر عليه وكل ما افتى به مستفتيا وقضى به فى قضية او انكره على فاعله كان فى الاجتماعات ولذلك كان الشيخان ابوبكر وعمر اذا لم يكن لهما علم فى المسئلة يسئلون الناس عن حديث رسول الله صلى الله عليه وسلم وقال ابوبكر رض ما سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم قال فيها شيئا يعنى الجدة وسال الناس فلما صلى الظهر قال ايكم سمع رسول الله صلى الله عليه وسلم فى الجدة شيئا فقال المغيرة بن شعبة انا قال ماذا قال اعطاها رسول الله صلى الله عليه وسلم سدسا قال ايعلم ذلك احد غيرك فقال محمد ابن مسلمة صدق فاعطاها ابوبكر السدس وقصة سوال عمر الناس فى الغرة ثم رجوعه الى خبر مغيرة وسواله اياهم فى الوباء

اور آنحضرت صلعم کا دستور تھا کہ لوگ اتفاقات مین آپسے فتویٰ پوچھتے آپ اونکو فتویٰ دیتے اور آپکی حضور مین مقدمے پیش ہوتے آپ انمین فیصلہ فرماتے اور لوگونکو اچھا کام کرتے دیکھکر اوس کام کی مدح فرماتے یا بُری بات کرتے دیکھتے تو اوسکا انکار کرتے اور جب کبھی فتویٰ پوچھنے والے کو فتوے دیتے اور کسی معاملہ مین فیصلہ فرماتے یا بُرے کام کرنے والے پر اوسکے کام کا انکار کرتے یہ سب باتین مجمع مین ہوتین اور اسیوجہ سے شیخین یعنے ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رض کو جب کسی مسالہ مین علم نہوتا تو لوگونسے حدیث رسول خدا صلعم کا حال پوچھتے چنانچہ ابوبکر صدیق رض نے جدہ کے باب مین کہا کہ مینے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے نہین سنا کہ آپنے اوسکے حصہ کے باب مین کچھ فرمایا ہو اور لوگونسے پوچھینگا یعنی جب ظہر پڑھ چکے تو کہا کہ تم مین سے کسی نے رسول خدا صلعم سے جدہ کے بارہ مین کچھ سنا ہے مغیرہ بن شعبہ نے کہا کہ مینے سنا ہے حضرت صدیق نے کہا کہ کیا سنا ہے مغیرہ نے کہا کہ رسول خدا صلعم نے جدہ کو چھٹا حصہ دیا ہے آپنے کہا کہ اسکو تیرے سوا کوئی اور بھی جانتا ہے محمد بن مسلمہ ابن سلمہ انصاری رض نے کہا کہ مغیرہ نے سچ بیان کیا غرض کہ ابوبکر صدیق نے یہ حدیث سنکر جدہ کو چھٹا حصہ دیا۔ اور پوچھنا عمر فاروق رض کا لوگون سے غرہ کے باب مین یعنی خونبہائی بچہ شکم مین پھر رجوع کرنا مغیرہ کی خبر پر۔ اور نیز دریافت کرنا وبا کے باب مین

ثم رجوعه الى خبر عبد الرحمن
ابن عوف وكذا رجوعه في
قصة المجوس الى خبره وسرور
عبد الله بن مسعود بخبر
معقل بن يسار لما وافق رأيه وقصة
رجوع ابي موسى عن باب عمر وسواله
عن الحديث وشهادة ابي سعيد له
وامثال ذلك كثيرة معلومة مروية
في الصحيحين والسنن وبالجملة
فهذه كانت عادته الكريمة صلى الله عليه وسلم
فراى كل صحابي ما يسره الله
له من عباداته وفتاواه واقضيته
فحفظها وعقلها وعرف لكل
شئ وجها من قبل حفوف القرائن
به فحمل بعضها على الاباحة وبعضها على الاستحباب
وبعضها على النسخ لامارات وقرائن كانت
كافية عنده ولم يكن العمدة عندهم الا وجدان
الاطمينان والثلج من غير التفات الى طرق
الاستدلال كما ترى الاعراب يفهمون
مقصود الكلام فيما بينهم وتثلج صدورهم
بالتصريح والتلويح والايماء من حيث لا يشعرون

پھر رجوع کرنا خبر عبد الرحمن بن عوف پر اور نیز اُن کا
رجوع کرنا قصہ مجوس مین خبر عبد الرحمن پر اور خوش ہونا
عبد اللہ بن مسعود کا معقل بن یسار کی خبر سے جب
ابن مسعود کی رائے خبر مذکور کی موافق ہوئے۔ اور
واپس جانا ابو موسی اشعری کا عمر فاروق کے دروازہ
سے اور پوچھنا فاروق کا اوس حدیث کو جس کے
رو سے ابو موسی ہٹ گئے اور گواہی دینا ابو سعید کا
ابو موسی کی حدیث پر اور ان جیسی روایتین بہت معروف ہین
کہ صحیحین اور سنن مین مذکور ہین غرض کہ عادت مبارک آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کی یہ تھی۔
اور ہر صحابی نے آپکی عبادات اور فتاوی اور فیصلون سے
جو امر دیکھا جو خدا تعالے نے اوسکو میسر کیا اور اوسکو یاد رکھا
اور سمجھا اور بسبب اجتماع قراین کے ہر چیز کی وجہ پہچانی بعض کو اباحت
پر محمول کیا اور بعض کو استحباب پر اور بعض کو نسخ پر
اون ہی علامات اور قرینون سے کہ اوسکے پاس
کافی تھے اور اون لوگون کے پاس سوا اطمینان دل
اور تسکین خاطر کی کوئی چیز عمدہ نہتھی استدلال کے
طریقون پر التفات نتھا جیسے کہ اعراب کو دیکھتے ہو
کہ مقصود کلام باہمی سمجھ لیتے ہین اور تصریح
اور کنایہ اور اشارہ سے اُن کے دلون کو
ایسی طرح تسکین ہوجاتی ہے کہ انکو خبر بھی نہین ہوتی

حضرت فاروق مجوس سے جزیہ نہ لیتے تھے عبد الرحمن بن عوف نے کہا کہ آنحضرت صلعم نے ہجر کے مجوس سے جزیہ لیا ہے تب اس حدیث کو سنکر حضرت عمر نے مجوس پر جزیہ دینے کا حکم کیا رواہ البخاری وابو داود

۸

جب ابو موسی حضرت عمر کے پاس گئے اور دروازہ پر تین دفعہ اجازت چاہی جب کچھ جواب نہ ملا تو واپس چلے گئے آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ تین بار اجازت مانگو اگر اجازت نہ ملے تو واپس جاو رواہ البخاری

PDF Compressor Pro

فانقضى عصره الكريم
وهم على ذلك
ثم انهم تفرقوا في البلاد وصار
كل واحد مقتدى ناحية من النواحي
فكثرت الوقائع ودارت المسائل
فاستفتوا فيها فاجاب كل واحد حسب
ما حفظه او استنبطه وان لم يجد
فيما حفظه واستنبطه ما يصلح للجواب
اجتهد برأيه وعرف العلة التي
ادار رسول الله صلى الله عليه وسلم عليها
الحكم في منصوصاته فطرد الحكم
حيث ما وجدها لا يألو جهدا في موافقة
غرضه عليه الصلوة والسلام فعند
ذلك وقع الاختلاف بينهم على ضروب
منها ان صحابيا سمع حكما في قضية
او فتوى ولم يسمعه الآخر فاجتهد برأيه
في ذلك وهذا على وجوه احدها ان يقع
اجتهاده موافق الحديث مثاله ما رواه
النسائي وغيره ان ابن مسعود سئل عن امرأة
مات عنها زوجها ولم يفرض لها فقال لم ار رسول الله
صلعم يقضي في ذلك فاختلفوا عليه شهرا

حاصل یہ کہ عہد مبارک آنحضرت صلعم کا ہو چکا اور وہ
لوگ اسی حال پر قائم رہے۔
پھر وہ لوگ شہر وزمین منتشر ہوئے اور اون مین سے
ہر ایک شخص پیشوا ایک طرف کا ہو گیا اور بہت سی معاملات
اور مسائل واقع ہوئے جن مین انسے فتوی پوچھا گیا
اور ہر ایک نے مطابق اپنی یادداشت یا استنباط
کے جواب دیا اور اگر اپنی یادداشت اور استنباط مین
ایسی بات نپائی جو قابل جواب ہو تو اسصورت مین
اپنی راے سے اجتہاد کیا اور اوس علت کو معلوم کیا
جسپر رسول اللہ صلعم نے اپنی صریح ارشادون مین حکم دائر
کیا تھا اور جس جگہ اوس علت کو پایا وہان حکم عام کیا اور آنحضرت
صلعم کی غرض کے موافق ہونے مین کچھ کوتاہی نہین کی
پس اسوقت اختلاف ان لوگون مین کئی طرح پر ہو گیا ایک
یہ کہ ایک صحابی نے کوئی حکم کسی معاملہ مین یا استفتا مین سنا
اور دوسرے نے وہ حکم نہین سنا اوسنے اوس باب مین اپنی راے
سے اجتہاد کیا اور یہ بھی کئی طور پر ہوا۔ اول یہ کہ اوسکا
اجتہاد موافق حدیث کے ہوا اوسکی مثال یہ ہی کہ نسائی
وغیرہ نے روایت کیا کہ ابن مسعود سے حال اوس عورت
کا پوچھا گیا جسکا شوہر مر گیا اور اوسکا مہر مقرر نہین کیا تھا
ابن مسعود نے کہا کہ مینے رسول خدا صلعم کو اس معاملہ مین حکم
دیتے نہین دیکھا لوگ ابن مسعود کے پاس مہینا بھر پھرا کیے

والحوا فاجتهد برأيه وقضى بان لها
مهر نسائها لا وكس ولا شطط وعليها
العدة ولها الميراث فقام معقل بن
يسار فشهد بانه صلى الله عليه وسلم قضى
بمثل ذلك في امرأة منهم ففرح
بذلك ابن مسعود فرحة لم يفرح
مثلها قط بعد الاسلام وثانيها ان يقع
بينهما المناظرة ويظهر الحديث بالوجه
الذي يقع به غالب الظن فيرجع
عن اجتهاده اولا الى المسموع مثاله
ما رواه الائمة من ان ابا هريرة رضي
كان من مذهبه انه من اصبح
جنبا فلا صوم له حتى اخبرته
بعض ازواج النبي صلى الله
عليه وسلم بخلاف مذهبه
فرجع وثالثها ان يبلغه الحديث
ولكن لا على الوجه الذي يقع
به غالب الظن فلم يترك
اجتهاده بل طعن في الحديث
مثاله ما رواه اصحاب الاصول من
ان فاطمة بنت قيس شهدت عند عمر بن الخطاب

اور جواب مسئلہ کے لئے اصرار کیا تب اونہون نے
اپنی راے سے اجتہاد کرکے حکم کیا کہ اوس عورت کو مہر
مثل بلا کم و بیش چاہیے اور اوسکا عدت مین بیٹھنا
ضروری ہی اور شوہر کے مال مین سے میراث کی مستحق ہی -
معقل بن یسار کھڑے ہوے اور گواہی دی کہ آنحضرت صلعم
نے ایسا ہی حکم ہمارے قبیلہ کے ایک عورت یعنی بروع
بنت واشق کے حق مین فرمایا تھا اس بات کے سننے
سے ابن مسعود ایسے خوش ہوے کہ مسلمان ہونے کے بعد کبھی
ایسے خوش نہوے تھے - دوسرے یہ کہ دو شخصون مین مناظرہ ہوا
اور حدیث ایسی طرح پر ظاہر ہوئی جس سے غلبہ ظن ہو گیا
اور مجتہد نے اپنے پہلے اجتہاد سے رجوع کرکے حدیث مسموع
کو اختیار کیا اوسکی مثال یہ ہی کہ ائمہ حدیث روایت کرتے ہین
کہ مذہب ابو ہریرہ رض کا یہ تھا کہ جو شخص حالت جنابت مین
صبح کرے تو اوسکا روزہ نہین ہوتا یہان تک کہ
بعض ازواج پیغمبر صلعم نے اونکو اونکے مذہب کے خلاف
حدیث سنائی اونہون نے اپنے مذہب سے رجوع کیا
تیسرے یہ کہ مجتہد کو حدیث پہونچی لیکن نہ اسطرح
کہ اوس سے ظن غالب ہو لہذا مجتہد نے اپنا اجتہاد
نچھوڑا بلکہ حدیث مین طعن کیا اوسکے مثال یہ ہی
کہ اصحاب اصول روایت کرتے ہین کہ فاطمہ بنت
قیس نے عمر فاروق کی خدمت مین گواہی دی

ف۱ یعنی حضرت عائشہ اور زینب رض نے بیان کیا کہ آن حضرت صلعم کبھی ایسا کم بستر ہو کر جنابت کی حالت مین صبح کرتے اور روزہ رکھتے [illegible] علیہ السلام [illegible] مین شبہ نہین بخاری و مسلم [illegible] اصول [illegible]

بانها كانت مطلقة الثلاث
فلم يجعل لها رسول الله صلى الله عليه
وسلم نفقة ولا سكنى فردشهادتها وقال
لا نترك كتاب الله بقول امرأة لا ندري
اصدقت ام كذبت لها النفقة والسكنى
وقالت عائشة رض ما لفاطمة الا تتقي الله
تعني في قولها لا سكنى ولا نفقة
ومثال آخر روى الشيخان انه كان
من مذهب عمر بن الخطاب ان التيمم
لا يجزي الجنب الذي لا يجد ماء فروى
عنده عمار انه كان مع رسول الله صلعم
في سفر فاصابته جنابة ولم يجد
ماء فتمعك في التراب فذكر ذلك
لرسول الله صلعم فقال رسول الله صلعم
انما كان يكفيك ان تفعل هكذا وضرب
بيديه الارض فمسح بهما وجهه ويديه
فلم يقبل عمر ولم ينهض عنده بحجة
لقادح خفي راه فيه حتى استفاض الحديث
في الطبقة الثانية من طرق كثيرة واضمحل
وهم القادح فاخذوا به ورايها
ان لا يصل اليه الحديث اصلا

کہ مجھکو تین طلاق دی گئے تھے رسول خدا صلعم نے نہ میری
لئے نفقہ ٹھرایا نہ رہنے کا مکان عمر فاروق نے اسکی گواہی
کو نہ مانا اور فرمایا کہ ہم حکم قرآن کو نہین چھوڑتے ایک
ایسے عورت کے کھنے سے کہ ہم نہین جانتے کہ اوسنے سچ کہا
یا جھوٹ بولا تین طلاق والی عورت کو نفقہ بھی ہی اور رہنے
کا مکان بھی اور عائشہ صدیقہ نے کہا کہ فاطمہ کو کیا ہو گیا
کیا وہ خدا سے نہین ڈرتی یعنے اپنے اس کہنے سی کہ سکنی
اور نفقہ نہین چاہئی مطلقہ ثلثہ کو۔ اور دوسری مثال
یہ ہی کہ بخاری اور مسلم نے روایت کیا کہ مذہب عمر فاروق رض
کا یہ تھا کہ تیمم شخص جنب کو کہ پانی نہ پاوے کافی نہین عمار بن
یاسر نے اونکے سامنے بیان کیا کہ مین رسول اللہ صلعم کے ساتھ
سفر مین تھا مجھکو نہانے کی حاجت ہوئی اور پانی نہ ملا مین خاک
مین لوٹا اور اس حال کو رسول خدا صلعم کی خدمت مین عرض کیا
آپنے فرمایا کہ تجھکو صرف یون کر لینا کافی تھا اور اپنے دونون ہاتھ
زمین پر مارے اور اپنے چہرہ اور دونون ہاتھون پر مل لئے
عمر فاروق نے اس روایت کو پذیرا نکیا اور بوجہ کسی پوشیدہ
طعن کے جسکو انہونے اس حدیث مین دیکھا اونکے
نزدیک یہ روایت حجت نہ ٹہری یہان تک کہ دوسرے
طبقہ مین حدیث مذکور بہت طریق سے مشہور ہوئی اور
وہم طعن کا سست پڑ گیا اور لوگون نے اوس حدیث
پر عمل کیا۔ چوتھے یہ کہ حدیث مجتہد کو مطلق نہ پہونچے

PDF Compressor Pro

مثاله ما اخرج مسلم ان ابن عمر
كان يامر النساء اذا اغتسلن ان
ينقضن رؤسهن فسمعت عائشة
بذلك فقالت يا عجبا لابن عمر هذا يامر
النساء ان ينقضن رؤسهن افلا
يامرهن ان يحلقن رؤسهن لقد كنت
اغتسل انا ورسول الله صلعم من اناء
واحد وما ازيد على ان افرغ على
راسي ثلاث افراغات مثال اخر ما ذكره الزهري
من ان هند لم تبلغها رخصة رسول الله صلعم
في المستحاضة فكانت تبكي لانها كانت لا تصلي
ومن تلك الضروب ان يروا
رسول الله صلى الله عليه وسلم
فعل فعلا فحمله بعضهم على القربة
وبعضهم على الاباحة مثاله ما رواه
اصحاب الاصول في قضية التحصيب
اي النزول بالابطح عند النفر نزل
رسول الله صلى الله عليه وسلم به فذهب
ابو هريرة وابن عمر الى انه على وجه القربة
فجعلاه من سنن الحج وذهب
عائشة و ابن عباس

اوسکی مثال یہ ہی کہ مسلم نے روایت کیا کہ ابن عمر عورتونکو
حکم کرتے تھے کہ جب نہائین اپنے سر کے بال کھول
ڈالین عائشہ صدیقہ رضہ نے یہ بات سنی اور کہا کہ تعجب ہی
ابن عمر سے کہ عورتون کو سر کھولنے کے لئے حکم کرتے ہیں
یہ کیون نہین کہتے کہ عورتین اپنے سر منڈوالین مین
اور رسول اللہ صلعم ایک برتن سے نہاتے مین اس سے زیادہ
کچھہ نکرتے کہ اپنے سر پر تین بار پانی بہاتے یعنی بدون
سر کھولنے کے۔ دوسری مثال یہہ ہی کہ زہری
نے ذکر کیا ہی کہ ہند کو رسول خدا صلعم کی اجازت
مستحاضہ کے باب مین نہ پہنچی تھی وہ اسلئے رویا کرتیں
کہ نماز نہ پڑہتی تھین ۔

دوسری طرح اختلاف کی یہ ہے کہ صحابہ نے
رسول خدا صلعم کو دیکھا کہ آپ نے کوئی کام کیا تو
بعض صحابہ نے اوس فعل کو عبادت پر محمول کیا
اور بعض نے اباحت پر اوسکے مثال یہ ہی کہ
اصحاب اصول نے منیٰ سے چلکر ابطح کے [illegible]
کے باب مین ذکر کیا کہ رسول خدا صلعم ابطح مین
اترے تو ابو ہریرہ رضہ اور ابن عمر رضہ اسطرف گئے کہ یہ
اترنا بوجہ عبادت تھا اس لیئے اس اترنے
کو حج کی سنتون سے ٹھرایا اور عائشہ صدیقہ رضہ
اور ابن عباس کی یہ رائے ہوئی

PDF Compressor Pro

الا انه كان على وجه الاتفاق وليس من السنن
ومثال آخر ذهب الجمهور الى ان الرمل في
الطواف سنة وذهب ابن عباس الى انه انما
فعله النبي صلعم على سبيل الاتفاق لعارض عرضه
وهو قول المشركين حطمهم حمى يثرب وليس بسنة
ومنها اختلاف الوهم في التعبير مثاله
ان رسول الله صلعم حج فرآه الناس
فذهب بعضهم الى انه كان متمتعا
وبعضهم الى انه كان قارنا وبعضهم
الى انه كان مفردا مثال آخر اخرج ابو داود
عن سعيد بن جبير انه قال قلت لعبد الله بن
عباس يا ابا العباس عجبت لاختلاف اصحاب
رسول الله صلعم في اهلال رسول الله صلعم حين اوجب
فقال اني لاعلم الناس بذلك انها انما كانت
من رسول الله صلعم حجة واحدة فمن هناك
اختلفوا خرج رسول الله صلعم حاجا فلما صلى
في مسجد ذي الحليفة ركعتيه اوجب في مجلسه
واهل بالحج حين فرغ من ركعتيه فسمع ذلك منه
اقوام فحفظته عنه ثم ركب فلما استقلت به
ناقته اهل وادرك ذلك منه اقوام وذلك
ان الناس انما كانوا ياتون ارسالا
فسمعوه حين استقلت به ناقته

کہ یہ اترنا بطور اتفاق تھا سنت حج نہین ۔ دوسری
مثال یہ ہی کہ جمہور کہتے ہین کہ رمل طواف مین سنت ہی
اور ابن عباس کہتے ہین کہ پیغمبر صلعم نے یہ رمل بطور اتفاق
اوس سبب سے کیا جو آپکو پیش ہوا یعنی مشرکون کا یہ کہنا کہ
مدینہ کی تپ نے سلمانون کو چور لیا اور یہ فعل سنت نہین
تیسری طرح اختلاف کی اختلاف وہم ہی بیان کرنے مین و ہکی
مثال یہ ہی کہ رسول خدا صلعم نے حج کیا اور لوگون نے آپکو دیکھا تو
کسی نے یہ بیان کیا کہ آپ متمتع تھے اور کسی نے کہا کہ قارن تھے اور کسی نے
کہا کہ مفرد تھے ۔ دوسری مثال یہ ہی کہ ابو داود نے سعید بن جبیر سے
روایت کیا ہی کہ مین نے عبد اللہ بن عباس سے کہا کہ ای ابو عباس
مین صحاب رسول خدا صلعم کے اختلاف سے آپکے لبیک کہنے
کے بارہ مین متعجب ہون جبوقت آپنے حج اپنے اوپر واجب کیا ابن عباس نے
کہا کہ مین اس حال کو لوگون سے زیادہ جانتا ہون چونکہ رسول خدا صلعم
نے ایک ہی حج کیا اسوجہ لوگون مین اختلاف پڑا صورت یہ ہوئی کہ
رسول خدا صلعم بقصد حج مدینہ سے باہر ہوے اور جب مسجد ذی الحلیفہ مین
دوگانہ احرام ادا کیا اوسی جگہ نیت حج کی فرمائی اور دوگانہ سے
فارغ ہوتے ہی حج کے لئے لبیک کہا اس لبیک کو آپسے کچھ
لوگون نے سنا اور یاد کر لیا پھر آپ سوار ہوے جب آپکی
ناقہ آپکو لیکر اوٹھی تو پھر آپنے لبیک کہا بعض لوگون نے
آپکا یہ لبیک سنا اور وجہ یہ ہوئی کہ لوگ گروہ گروہ چلے
آتے تھے اونہون نے آپسے سنا کہ جب ونٹنی آپکو لیکر کھڑی ہوئی

يهل فقالوا انما اهل رسول الله
صلى الله عليه وسلم حين استقلت
به ناقته ثم مضى رسول الله صلى الله
عليه وسلم فلما علا على شرف
البيداء اهل وادرك ذلك منه
اقوام فقالوا انما اهل حين علا على
شرف البيداء وايم الله لقد اوجب
في مصلاه واهل حين استقلت
به ناقته واهل حين علا على
شرف البيداء

ومنها اختلاف السهو والنسيان
مثاله ما روي ان ابن عمر
كان يقول اعتمر رسول الله
صلى الله عليه وسلم عمرة في رجب فسمعت
بذلك عائشة فقضت عليه بالسهو

ومنها اختلاف الضبط مثاله
ما روى ابن عمر عنه صلى الله
عليه وسلم من ان الميت يعذب
ببكاء اهله عليه فقضت عائشة
عليه بانه لم ياخذ الحديث على وجهه
مر رسول الله صلى الله عليه وسلم على يهودية

اوسوقت آپ لبیک کہہ رہے ہین تو انھون نے
یہ کہا کہ رسول خدا صلعم نے صرف لبیک اسوقت کہا جب
ناقہ آپکو لیکر کھڑی ہوئے پھر رسول خدا صلعم تشریف
لیچلے جب بیدا کی بلندی پر چڑہے تو پھر لبیک کہہ کچھ
لوگون نے آپکا یہ لبیک سنا اور کہا کہ لبیک صرف
اوسوقت کہا جب بیدا کے بلندی پر چڑہے یہین قسم
خدا کی کہتا ہون کہ آپنے اپنی نماز کی جگہ ہی مین نیت
حج کی یعنی مع لبیک کی اور جب آپکو اونٹنی لیکر کھڑی ہوئی
تب بھی لبیک کہا اور جب بیدا کی بلندی پر چڑہے اسوقت
بھی لبیک کہا۔

چوتھی طرح اختلاف کی بوجہ سہو اور نسیان کے ہی اوسکی
مثال یہ ہی کہ مروی ہی کہ ابن عمر رض کہتے تھے کہ رسول
خدا صلعم نے ایک عمرہ رجب مین کیا ہی اس حال کو
عائشہ صدیقہ نے سنا اور ابن عمر پر بھول جانے کا
حکم لگایا۔

پانچوین طرح اختلاف کی اختلاف ضبط کا ہی یعنی حدیث کو
وجہ اصلی پر قائم نرکھنا اوسکی مثال یہ ہی کہ ابن عمر نے
آنحضرت صلعم سے روایت کیا کہ میت کو عذاب دیا جاتا ہی اوسکے
گھر والونکے اوسپر رونے سے عائشہ صدیقہ نے ابن عمر پر حکم لگایا
کہ انھون نے حدیث کو اوسکی اصلی وجہ پر ضبط نہین کیا اوسکے
اصل اسطرح ہی کہ رسول خدا صلعم ایک یہودیہ کی قبر پر گزرے

۱۴۱

يبكي عليها اهلها فقال انهم يبكون
عليها و انها تعذب في قبرها
فظن العذاب معلولا للبكاء
وظن الحكم عاما على كل ميت
ومنها اختلاف فهمهم في علة الحكم
مثاله القيام للجنازة فقال
قائل لتعظيم الملائكة
فيعم المؤمن والكافر وقال
قائل لهول الموت فيعمهما وقال
قائل مر على رسول الله صلى
الله عليه وسلم بجنازة يهودي
فقام لها كراهة ان تعلو فوق
راسه فيخص الكافر

ومنها اختلافهم في الجمع بين المختلفين
مثاله رخص رسول الله صلعم في المتعة
عام خيبر ثم نهى عنها ثم رخص فيها عام
اوطاس ثم نهى عنها فقال ابن عباس
كانت الرخصة للضرورة والنهي لانقضاء
الضرورة والحكم باق على ذلك وقال
الجمهور كانت الرخصة اباحة والنهي
نسخا لها ومثاله الاخر نهى رسول الله صلى الله عليه
وسلم عن استقبال القبلة في الاستنجاء

کہ اوسکے گھر والے اوسپر روتے تھے ارشاد فرمایا کہ یہ لوگ
اوسپر روتے ہین اور اُسکو اوسکی قبر مین عذاب ہو رہا ہی۔
ابن عمر نے ۔ ونیکو عذاب کی علت سمجھا اور ہر مردہ کے حق
مین حکم کو عام خیال کرلیا۔

چھٹی طرح اختلاف کے مختلف ہونا صحابہ کا ہی حکم کی علت
مین اوسکی مثال جنازہ کیلئے کھڑا ہوجانا ہے کہ بعض
کہتے ہین کہ قیام فرشتونکی تعظیم کے لئی ہی اسصورت مین جنازہ
مومن اور کافر دونو کیلئے عام ہی اور بعض کہتے ہین کہ قیام
موت کے خوف کیوجہ سے ہی اس صورت مین بھی دونو کو
عام ہی اور بعض نے کہا کہ رسول خدا صلعم کے پاس کسی یہودی کا
جنازہ نکلا آپ اسکے لئی کھڑے ہوگئے کہ اوسکا اونکے سر پر اونچا ہونا
مکروہ سمجھا اس صورت مین قیام خاص جنازہ کافر
کے لئے ہی۔

ساتوین طرح اختلاف کی یہ ہی کہ دو مختلف احکام کی مطابقت
مین صحابہ کا اختلاف ہوا اوسکی مثال یہ ہی کہ رسول خدا صلعم نے سال
جنگ خیبر مین متعہ کی اجازت دی پھر اوس سے منع فرمایا پھر سال
اوطاس مین اوسکی اجازت دی پھر اوس سے منع فرمایا تو ابن عباس کہتے ہین
کہ اجازت ضرورت کیلئے تھی اور ممانعت ضرورت کے جاتے رہنے سے تھی اور حکم بدستور
باقی ہی یعنی ضرورت کے وقت متعہ جائز ہی اور جمہور کہتے ہین کہ اجازت سے
غرض مباح کرنا تھا اور ممانعت اوسکی ناسخ ہی دوسری مثال یہ ہے کہ
رسول خدا صلعم نے استنجا کرتے وقت قبلہ رخ ہونے سے منع فرمایا

ف اوطاس بفتح ہمزہ و سکون واو وطا کی بعد ایک جگہ کا نام ہے ۱۲

PDF Compressor Pro

فذهب قوم الى عموم هذا الحكم وكونه غير
منسوخ ورآه جابر يبول قبل ان يتوفى
بعام مستقبل القبلة فذهب الى انه نسخ
للنهي المتقدم ورآه ابن عمر قضى حاجته
مستدبر القبلة مستقبل الشام فرد به
قولهم وجمع قوم بين الروايتين فذهب
الشعبي وغيره الى ان النهي مختص
بالصحراء فاذا كان في المراحيض فلا بأس
بالاستقبال والاستدبار وذهب قوم الى
القول عام محكم والفعل يحتمل كونه خاصا بالنبي
صلى الله عليه وسلم فلا ينتهض ناسخا ولا مخصصا
وبالجملة فاختلف مذاهب اصحاب النبي صلعم
واخذ عنهم التابعون كذلك كل واحد
ما تيسر له فحفظ ما سمع من حديث رسول الله صلعم
ومذاهب الصحابة وعقلها وجمع المختلف على
ما تيسر له ورجح بعض الاقوال على بعض واضمحل
في نظرهم بعض الاقوال وان كان ماثورا عن كبار
الصحابة كالمذهب المأثور عن عمر
وابن مسعود في تيمم الجنب اضمحل عندهم
لما استفاض من الاحاديث عن
عمار وعمران بن حصين وغيرهما

تو بعض لوگوں کا مذہب ہے کہ یہ ارشاد قولی حکم عام ہے منسوخ نہیں
اور جابر نے آنحضرت صلعم کو ایکسال پیشتر آپکی وفات سے قبلہ رو ہوکر
پیشاب کرتے دیکھا تو یہ تجویز کیا کہ یہ فعل ناسخ ہے پہلے ممانعت قولی
کا اور نیز ابن عمر نے آپکو قضاء حاجت فرماتے ہوئے دیکھا کہ قبلہ کیطرف
پشت ہے اور شام کیطرف منہ اس فعل سے ابن عمر نے ان لوگوں کی قول کو
رد کیا - اور بعض لوگوں نے دونوں روایتوں میں مطابقت کی چنانچہ
شعبی وغیرہ اسطرف گئے کہ ممانعت خاص جنگل میں ہے اور جب
آدمی مکانوں کے پاخانوں میں ہو تو قبلہ کو رخ اور پشت کرنا مضایقہ
نہیں - اور کچھ لوگ اوہر گئے کہ ارشاد در بارہ نہی عام اور محکم ہے
اور آپکا فعل ہوسکتا ہے کہ آپکی ذات پر مخصوص ہو غرض کہ
یہ فعل نہ ارشاد قولی کا ناسخ ہوسکتا ہے نہ مخصص -
حاصل یہ کہ مذاہب اصحاب پیغمبر صلعم کے مختلف ہوئے اور ان سے
تابعین نے اسیطرح حاصل کئے ہر ایک کو جو میسر ہوا اوسکو اخذ
کیا اور جو کچھ حدیث رسول اللہ صلعم اور مذاہب صحابہ میں سے سنا
اوسکو یاد کیا اور سمجھا اور مختلف باتوں میں جسطرح اوس سے بن سکا
مطابقت کی - اور بعض اقوال کو بعض پر ترجیح دی اور بعض
اقوال تابعین کی نظر میں سست پڑ گئی اگرچہ بڑی بڑی صحابہ سے
منقول تھے مثلاً عمر فاروقؓ اور ابن مسعودؓ کا مذہب
ماثور جنب کے تیمم کرنے کے باب میں ان کے
نزدیک سست ہوگیا جس وقت حدیثیں عمار اور
عمران بن حصین اور دوسرے لوگوں کی مشہور ہوئیں

PDF Compressor Pro

فعند ذلك صار لكل عالم من علماء التابعين مذهب
على حياله فانتصب في كل بلد امام مثل سعيد بن
المسيب وسالم بن عبد الله بن عمر في المدينة وبعدهما
الزهري والقاضي يحيى بن سعيد وربيعة بن ابي
عبد الرحمن فيها وعطاء بن ابي رباح بمكة وابراهيم النخعي
والشعبي بكوفة والحسن البصري بالبصرة وطاؤس
ابن كيسان باليمن ومكحول بالشام
فاظمأ الله اكبادا الى علومهم فرغبوا فيها واخذوا
عنهم الحديث وفتاوى الصحابة واقاويلهم
ومذاهب هؤلاء العلماء وتحقيقاتهم من
عند انفسهم واستفتى منهم المستفتون
ودارت المسائل بينهم ورفعت اليهم
الاقضية وكان سعيد بن المسيب وابراهيم
النخعي وامثالهما جمعوا ابواب الفقه اجمعها وكان
لهم في كل باب اصول تلقوها من السلف وكان
سعيد واصحابه يذهبون الى ان اهل الحرمين اثبت
الناس في الفقه واصل مذهبهم فتاوى
عمر وعثمان وقضاياهما وفتاوى
عبد الله بن عمر وعائشة
وابن عباس وقضايا قضاة المدينة
فجمعوا من ذلك ما يسره الله لهم

اسوقت مین علماے تابعین سے ہر عالم کا مذہب علیحدہ
ہوگیا اور ہر شہر مین ایک امام قایم ہوا مثلا سعید بن مسیب
اور سالم بن عبد اللہ بن عمر اور دونو کی بعد زہری اور
قاضی یحیی بن سعید اور ربیعہ بن عبد الرحمن مدینہ منورہ
مین امام ہوئے اور عطاء بن ابو رباح مکہ معظمہ مین اور
ابراہیم نخعی اور شعبی کوفہ مین اور حسن بصری بصرہ مین اور
طاؤس بن کیسان یمن مین اور مکحول شام مین -
بعدہ اللہ تعالی نے کچھ لوگوں کو ان علما کی علوم کا پیاسا بنایا انھون نے
ان علوم کی رغبت کی اور اون علما سے حدیث اور صحابہ کے فتاوی
اور اقوال اور خود اون علما کے مذاہب اور خاص انکی تحقیقات تیز
سیکھیں اور فتوی چاہنے والون نے اون علما سے فتوی حاصل
کئے اور مسائل اونمین دائر ہوئے اور معاملات اونکے سامنے پیش
ہوئے اور سعید بن مسیب اور ابراہیم نخعی اور ان جیسون نے فقہ کی
سارے ابواب جمع کئے اور اونکی پاس ہر باب مین وہ اصلین تہین
کہ انہوں نے اونکو سلف سے سیکھا تھا - اور سعید اور اونکے تلامذہ
کا یہ مذہب تھا کہ مکہ اور مدینہ والے فقہ مین سب آدمیوں سے
زیادہ پکے ہین اور اصل اونکے مذہب کی فتاوای عمر فاروق
اور عثمان غنی اور دونو کے احکام معاملات اور فتاوای
عبد اللہ بن عمر اور عائشہ صدیقہ اور ابن عباس اور
فیصلہا قاضیان مدینہ منورہ ہین - ان سب مین سے
اونہون نے وہ باتین جمع کین جو خدا تعالی نے اونکو میسر فرمائین

ثم نظر واقيها نظر اعتبار وتفتيش فما
كان منها مجمعا عليه بين علماء المدينة
فانهم يأخذون عليه بنواجذهم وما كان
فيه اختلاف عندهم فانهم يأخذون
باقواها وارجحها اما لكثرة من ذهب اليه
منهم اولموافقته بقياس قوي او
تخريج صريح من الكتاب والسنة
ونحو ذلك واذا لم يجدوا فيما حفظوا
منهم جواب المسئلة خرجوا من كلامهم
وتتبعوا الايماء والاقتضاء فحصل
لهم مسائل كثيرة في كل باب باب
وكان ابراهيم واصحابه يرون ان
عبد الله بن مسعود واصحابه اثبت
الناس في الفقه كما قال علقمة لمسروق
هل احد منهم اثبت من عبد الله وقول ابي حنيفة رض
للاوزاعي ابراهيم افقه من سالم ولولا
فضل الصحبة لقلت ان علقمة افقه
من عبد الله بن عمر وعبد الله هو
عبد الله واصل مذهبه فتاوى عبد الله
ابن مسعود وقضايا علي رضي الله عنه
وفتاواه وقضايا شريح

پہر اونہون نے اوس مجموعہ مین اعتبار اور تفتیش کی نظر
دیکھا تو جس بات پر اتفاق علماے مدینہ تہا اوسکو اپنے
دانتون سے پکڑا اور جس بات مین علماے مدینہ کے نزدیک اختلاف
ہوا اوسمین قوی تہا اور راجح تہا اوسکو اختیار کیا خواہ قوت اور
رجحان اسوجہ سے ہو کہ یہہ بہت شخصون کا مذہب ہو یا
اسوجہ سے کہ کسی قیاس قوی یا استنباط صریح قرآن اور حدیث
کے موافق ہو اور جس صورت مین جواب مسالہ کا اوس مجموعہ
مین نپاتے جو سلف سے یاد کیا تہا تو اونکے کلام سے
استنباط کرتے اور اشارہ اور اقتضاے کلام کو ڈہونڈتے
اسطرح پر اونکے پاس بہت سے مسایل ہر باب
مین جدا جدا ہو گئے۔

اور ابراہیم نخعی اور اونکے شاگردونکا اعتقاد تہا کہ
عبد اللہ بن مسعود اور اونکے اصحاب فقہ مین سب لوگون سے
زیادہ پکے ہین چنانچہ علقمہ نے مسروق سے کہا تہا کہ کیا
کوئی صحابہ مین عبد اللہ سے بہی زیادہ پکا ہی اور امام ابو حنیفہ
نے اوزاعی سے کہا تہا کہ ابراہیم زیادہ فقیہ ہی بنسبت
سالم کے اور اگر صحابی ہونیکی فضیلت ابن عمر کو نہوتی
تو مین یہ کہتا کہ علقمہ زیادہ فقیہ ہی بنسبت ابن عمر کے
اور عبد اللہ بن مسعود تو عبد اللہ ہی ہی۔ اور ابراہیم
نخعی کے مذہب کی اصل فتاوای عبد اللہ بن مسعود
اور فیصلہا اور فتاوای علی مرتضی اور فیصلہاے شریح

وغیره من قضاة کوفة فجمع من
ذلك ما یسره الله ثم صنع فی آثارهم
کما صنع اهل المدینة فی آثار اهل المدینة
وخرج کما خرجوا فتخلص له مسائل الفقه
فی کل باب باب وکان سعید بن المسیب
لسان فقهاء المدینة وکان احفظهم
لقضایا عمر ولحدیث ابی هریرة وابراهیم
لسان فقهاء کوفة فاذا تکلما بشیء
ولم ینسباه الی احد فانه فی الاکثر
منسوب الی احد من السلف صریحا
او ایماء ونحو ذلك فاجتمع علیهما فقهاء
بلدهما واخذوا عنهما وعقلوه
وخرجوا علیه والله اعلم

باب اسباب اختلاف مذاهب الفقهاء

اعلم ان الله انشأ بعد عصر التابعین
نشأ من حملة العلم انجازا لما وعده
رسول الله صلی الله علیه وسلم حیث قال یحمل هذا العلم
من کل خلف عدوله فاخذوا
عمن اجتمعوا معه منهم صفة الوضوء
والغسل والصلوة والحج والنکاح والبیوع
وسائر ما یکثر وقوعه ورووا حدیث النبی صلعم

و دیگر قاضیان کوفہ ۔ غرض کہ ابراہیم نے ان سب مین سے
وہ امور جمع کئے جو خدا نے اونپر آسان فرمائے پہر ابراہیم نے
اونکے آثار مین وہی بات کی جو اہل مدینہ نے آثار اہل مدینہ
مین کی تہی اور تخریجات مسائل بہی اون ہی کے طرح کی لہذا
اونکے پاس بہی مسائل فقہ کے ہر ہر باب مین جمع ہو گئے ۔
اور سعید بن مسیب فقہائے مدینہ کی زبان تہی اور فیصلہائے
عمر فاروقؓ اور حدیث ابو ہریرہؓ کے زیادہ حافظ تہے ۔ اور
ابراہیم فقہائے کوفہ کی زبان تہی اور یہ دونون جب کسی مسالہ
مین بولتے ہین اور اوسکو کسیکی طرف منسوب نہین کرتے
تو وہ بات اکثر منسوب کسی سلف کیطرف صریحًا یا اشارةً
اور مانند اسکے ہوتی ہے غرض کہ اون دونو کے پاس فقہا
اونکے شہر کے اکٹھے ہوئے اور دونو سے علم حاصل کیا اور اوسکو سمجہا
اور اوسپر مسائل کی تخریج کی واللہ اعلم ۔

باب ۲ مذاہب فقہا کے مختلف ہونے کے اسباب کے ذکر مین

واضح ہو کہ خدای تعالے نے زمانہ تابعین کے بعد ایک گروہ علما
کا پیدا کیا تا کہ رسول خدا صلعم کا وعدہ پورا ہو کہ آپنے فرمایا تہا
کہ اس علم کو ہر پچہلے لوگو نمین سے عادل شخص اوٹہائینگے
اس جماعت نے اون لوگو نسے جو تابعین مین سے
انکو ملی کیفیت وضو اور غسل اور نماز اور حج اور نکاح
اور خرید و فروخت کی اور تمام چیزین جو اکثر واقع ہوتے
ہین سیکہین اور پیغمبر صلعم کی حدیث روایت کی

وسمعوا اقضيا قضاة البلدان وفتاوى
مفتيها وسألوا عن المسائل واجتهدوا
في ذلك كله ثم صاروا كبراء قوم ووسد
اليهم الامر فنسجوا على منوال شيوخهم ولم
يألوا في تتبع الايماءات والاقتضاءات
فقضوا وافتوا ورووا وعلموا وكان
صنيع العلماء في هذه الطبقة متشابها
وحاصل صنيعهم ان يتمسك بالمسند
من حديث رسول الله صلى الله عليه وآله
وسلم والمرسل جميعا ويستدل باقوال
الصحابة والتابعين علما منهم انها اما
احاديث منقولة عن رسول الله صلعم
اختصروها فجعلوها موقوفة كما قال
ابراهيم وقد روى حديث نهي رسول الله عن المحاقلة
والمزابنة فقيل له اما تحفظ عن رسول الله صلعم
حديثا غير هذا قال بلى ولكن اقول قال عبد الله
قال علقمة احب الي وكما قال الشعبي وقد سئل عن حديث
وقيل انه يرفع الى النبي صلى الله عليه وسلم قال
لا على من دون النبي صلى الله عليه وسلم احب الينا فان
كان فيه زيادة ونقصان كان على من
دون النبي صلى الله عليه وسلم

اور شہر کے قاضیوں کے فیصلے اور انکے مفتیوں کے فتاوی سے
اور مسائل کو دریافت کیا اور ان سب باتوں میں اجتہاد کیا
پھر ایک قوم کے پیشوا بنے اور مدار امر انہی پر آرہا یہ لوگ بھی
اپنے اساتذہ کے ڈھنگ پر چلے اور اشارات اور اقتضاؤں کی
تلاش میں کوئی دقیقہ نہ چھوڑا خود حکم اور فتوی دیے اور
روایتیں بیان کیں اور لوگوں کو سکھایا اور اس طبقہ کے علما
کا فعل ایک دوسرے سے ملتا جلتا تھا اور خلاصہ انکے فعل کا یہ تھا
کہ حدیث رسول خدا صلعم سے مسند اور مرسل دونوں سے تمسک
کیا جاوے اور صحابہ اور تابعین کے اقوال سے دلیل بیان کیجاوے
کیونکہ وہ یہ جانتے تھے کہ یہ اقوال یا حدیثیں رسول خدا صلعم
سے منقول ہیں کہ انکو مختصر کرکے موقوف بنالیا چنانچہ
ابراہیم نخعی نے جس وقت حدیث ممانعت رسول خدا صلعم کی
محاقلہ اور مزابنہ سے روایت کی تو انسے کہا گیا کہ تمکو رسول
خدا صلعم سے کوئی حدیث یعنی مرفوع اسکے سوا یاد نہیں انہوں نے
کہا کیوں نہیں لیکن میں یہ کہتا ہوں کہ قول عبد اللہ بن مسعود
کا اور قول علقمہ کا مجھکو زیادہ پسند ہے۔ اسیطرح شعبی نے جس وقت
انسے ایک حدیث کا حال پوچھا گیا اور بیان کیا گیا کہ اس حدیث
کو پیغمبر صلعم تک مرفوع کہتے ہیں یہ جواب دیا کہ مرفوع نہیں کہنا
چاہیے بلکہ ہمکو زیادہ محبوب وہ حدیث ہے جو پیغمبر صلعم کے
بعد کے شخص کیطرف منسوب ہو کیونکہ اگر حدیث میں کچھ کمی
بیشی ہوگی تو وہ بعد کے شخص پر رہیگی

أو يكون استنباطاً منهم من المنصوص او اجتهاداً منهم بآرائهم وهم احسن صنيعاً فى كل ذلك ممن يجي بعدهم واكثر اصابة واقدم زماناً واوعى علماً فتعين العمل بها الا اذا اختلفوا وكان حديث رسول الله صلعم يخالف قولهم مخالفة ظاهرة وانه اذا اختلفت احاديث رسول الله صلى الله عليه وسلم فى مسئلة رجعوا الى اقوال الصحابة فان قالوا بنسخ بعضها او بصرفه عن ظاهره او لم يصرحوا بذلك ولكن اتفقوا على تركه وعدم القبول بموجبه فانه كابداء علة فيه او الحكم بنسخه او تاويله اتبعوهم فى كل ذلك وهو قول مالك فى حديث ولوغ الكلب جاء هذا الحديث ولكن لا ادرى ما حقيقته حكاه ابن الحاجب يعنى لم ار الفقهاء يعملون به وانه اذا اختلف مذاهب الصحابة والتابعين فى مسئلة فالمختار عند كل عالم مذهب اهل بلده وشيوخه

یا یہ جانتے تھے کہ اقوال صحابہ اور تابعین کے حکم منصوص سے خود اونکے استنباط ہین یا اونکے رایون سے بطور اجتہاد اور صحابہ اور تابعین ان سب باتون مین اون لوگون سے بہتر ہین جو اونکے پیچھے ہوے اور صواب بیان کرنے مین زیادہ اور زمانہ کی اعتبار سے سب سے پیشتر اور علم کے لحاظ سے سب مین بڑہکر ہین ہمین جہت عمل کرنا اونکے اقوال پر متعین ہوا بجز اوس صورت کے کہ وہ مختلف ہون اور حدیث رسول خدا صلعم کی اونکے قول سے صریح مخالف پڑے —

اور خلاصہ اونکے فعل کا یہہ بہی تہا کہ جس صورت مین کہ احادیث رسول خدا صلعم کی کسی مسالہ مین مختلف ہوئین تو علماے مذکور نے اقوال صحابہ کیطرف رجوع کیا اگر صحابہ بعض حدیث کے منسوخ ہونیکے قائل ہوے یا اونہون نے حدیث کو ظاہر معنے سے پہیر دیا یعنی تاویل کی یا اسکی تصریح نکی بلکہ ترک حدیث اور اوسکے بموجب عمل نکرنے پر متفق ہوئے یہ بات گویا حدیث مین علت ظاہر کرنی یا اوسکی منسوخ ہونے یا تاویل کا حکم لگا دینا ہی تو اسباب مین علماے مذکور نے صحابہ کا اتباع کیا اور یہی وجہ ہی کہ امام مالک نے کتے کی برتن مین منہ ڈالنے کی حدیث مین کہا کہ یہ حدیث وارد ہے ہو لیکن مین نہین جانتا کہ اوسکی حقیقت کیا ہی نقل کیا ہی اس قول کو ابن حاجب نے امام مالک کی غرض یہ ہی کہ فقہا کو مین نے نہین دیکھا کہ اس حدیث پر عمل کرتے ہون —

اور نیز خلاصہ اونکے فعل کا یہ تہا کہ جب مذہب صحابہ اور تابعین کے کسی مسالہ مین مختلف ہون تو ہر عالم کے نزدیک اپنے اہل شہر اور اوستادون کا مذہب مختار ٹھہرے

لانه اعرف بالصحیح من اقاویلهم من السقیم واوعی للاصول المناسبة لها وقلبه امیل الی فضلهم وتبحرهم فمذهب عمر وعثمان وعائشة وابن عمر وابن عباس وزید بن ثابت واصحابهم مثل سعید بن المسیب فانه کان احفظهم لقضایا عمر وحدیث ابی هریرة وعروة وسالم وعکرمة وعطاء وعبید الله بن عبد الله وامثالهم احق بالاخذ من غیره عند اهل المدینة کما بینه النبی صلی الله علیه وسلم فی فضائل المدینة ولانها ماوی الفقهاء ومجمع العلماء فی کل عصر ولذلک تری مالکا یلازم محجتهم وقد اشتهر عن مالک انه یتمسک باجماع اهل المدینة وعقد البخاری بابا فی الاخذ بما اتفق علیه الحرمان

ومذهب عبد الله بن مسعود واصحابه وقضایا علی وشریح والشعبی وفتاوی ابراهیم احق بالاخذ عند اهل الکوفة من غیره وهو قول علقمة حین مال مسروق الی قول زید بن ثابت فی التشریک قال هل احد منهم اثبت من عبد الله فقال لا ولکن رایت زید بن ثابت واهل المدینة یشرکون

کیونکہ اوسکو اونکے اقوال کی صحت اور سقم زیادہ معلوم ہی اور جو اصول اون اقوال کی مناسب ہین وہ اوسکو زیادہ یاد ہین اور اوسکا دل اپنے اساتذہ کی فضیلت اور تبحر پر زیادہ مایل ہے چنانچہ مذہب عمر فاروق اور عثمان غنی اور عائشہ صدیقہ اور ابن عمر اور ابن عباس اور زید بن ثابت اور اونکے شاگردونکا مثل سعید بن مسیب کے جو عمر فاروق کے فیصلون اور ابوہریرہ کی حدیثونکو زیادہ حافظ تھے اور مثل عروہ اور سالم اور عکرمہ اور عطا اور عبید اللہ بن عبد اللہ اور انکے جیسون کا مذہب اہل مدینہ کے نزدیک بہ نسبت دوسرے مذہب کے زیادہ لایق اختیار کرنیکے ہی چنانچہ پیغمبر صلعم نے فضایل مدینہ مین بیان فرمایا اور نیز اسوجہ سے کہ مدینہ منورہ ہر زمانہ مین فقہا اور علما کا ماوی اور مجمع رہا ہی اور اسی جہت سے تم دیکھتے ہو کہ امام مالک برابر مدینہ والون کی راہ چلتے ہین اور امام مالک سے یہ بات بھی مشہور ہی کہ اجماع اہل مدینہ سے حجت پکڑتے تھے اور بخاری نے ایک باب منعقد کیا ہی کہ جس بات پر حرمین شریفین کا اتفاق ہو اوسکو اختیار کرنا چاہیے۔

اور کوفہ والونکے نزدیک مذہب عبد اللہ بن مسعود اور انکے شاگردونکا اور فیصلے علی مرتضی اور شریح اور شعبی کے اور فتاوی ابراہیم نخعی کے زیادہ تر مستحق عمل کرنیکے ہین بہ نسبت دوسرے مذہب کے اور یہی وجہ تھی کہ علقمہ نے جب مسروق کو زید بن ثابت کیطرف تشریک کے باب مین مایل دیکھا تو کہا کہ کیا کوئی صحابہ مین بہ نسبت عبد اللہ بن مسعود کے زیادہ پکا عالم ہی مسروق نے کہا کہ نہین لیکن مین نے زید بن ثابت اور اہل مدینہ کو تشریک کرتے دیکھا

---

(۱) اشارہ ہے اس حدیث کیطرف کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ قریب ہے کہ لوگ طلب علم مین سواریان دوڑاوینگے اور کسیکو زیادہ عالم بہ نسبت مدینہ کے عالم کے نپاوینگے اور اسکا بیان صفحہ ۳۴ [illegible]

(۲) [illegible]

فان اتفق اهل البلد على شئ اخذوا عليه
بنواجذهم وهو الذي يقول في مثله مالك
السنة التي لا اختلاف فيها عندنا
كذا وكذا وان اختلفوا اخذوا باقواها
وارجحها اما لكثرة القائلين
به او لموافقته بقياس قوي او تخريج
من الكتاب والسنة وهو الذي يقول في مثله
مالك هذا احسن ما سمعت
فاذا لم يجدوا فيما حفظوا منهم جواب
المسئلة خرجوا من كلامهم وتتبعوا الايماء والاقتضاء
والهموا في هذه الطبقة التدوين فدون
مالك ومحمد بن عبد الرحمن بن ابي ذئب
بالمدينة وابن جريج وابن عيينة بمكة
والثوري بكوفة وربيع بن صبيح بالبصرة
وكلهم مشوا على هذا النهج الذي ذكرته
ولما حج المنصور قال لمالك قد عزمت
ان امر بكتبك هذه التي صنفتها فتنسخ ثم
ابعث في كل مصر من امصار المسلمين منها
نسخة وآمرهم ان يعملوا بما فيها ولا يتعدوه الى غيره
فقال يا امير المؤمنين لا تفعل هذا فان الناس
قد سبقت اليهم اقاويل وسمعوا احاديث

پس اگر شہر والے کسی مسئلہ پر متفق ہو گئے تو پہلے علمائے اوسکو مضبوط
پکڑ لیا اور اسی جیسی بات کے واسطے امام مالک یہہ کہا کرتے ہین
السنة التي لا اختلاف فيها عندنا كذا وكذا یعنی جس سنت مین ہمارے
نزدیک کچھ اختلاف نہین فلان بات ہے اور اگر اہل شہر مین
اختلاف ہوا تو اقوال مین سے قوی تر اور ارجح تر کو اختیار کیا خواہ
یہ قوت بوجہ کثرت قائلین کے ہو یا بوجہ موافقت کسی قیاس
قوی یا تخریج کتاب وسنت کی اور اس جیسی بات کو امام مالک یا یون کہتے
ہین هذا احسن ما سمعت یعنی یہہ بات ان سب باتون مین سے بہتر ہے جو مینے سنی ہین
اور جب ان باتون مین کہ صحابہ اور تابعین سے یاد کی تہین جواب مسئلہ کا
نہ پایا تو انکی تقریر سے نکالا اور اشارہ اور اقتضاء کلام کو تلاش کیا
اور اس طبقہ مین کتابون کا لکہنا دلمین ڈالا گیا چنانچہ امام مالک
اور محمد بن عبد الرحمن بن ابو ذئب نے مدینہ مین اور ابن
جریج اور ابن عیینہ نے مکہ مین اور ثوری نے کوفہ مین اور
ربیع بن صبیح نے بصرہ مین کتابین لکہین اور سبہون نے یہی
طریق اختیار کیا جو مینے بیان کیا۔ اور جب خلیفہ منصور نے
حج کیا تو امام مالک سے کہا کہ مینے پکا ارادہ کیا ہے کہ جو کتابین آپنے
بنائی ہین انکے بارہ مین حکم کرون کہ لکہی جائین پہر
مسلمانون کے ہر شہر مین انکا ایک ایک نسخہ بہیجون اور انکو حکم
کرون کہ ان کتابون کے بموجب عمل کرین اور دوسری بات
کیطرف تجاوز نکرین امام مالک نے کہا کہ اے امیر المؤمنین ایسا مت کر
کیونکہ لوگون کے پاس سلف کے اقوال پہنچ چکے اور وہ حدیثین سن چکے

ورووا الروايات واخذ كل قوم بما سبق
اليهم واتوا به من اختلاف الناس فدع
الناس وما اختار اهل كل بلد منهم لانفسهم
ويحكى نسبة هذه القصة الى هارون
الرشيد وانه شاور مالكا في ان يعلق
الموطا في الكعبة ويحمل الناس على ما فيه
فقال لا تفعل فان اصحاب رسول الله صلى الله عليه
وسلم اختلفوا في الفروع وتفرقوا في البلدان
وكل سنة مضت قال وفقك الله
يا ابا عبد الله حكاه السيوطي
وكان مالك اثبتهم في حديث المدنيين
عن رسول الله صلى الله عليه وسلم اوثقهم
اسنادا واعلمهم بقضايا عمر واقاويل عبد الله
بن عمر وعائشة واصحابهم من الفقهاء السبعة
وبه وبامثاله قام علم الرواية والفتوى فلما
وسد اليه الامر حدث وافتى وافاد
واجاد وعليه انطبق قول النبي صلى الله
عليه وسلم يوشك ان يضرب الناس اكباد
الابل يطلبون العلم فلا يجدون احدا اعلم
من عالم المدينة على ما قاله ابن
عيينة وعبد الرزاق

اور روایتیں انسے بیان کی گئیں اور ہر قوم نے وہ بات
اختیار کرلی جو بیشتر انکو پہونچی اور باوجود لوگوں کے اختلاف کے اوسپر
کاربند ہو گئے تو ہر شہر والوں نے جو کچھ اپنے لئے پسند کیا ہی لوگوں کو اسی پر
رہنے دو۔ اور بعض لوگ اس قصے کی نسبت ہارون رشید کیطرف
کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہارون نے امام مالک سے مشورہ کیا کہ آپکی
کتاب موطا کعبہ میں لٹکائی جاوے اور لوگوں کو اسبات پر آمادہ کیا
جائے کہ جو کچھ اس میں ہے اوسپر کاربند ہوں مالک نے کہا ایسا مت کرو
کیونکہ اصحاب رسول خدا صلعم فروع میں مختلف ہوئے ہیں اور
شہروں میں منتشر ہو گئے اور ہر ایک سنت جاری ہوئی ہارون نے
کہا کہ اے ابو عبد اللہ خدا تمکو توفیق مرحمت فرمائے نقل کیا اسکو سیوطی نے
اور امام مالک ان مدینہ والوں میں جو رسول خدا صلعم سے
حدیث روایت کرتے ہیں سب سے زیادہ ثابت اور اسناد میں سب سے
زیادہ معتبر اور زیادہ جاننے والے فیصلہائے عمر فاروق اور
اقوال عبد اللہ بن عمر اور عائشہ صدیقہ اور انکے شاگردوں
یعنی فقہائے ہفتگانہ کے ہیں اور مالک اور انہیں جیسوں سے
علم روایت اور فتوی قائم ہوا جب کام انکے سپرد ہوا تو حدیث
بیان کی اور فتوی دیا اور فائدہ پہنچایا اور بہت عمدہ کیا اون
ہی پر ارشاد پیغمبر صلعم کا منطبق ہوا کہ قریب ہے کہ لوگ
اونٹوں پر سوار ہو کر طلب علم کیلئے سفر کرینگے اور کسیکو
زیادہ عالم بہ نسبت مدینہ کے عالم کے نہ پائینگے اس پیشین
گوئی کا منطبق ہونا امام مالک پر بموجب قول ابن عیینہ و عبد الرزاق کے ہے

فقہائے ہفتگانہ مدینے کے لوگ ہیں سعید بن مسیب اور عروہ بن زبیر قاسم بن محمد ابن ابی بکر صدیق اور ابو بکر بن عبد الرحمن مخزومی بن حارث بن ہشام خارجہ بن زید بن ثابت عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود سلیمان بن یسار ہلالی

وناهيك بهما فجمع اصحابه رواياته ومختاراته ولخصوها وحرروها وشرحوها وخرجوا عليها وتكلموا في اصولها وادلتها وتفرقوا الى المغرب ونواحي الارض فنفع الله بهم كثيرا من خلقه وان شئت ان تعرف حقيقة ما قلناه من اصل مذهبه فانظر في كتاب الموطا تجده كما ذكرنا۔

وكان ابو حنيفة رضي الله عنه الزمهم بمذهب ابراهيم واقرانه لا يجاوزه الا ما شاء الله وكان عظيم الشان في التخريج على مذهبه دقيق النظر في وجوه التخريجات مقبلا على الفروع اتم اقبال وان شئت ان تعلم حقيقة ما قلنا فلخص اقوال ابراهيم من كتاب الآثار لمحمد رح وجامع عبد الرزاق ومصنف ابي بكر بن ابي شيبة ثم قايسه بمذهبه تجده لا يفارق تلك المحجة الا في مواضع يسيرة وهو في تلك اليسيرة ايضا لا يخرج عما ذهب اليه فقهاء كوفة

وكان اشهر اصحابه ذكرا ابو يوسف فولي قضاء القضاة ايام هارون الرشيد فكان سببا لظهور مذهبه والقضاء به في اقطار

اور تجھکو ان ہی دو کا قول کافی ہی۔ پہر امام مالک کے شاگردون نے اونکی روایات اور مختارات کو جمع کیا اور اونکی تلخیص اور تنقیح اور شرح کی اور انپر اور مسائل کی تخریج کی اور انکے اصول اور دلایل مین بحث کی اور ملک مغرب و اطراف مین مین منتشر ہوے اللہ تعالی نے اُن سے اپنی بہت خلقت کو نفع پہونچایا اور اگر تم ہمارے قول کی صداقت امام مالک کی اصل کے باب مین معلوم کرنا چاہو تو کتاب موطا کو دیکھو اُسکو ویسا ہی پاؤگے جیسا ہمنے بتایا۔

اور امام ابو حنیفہ ابراہیم نخعی اور اُنکے ہمعصروں کے مذہب پر زیادہ جمے ہوئے تہے کہ اُس سے بہت ہی کم تجاوز کرتے تہے اور انکے مذہب کے بموجب مسائل نکالنے مین شان عظیم رکہتے تہے اور تخریج کی صورتون مین اونکی نظر دقیق تہی فروع پر بدرجہ غایت متوجہ تہے اور اگر تمکو ہمارے قول کی حقیقت جاننی منظور ہو تو امام محمد کی کتاب الآثار اور عبد الرزاق کی جامع اور ابو بکر بن ابو شیبہ کی مصنف سے ابراہیم کے اقوال چہانٹ لو پہر امام کے مذہب سے اونکا مقابلہ کرو تو امام کو اوس راہ سے جدا نپاؤگے مگر چند تہوڑی تہوڑی جگہ مین اور ان تہوڑی جگہ مین بہی امام فقہای کوفہ کے مذہب سے باہر قدم نہین رکہتے۔

اور امام کے شاگردون مین سے زیادہ مشہور ابو یوسف ہین کہ زمانہ ہارون رشید مین قاضی القضاۃ ہوے اور امام کے مذہب ظاہر ہونے کا سبب وہ ہوے اور اونکے بموجب فیصلہ کرنے ہونے کا باعث اطراف

العراق وخراسان وماوراء النهر وكان
احسنهم تصنيفا والزمهم درسا محمد بن
الحسن وكان من خبره انه تفقه على ابي حنيفة
وابي يوسف ثم خرج الى المدينة فقرأ الموطا
على مالك ثم رجع الى نفسه فطبق مذهب اصحابه
على الموطا مسئلة مسئلة فان وافق
فبها والا فان راى طائفة من الصحابة
والتابعين ذاهبين الى مذهب اصحابه
فكذلك وان وجد قياسا ضعيفا او تخريجا
لينا يخالفه حديث صحيح مما عمل به الفقهاء
او يخالفه عمل اكثر العلماء تركه الى مذهب
من مذهب السلف مما يراه ارجح ما هنالك وهما
لا يزالان على محجة ابراهيم ما امكن لهما
كما كان ابو حنيفة رض يفعل ذلك وانما كان
اختلافهم فى احد شيئين اما ان يكون
لشيخهما تخريج على مذهب ابراهيم
يزاحمانه فيه او يكون هناك
لابراهيم ونظرائه اقوال مختلفة
يخالفانه فى ترجيح بعضها على بعض
فصنف محمد وجمع راى هولاء
الثلثة ونفع كثيرا من الناس

عراق اور خراسان اور ماوراء النہر مین یہی ہوا - اور سب
شاگردونسے تصنیف مین بہتر اور تعلیم مین زیادہ مشغول
محمد بن حسن ہین اونکا حال یہ ہو کہ اونہون نے فقہ ابو حنیفہ
اور ابو یوسف سے حاصل کی پہر مدینہ مین گئے اور امام مالک سے موطا
پڑہی پہر اپنے نفس کی طرف رجوع کیا اور اپنے ہمراہیونکے مذہب کے
ایک ایک مسالہ کو موطا سے مقابلہ کیا اگر موافق ہوا بہتر اور
اگر موافق نہوا اور صحابہ و تابعین کے ایک گروہ کو دیکھا کہ وہ
بہی ہماری ہمراہیون کی مذہب کیطرف گئے ہین تو اس صورت مین
بہی مسالہ کو بدستور رکہا اور اگر کوئی قیاس ضعیف یا تخریج سست
پائی کہ حدیث صحیح جسپر فقہا نے عمل کیا ہو اوسکے مخالف ہو یا اکثر
علما کا عمل اوسکے خلاف ہو اوس مسالہ کو چہوڑ دیا اور سلف کے
مذاہب مین سے جو اوس موقع پر راجح تر دیکہا اوسکو اختیار کیا
اور ابو یوسف اور محمد جہانتک انسے ہوسکا برابر ابراہیم
نخعی کی طریق پر رہے جیسے امام ابو حنیفہ بہی یہی کرتے تھے
اور اختلاف امام اور صاحبین کا صرف دو باتون مین سے
ایک مین تہا یا یہ کہ امام کی کوئی تخریج مذہب ابراہیم پر کے
صاحبین اوس تخریج مین امام کے مزاحم ہوے یا یہ کہ
ابراہیم اور اونکے ہمسرونکے اقوال مختلف ہین صاحبین
بعض اقوال کی ترجیح دینے مین بعض پر امام کا
خلاف کرتے ہین غرض کہ امام محمد نے کتابین لکہین اور
تینون شخصونکی راے کو جمع کیا اور بہت سے لوگونکو فائدہ پہنچایا

له یعنی ملک دریا پار ایران [illegible] کے ملک توران دریا [illegible] ماوراء النہر کہتے ہین

فتوجه اصحاب ابی حنیفة الی تلك التصانیف
تلخیصا وتقریبا وتخریجا وتاسیسا
واستدلالا ثم تفرقوا الی خراسان وما وراء النهر
فسمی ذلك مذهب ابی حنیفة وانما عد
مذهب ابی حنیفة مع مذهب ابی یوسف ومحمد واحدا
مع انهما مجتهدان مطلقان ومخالفتهما غیر
قلیلة فی الاصول والفروع لتوافقهم فی هذا
الاصل ولتدوین مذاهبهم جمیعا فی المبسوط والجامع
ونشأ الشافعی فی اوائل ظهور المذهبین
وترتیب اصولهما وفروعهما فنظر فی صنیع
الاوائل فوجد فیه امورا کبحت عنانه عن
الجریان فی طریقهم وقد ذکرها فی اوائل
کتاب الام منها انه وجدهم یاخذون
بالمرسل والمنقطع فیدخل فیهم الخلل
فانه اذا جمع طرق الحدیث یظهر
انه کم من مرسل لا اصل له وکم من
مرسل یخالف مسندا فقرر ان لا یاخذ
بالمرسل الا عند وجود شروط وهی مذکورة
فی کتب الاصول ومنها انه
لم یکن قواعد الجمع بین
المختلفات مضبوطة عندهم

بعدہ اصحاب ابو حنیفہ ان تصانیف کو خلاصہ کر کے نیز اون مطالب کو
قریب فہم کرنے اور مسائل نکالنے اور تایید کر کے اور حجت پکڑ کے نیز
متوجہ ہوئے پھر خراسان اور ماوراء النہر مین پھیل گئے اور اسکا
نام مذہب ابی حنیفہ رکھا گیا اور مذہب امام ابو حنیفہ ابو یوسف اور محمد کے
ساتھ ایک مذہب شمار کیا گیا باوجودیکہ صاحبین مجتہد مطلق ہین
اور اونکی مخالفت بہی اصول اور فروع مین کم نہین اسلیے کہ اس اصل
مین سب موافق ہین اور نیز اسوجہ سے کہ مبسوط اور جامع کبیر مین اون سب کا
مذہب ایک ساتھ لکھا گیا —

امام شافعی ابتدائی ظہور دونو مذہبون امام مالک و امام ابو حنیفہ مین
اونکی اصول اور فروع مرتب ہونیکے وقت ظاہر ہوے اور انہون نے اگلون کی
کارروائی دیکھی اور اوسمین ایسی باتین پائین جنہون نے
اونکو پہلونکی راہ چلنے سے روکدیا اون باتونکا ذکر امام شافعی
نے شروع کتاب ام مین کیا ہے اونمین سے ایک یہہ ہے کہ لوگونکو معلوم
کیا کہ روایت مرسل اور منقطع دونو کو لیتے ہین اور اسیوجہ سے
اون لوگونکے اقوال مین خلل پڑتا ہے کیونکہ جب حدیث کے سب
طریقونکو جمع کیا جاتا ہے تو ظاہر ہوتا ہے کہ بہت سی مرسل حدیثین
بے اصل ہین اور بہت سی مرسل مسند کی مخالف ہوتی
ہین لہذا امام شافعی نے یہ ٹہرایا کہ حدیث مرسل کو نہ لینگے مگر
اوس صورت مین کہ شرطین پائی جائین وہ شرطین اصولکی
کتابون مین مذکور ہین - دوسری بات یہ ہے کہ مختلف
نصوص مین مطابقت کرنیکے قاعدے اون لوگونکے پاس ضبط نہ تھے

فیطرق بذلک خلل فی مجتہداتہم فوضع
لہا اصولا ودونہا فی کتاب وہذا اول
تدوین کان فی اصول الفقہ مثالہ ما بلغنا
انہ دخل علی محمد بن الحسن وہو یطعن علی
اہل المدینۃ فی قضائہم بالشاہد الواحد
مع الیمین ویقول ہذا زیادۃ علی کتاب اللہ
فقال الشافعی اثبت عندک انہ لا یجوز
الزیادۃ علی کتاب اللہ بخبر الواحد قال نعم
قال فلم قلت ان الوصیۃ للوارث لا یجوز
لقولہ صلی اللہ علیہ وسلم الا لا وصیۃ
لوارث وقد قال اللہ تعالی کُتِبَ عَلَیْکُمْ
اِذَا حَضَرَ اَحَدَکُمُ الْمَوْتُ الآیۃ واورد
علیہ اشیاء من ہذا القبیل فانقطع کلام
محمد بن الحسن ومنہا ان بعض الاحادیث
الصحیحۃ لم تبلغ علماء التابعین ممن وسد الیہم
الفتوی فاجتہدوا بارائہم واتبعوا العمومات
او اقتدوا بمن مضی من الصحابۃ فافتوا
حسب ذلک ثم ظہرت بعد ذلک فی الطبقۃ الثالثۃ
فلم یعملوا بہا ظنا منہم انہا تخالف عمل اہل
مدینتہم وسنتہم التی لا اختلاف لہم فیہا وذلک
قادح فی الحدیث وعلۃ مسقطۃ لہ

اسوجہ سے اونکی اجتہادی مسالو نمین خلل پڑ جاتا تھا امام
شافعی نے اوسکی قواعد بنائے اور اونکو ایک کتاب مین لکھا
اصول فقہ مین پہلے پہل یہی تحریر ہوئی اوسکی مثال
یہ ہی کہ ہمنے سنا ہی کہ امام شافعی امام محمد کی پاس آئے جس وقت کہ وہ
اہل مدینہ پر ایک گواہ اور قسم سے حکم دینے مین طعن کرتے
تہے اور کہتے تہے کہ یہ قرآن پر زیادتی ہی امام شافعی نے
کہا کہ کیا تمہارے نزدیک ثابت ہی کہ خبر واحد سے قرآن پر زیادتی
جائز نہین امام محمد نے کہا ہان امام شافعی نے کہا کہ پہر کیون کہتے
ہو کہ وصیت وارث کو درست نہین بوجہ ارشاد آنحضرت
صلعم کہ وصیت وارث کے حق مین نہین ہی حالانکہ اللہ تعالے
فرماتا ہی کتب علیکم اذا حضر احدکم الموت الایہ یعنی حکم ہوا تم پر
جب حاضر ہو ایک کو تم مین سے موت اگر چہوڑ جاوے مال وصیت کرنا
مان باپ اور رشتہ دارونکو۔ اور امام شافعی نے اسی قسم کی چند
باتین امام محمد پر پیش کین کہ وہ خاموش ہو رہے۔ اور تیسری
بات یہ ہی کہ بعض صحیح حدیثین اون علماے تابعین کو نہ پہونچین جنکو
فتوی کا کام سپرد تہا اسوجہ سے اونہون نے اپنی رایون سے اجتہاد کیا
اور عمومات کا اتباع کیا یا اگلے صحابہ کا اقتدا کیا اور اوسکے موافق
فتوی دیا پہر تیسرے طبقہ مین بعد کو وہ حدیثین ظاہر ہوئین
اونپر اس گمان سے عمل نکیا کہ یہ ہمارے اہل شہر کے عمل
اور طریق کی جنمین ہمکو کچھ اختلاف نہین مخالف ہین
اور یہ بات حدیث مین موجب طعن اور علت سقوط ہی

اولم تظهر فی الطبقة الثالثة وانما
ظهر بعد ذلك عندما امعن اهل الحديث فی
جمع طرق الحديث ورحلوا الی اقطار
الارض وبحثوا عن حملة العلم فكثير من الاحاديث
لا يرويه من الصحابة الا رجل او رجلان ولا
يرويه عنه او عنهما الا رجل او رجلان وهلم
جرا فخفی علی اهل الفقه وظهر فی عصر الحفاظ
الجامعين لطرق الحديث وكثير من الاحاديث رواه
اهل البصرة مثلا وسائر الاقطار فی غفلة منه
فبين الشافعی ان العلماء من الصحابة والتابعين
لم يزل شانهم انهم يطلبون الحديث فی المسئلة
فاذا لم يجدوا تمسكوا بنوع اخر من الاستدلال
ثم اذا ظهر عليهم الحديث بعد رجعوا من اجتهادهم
الی الحديث فاذا كان الامر علی ذلك لا يكون عدم
تمسكهم بالحديث قدحا فيه اللهم الا اذا بينوا العلة
القادحة مثاله حديث القلتين فانه حديث
صحيح روی بطرق كثيرة
معظمها يرجع الی الوليد بن
كثير عن محمد بن جعفر بن الزبير
او محمد بن عباد بن جعفر عن عبيد الله ابن
عبد الله عن ابن عمر

یا تیسرے طبقہ مین وہ حدیثین ظاہر نہو ئین بلکہ اونکے
بعد ظاہر ہوئین جسوقت اہل حدیث نے طرق حدیث کی
جمع کرنے مین غور کیا اور ملکون ملکون پہرے اور علما کا تجسس کیا
کیونکہ بہت سی حدیثین ہین کہ صحابہ مین سے صرف ایک یا دو
اونکے راوی ہین پہر ان ایک یا دو سے بہی ایک یا دو ہی روایت
کرتے ہین اور اسیطرح لئے جاؤ اسیوجہ سے یہ احادیث فقہ
والون پر پوشیدہ رہین اور زمانہ حفاظ مین ظاہر ہوئین
جنہون نے طرق حدیث کو جمع کیا اور نیز بہت سی حدیثین
ہین کہ مثلاً اہل بصرہ ہی نے اونکو روایت کیا اور دوسرے
طرفین اوس سے غافل ہین پس امام شافعی نے بیان کیا کہ
علماے صحابہ اور تابعین کا حال برابر یہ رہا کہ وہ جواب مسائل
مین حدیث ڈہونڈتے اور جب حدیث نہ پاتے تو دوسری
قسم کی استدلال سے حجت پکڑتے پہر آئندہ جب اونپر حدیث
ظاہر ہوتی تو اپنے اجتہاد سے حدیث کی جانب رجوع کرتے جب یہ
حال ہے تو صحابہ کا حدیث پر تمسک نکرنا موجب طعن حدیث
مین نہین ہے مگر ہان اوسی صورت مین کہ علت طعن بیان
کردین - اوسکی مثال حدیث قلتین ہے کہ یہ حدیث
صحیح اور بہت سے اسنادون سے مروی ہے مگر مآل اکثر اسنادون کا
اس اسناد کیطرف ہے ولید بن کثیر روایت کرتے ہین محمد بن
جعفر بن زبیر سے یا محمد بن عباد بن جعفر سے اور وہ دونون
راوی ہین عبید اللہ بن عبد اللہ سے اور وہ راوی ہین ابن عمر

[illegible]

PDF Compressor Pro

ثم تشعبت الطرق بعد ذلك وهذان
وان كانا من الثقات لكنهما ليسا من
وسد اليهم الفتوى وعول الناس عليهم
فلم يظهر الحديث في عصر سعيد بن المسيب ولا
في عصر الزهري ولم يمش عليه المالكية
ولا الحنفية فلم يعملوا به وعمل به الشافعي
وكحديث خيار المجلس فانه حديث صحيح روي
بطرق كثيرة وعمل به ابن عمر وابو هريرة
من الصحابة ولم يظهر على الفقهاء السبعة
ومعاصريهم فلم يكونوا يقولون به فرأى مالك
وابو حنيفة هذا علة قادحة في الحديث وعمل به
الشافعي ومنها ان اقوال الصحابة جمعت في
عصر الشافعي فتكثرت واختلفت وتشعبت
ورأى كثيرا منها يخالف الحديث الصحيح حيث
لم يبلغهم ورأى السلف لم يزالوا يرجعون
في مثل ذلك الى الحديث فترك
التمسك باقوالهم ما لم يتفقوا وقال هم
رجال ونحن رجال ومنها انه رأى قوما
من الفقهاء يخلطون الرأي الذي لم يسوغه
الشرع بالقياس الذي اثبته
فلا يميزون واحدا منهما من الآخر

پھر بعد اسکے بہت سے طریق شاخ در شاخ ہوگئے اور یہ دونو
راوی یعنے محمد بن جعفر اور محمد بن عباد اگرچہ معتبر ہیں
لیکن اون لوگون میں سے نہیں جنپر فتوے کا مدار اور لوگونکا
اعتماد ہوا سوجہ سے یہ حدیث سعید بن مسیب و زہری کے
زمانہ میں ظاہر نہوئی اور مالکیہ و حنفیہ اوسپر نچلے اوسکے
بموجب عمل کیا اور امام شافعی نے اسپر عمل کیا - دوسری
مثال حدیث خیار مجلس ہی کہ یہ حدیث صحیح بہت سی اسنادون
سے مروی ہے صحابہ میں ابن عمر اور ابوہریرہ نے اوسپر عمل کیا
اور فقہاے ہفتگانہ اور اونکے ہمعصرون پر ظاہر نہوا اسیوجہ سے وہ اوسکے
قایل نہوا اور امام مالک اور امام ابوحنیفہ نے اسبات کو حدیث میں
طعن سمجھا اور امام شافعی نے اوسپر عمل کیا چوتھی بات یہ ہے کہ
امام شافعی کے زمانہ میں صحابہ کے اقوال جمع ہوگئے کثرت سے اور
مختلف و متفرق تھے اونمیں سے بہت کو دیکھا کہ جہان اون لوگونکو
حدیث نہیں پہونچی وہان صحیح حدیث کے مخالف ہیں اور سلف کو
دیکھا کہ اس جیسے معاملہ میں برابر حدیث کی طرف رجوع
کرتے ہین لہذا امام شافعی نے اونکے اقوال سے
تمسک ترک کر دیا جبتک کہ وہ لوگ متفق نہون اور
یہ کہا کہ وہ بھی مرد ہین اور ہم بھی مرد ہین - پانچوین
بات یہ ہے کہ کچھ لوگونکو فقہا میں سے دیکھا کہ وہ راے کو جسے
شریعت نے جایز نہیں کیا قیاس سے خلط کرتے ہین جسکو
شریعت نے ثابت کیا ہے یعنے ایک کو دوسرے سے تمیز نہیں کرتے

۵ وہ حدیث یہ ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ بایع اور مشتری دونو کو اختیار ہے یعنی فسخ معاملہ کا جبتک کہ جدا نہون جدائی سے مراد اقوال کا تفرق ہے ...

۳۰

KASHMIR UNIVERSITY
Iqbal Library
Acc. No. 30629

وليسمونه تارة بالاستحسان واعني
بالرای ان ينصب مظنة حرج او مصلحة
علة لحكم وانما القياس ان يخرج العلة
من الحكم المنصوص ويدار عليها الحكم فابطل
هذا النوع اتم ابطال وقال من استحسن
فانه اراد ان يكون شارعا حكاه
العضد في شرح مختصر الاصول مثاله رشد
اليتيم امر خفي فاقاموا مظنة الرشد وهو
بلوغ خمس وعشرين سنة مقامه وقالوا
اذا بلغ اليتيم هذا العمر سلم اليه ماله قالوا
هذا استحسان والقياس ان لا يسلم اليه
وبالجملة فلما رای في صنيع الاوائل
مثل هذه الامور اخذ الفقه من الراس
فاسس الاصول وفرع الفروع وصنف
الكتب فاجاد وافاد واجتمع عليه
الفقهاء وتصرفوا اختصارا وشرحا و
استدلالا وتخريجا ثم تفرقوا في
البلدان فكان هذا مذهب الشافعي والله اعلم

باب اسباب الاختلاف
بين اهل الحديث واصحاب الرای

اعلم انه كان من العلماء في عصر سعيد بن المسيب

اور کبھی اوس رائے کو استحسان بولتے ہین - اور رائے سے
میری غرض یہ ہے کہ کسی حرج یا مصلحت کی موقع کو حکم کی
علت ٹھرایا جاوے اور قیاس وہی ہوتا ہے کہ حکم منصوص
سے علت نکالی جاوے اور اوسی علت پر حکم کا مدار ہو غرض کہ امام
شافعی نے اس رائے کو غایت درجہ پر باطل کیا اور کہا کہ جو کوئی
استحسان کرتا ہے وہ یہہ چاہتا ہے کہ خود شارع ہو جاوے نقل کیا ہے
اسکو عضد نے مختصر الاصول کی شرح مین - اوسکی مثال یتیم کا عاقل
ہونا ہے کہ ایک امر پوشیدہ ہے اون لوگون نے موقع دانش
یعنی پچیس سال کی عمر کو اوسکے قائم مقام کیا اور کہا کہ یتیم جب
اس عمر کو پہونچ جاوے تو اوسکا مال اوسکے سپرد کیا جاوے اور کہا یہ استحسان ہے
اور قیاس یہ ہے کہ اوسکو نہ دیا جاوے —
حاصل یہ کہ جب امام شافعی نے پہلے لوگونکی کارروائی
مین اسطرح کی باتین دیکھین فقہ کو از سر نو لیا اور
اصول کی بنا ڈالی اور فروع کو نکالا اور کتابین تصنیف کیں
اور عمدہ لکھین اور فائدہ پہنچایا اور اونکے پاس فقہا جمع
ہوئے اور اون کتابون مین مختصر کرنے اور شرح کرنے
اور دلیل پکڑنے اور مسائل نکالنے کے تصرفات کئے
پہر شہرون مین متفرق ہو گئے اور یہ مذہب شافعی کا ہوا واللہ اعلم

باب اہل حدیث اور اصحاب رائے کے
مختلف ہونے کے اسباب کے ذکر مین جاننا چاہیے
کہ علما مین سے بعض لوگ سعید بن مسیب

و ابراهيم والزهري وفي عصر مالك
وسفيان ومن بعدهم لكن قوم يكرهون الخوض
بالرأي ويهابون الفتيا والاستنباط الا
لضرورة لا يجدون منها بدا وكان اكبر
همهم رواية حديث رسول الله صلى الله عليه
وسلم سئل عبد الله بن مسعود عن شيء
فقال اني لاكره ان احل لك شيئا
حرمه الله عليك او احرم ما احله الله لك
وقال معاذ بن جبل يا ايها الناس لا تعجلوا
بالبلاء قبل نزوله فانه لم ينفك المسلمون
ان يكون فيهم من اذا سئل سدد وروي نحو
ذلك عن عمر وعلي وابن عباس وابن مسعود
في كراهة التكلم فيما لم ينزل
وقال ابن عمر لجابر بن زيد
انك من فقهاء البصرة فلا
تفت الا بقرآن ناطق او سنة
ماضية فانك ان فعلت غير
ذلك هلكت واهلكت
وقال ابو النضر لما قدم ابو سلمة
البصرة اتيته انا والحسن
فقال للحسن

اور ابراہیم اور زہری کے زمانہ مین اور نیز مالک و سفیان
کے زمانہ مین اور اونکے بعد ایسے تہو کہ رائی مین خوض کرنا مکروہ
جانتے تہے اور فتوی دینے اور استنباط کرنے مین خوف کرتے تہو بجز ضرورت
کے کہ اوس سے چارہ نپاتے اور اونکا بڑا مطلب حدیث رسول
خدا صلعم کا روایت کرنا تہا۔ چنانچہ عبد اللہ بن مسعود سے کسی نے
کسی چیز کا حال پوچہا او نہون نے کہا کہ مین مکروہ جانتا ہون
کہ تیرے لئے وہ چیز حلال کردون کہ جو اللہ تعالے نے تجہپر حرام کی ہے
یا حرام کردون اوس چیز کو کہ خدا نے تیرے لئے حلال کیا ہو
اور معاذ بن جبل نے کہا کہ اے لوگو بلا کی اوترنے سے
پہلے جلدی مت کرو یعنی بے ہوئی بات کو پہلے
سے مت پوچہو کیونکہ مسلمانون مین ہمیشہ ایسے
رہین گے کہ جب و نسے پوچہا جائیگا تو درست جواب
دینگے۔ اور اسیطرح روایت ہے عمر فاروق رض اور
علی رض اور ابن عباس رض اور عبد اللہ بن مسعود سے
درباب کراہت سوال کے اوس حادثہ مین کہ ابہی
نازل نہین ہوا۔ اور ابن عمر نے جابر بن زید سے
کہا کہ تو فقہای بصرہ سے ہی تو فتوی مت دیا مگر
قرآن ناطق یا سنت جاری سے کیونکہ تو اگر اس کے
سوا کریگا تو خود ہلاک ہوگا اور دوسرونکو ہلاک کریگا
اور ابو نصر کہتے ہین کہ جب ابو سلمہ بصرہ مین آئے
تو مین اور حسن بصری اونکے پاس گئے او نہون نے معرون سے کہا

ان الحسن ما كان احد بالبصرة احب الى
لقاء منك وذلك انه بلغني انك
تفتي برايك فلا تفت برايك الا ان يكون سنة
عن رسول الله صلى الله عليه وسلم او كتاب
منزل وقال ابن المنكدر ان العالم يدخل
فيما بين الله وبين عباده فليطلب لنفسه
المخرج وسئل الشعبي كيف كنتم
تصنعون اذا سئلتم قال على الخبير وقعت
كان اذا سئل الرجل قال لصاحبه
افتهم فلا يزال حتى يرجع الى الاول وقال
الشعبي ما حدثوك هؤلاء عن رسول الله
صلى الله عليه وسلم فخذ به وما قالوه
برائهم فالقه في الحش اخرج
هذه الآثار عن آخرها الدارمي
فوقع شيوع تدوين الحديث والاثر
في بلدان الاسلام وكتابة الصحف والنسخ
حتى قل من يكون اهل الرواية الا كان له
تدوين او صحيفة او نسخة من حاجتهم موقع
عظيم فطاف من ادرك من عظمائهم
ذلك الزمان بلاد الحجاز والشام والعراق ومصر
واليمن والخراسان وجمعوا الكتب وتتبعوا النسخ

کہ تم ہی حسن ہو مجھے تمہاری نسبت کسیکا ملنا بصرہ میں زیادہ
محبوب تہا اور اسکی وجہ یہ ہی کہ مجھکو خبر ملی ہی کہ تم اپنی رائے
سے فتوی دیتے ہو آئندہ کو اپنی رائے سے فتوی مت دو بغیر اسکے
کہ سنت رسول خدا صلعم ہو یا قرآن مجید۔ اور ابن منکدر کا
قول ہی کہ عالم خدا تعالے اور اسکے بندوں کے درمیان واسطہ ہوتا ہی
اسکو چاہیے کہ اپنے لئے نجات کی صورت تلاش کرے۔ اور شعبی
سے کسی نے پوچھا کہ جب لوگ تمسے مسالہ پوچھتے تہے تو تم کیا کرتے
انہوں نے کہا کہ تو نے خبردار واقف کار سے دریافت کیا یوں دستور تہا
کہ جب کسی سے کوئی مسالہ پوچھا جاتا تو وہ اپنے ساتہی سے کہتا کہ تو انکو
فتوی دے اور وہ شخص تیسرے سے کہتا اسیطرح برابر ہوتا رہتا یہانتک
کہ سوال پہلے ہی شخص پر آ رہتا۔ اور نیز شعبی نے کہا ہی کہ یہ لوگ
جو کچھ رسول خدا صلعم سے حدیث بیان کریں اسپر عمل کرو اور
جس بات کو اپنی رائے سے کہیں اسکو پاخانہ میں ڈالو
ان سب آثار کو دارمی نے روایت کیا ہی۔
غرض کہ جمع کرنا حدیث اور اثر صحابہ و تابعین کا اور انکا لکہنا
چھوٹے رسالوں اور بڑی کتابوں کا اسلام کے شہروں میں
اسقدر شائع ہوا ہے کہ روایت والوں میں ایسا کم آدمی تہا
جسکے پاس کوئی مجموعہ یا رسالہ یا کتاب نہو اور انکی
بڑی ضرورت نکلی یعنے جن بڑے علما نے یہ زمانہ پایا اونہوں
نے حجاز اور شام اور عراق اور مصر اور یمن اور خراسان
میں گشت کیا اور کتابوں کو اکٹہا کیا اور نسخوں کو تلاش کیا

وامعنوا فی التفحص عن غریب الحدیث
ونوادر الاثر فاجتمع باهتمام اولئک
من الحدیث والاثار مالم یجتمع لاحد
قبلهم وتیسر لهم مالم یتیسر لاحد قبلهم
وخلص الیهم من طرق الاحادیث شیٔ
کثیر حتی کان لکثیر من الاحادیث عندهم
مائة طریق فما فوقها فکشف بعض الطرق
ما استتر فی بعضها الاخر وعرفوا محل
کل حدیث من الغرابة والاستفاضة
وامکن لهم النظر فی المتابعات والشواهد
وظهر علیهم احادیث صحیحة کثیرة لم تظهر
علی اهل الفتوی من قبل قال الشافعی لاحمد
انتم اعلم بالاخبار الصحیحة منا فاذا
کان خبر صحیح فاعلمونی حتی اذهب الیه کوفیا
کان او بصریا او شامیا حکاه ابن الهمام
وذلک لانه کم من حدیث صحیح لا یرویه الا اهل
بلد خاصة کافراد الشامیین والعراقیین او
اهل بیت خاصة کنسخة برید عن ابی بردة عن
ابی موسی ونسخة عمرو بن شعیب عن ابیه عن جده او کان
الصحابی مقلا خاملا لم یحمل عنه الا شرذمة
قلیلون فمثل هذه الاحادیث یغفل عنها عامة اهل الفتوی

اور احادیث غریبہ اور نوادر آثار کو بہت محنت سے تجسس کیا
ان لوگونکے اہتمام سے وہ حدیثین اور آثار مجتمع ہوگئے کہ پہلے کسی سے
جمع نہوئے تھے اور اونکو وہ بات حاصل ہوئی کہ انسے پیشتر کسی کو
نصیب نہوئی تھی اور احادیث کی سندین اس کثرت سے بہم
پہونچگئین بہت سی حدیثونکی سندین انکے پاس سو اور زیادہ
ہوگئین جنمین سے بعض سندون نے وہ بات واضح کردی جو اور سندون مین
چھپی ہوئی تھی اور جنسے انہون نے ہر حدیث کا غریب ہونا اور مشہور ہونا
پہچان لیا اور متابعات اور شواہد مین نظر کرنے پر قادر ہوئے اور
اونکو ایسی صحیح حدیثین بہت ظاہر ہوئین کہ فتوی والون پر
ظاہر نہین ہوئی تہین چنانچہ امام شافعی نے امام احمد سے کہا
کہ تم صحیح حدیثین ہمسے زیادہ جانتے ہو تو اگر کوئی حدیث صحیح ہو
تو مجھے تبلانا کہ مین اسپر عمل کرون خواہ کوفی ہو یا بصری یا شامی
نقل کیا ہی اسکو ابن ہمام نے اور اہل فتوی پر نہ ظاہر ہونیکی
یہ وجہ تھی کہ بہت سی صحیح حدیثین صرف خاص ایک شہر والے
روایت کرتے ہین جیسے شامیون اور عراقیون کی افراد یا
خاص ایک گھر والے روایت کرتے ہین مثل نسخہ برید
کہ روایت کرتے ہین ابو بردہ سے اور وہ راوی ہین
ابو موسی اشعری کے اور مثل نسخہ عمرو بن شعیب کے راوی ہین اپنے
باپ شعیب سے اور وہ راوی ہین اپنے دادا عبد اللہ بن عمرو سے
یا یہ کہ صحابی کم روایت کرنیوالے غیر معروف تھے کہ انکے لوگ سے بجز تھوڑے سے
لوگونکے کسینے روایت نکی تو اس قسم کی حدیثون سے اکثر اہل فتوی غافل ہے

له جسکی راوی ایک ہی مضمون کی حدیثین روایت کرین اور راوی اخیر یعنی صحابی ایکسی ہو تو یہ حدیثین ایک دوسرے کے متابع کہی جاتی ہین اور اگر مضمون ایک ہو اور صحابی دو ہون یا زیادہ تو وہ حدیثین ایک دوسرے کے شاہد کہلاتی ہین [illegible] اسکو غریب بھی کہتے ہین ۱۲

واجتمعت عندهم آثار فقهاء كل بلد من
الصحابة والتابعين وكان الرجل
فيما قبلهم لا يتمكن الا من جمع حديث بلده
واصحابه وكان من قبلهم يعتمدون في
معرفة اسماء الرجال ومراتب عدالتهم على
ما يخلص اليهم من مشاهدة الحال وتتبع القرائن
وامعن هذه الطبقة في هذا الفن وجعلوه
شيئا مستقلا بالتدوين والبحث وناظروا
في الحكم بالصحة وغيرها فانكشف عليهم بهذا
التدوين والمناظرة ما كان خفيا من حال
الاتصال والانقطاع وكان سفيان ووكيع
وامثالهما يجتهدون غاية الاجتهاد فلا
يتمكنون من الحديث المرفوع المتصل الا من دون
الف حديث كما ذكره ابو داود السجستاني
في رسالته الى اهل مكة وكان اهل هذه الطبقة
يروون اربعين الف حديث فما يقرب منها
بل صح عن البخاري انه اختصر صحيحه من
ستمائة الف حديث وعن ابي داود انه اختصر سننه من
خمسمائة الف حديث وجعل احمد مسنده ميزانا يعرف به
حديث رسول الله صلعم فما وجد فيه ولو بطريق
واحد من طرقه فله اصل والا فلا اصل له
فكان رؤس هؤلاء عبد الرحمن بن مهدي ويحيى
بن سعيد القطان ويزيد بن هارون وعبد الرزاق

اور اہل روایت کے پاس ہر شہر کے فقہاے صحابہ و تابعین کے
آثار جمع ہوئے اور اُنسے پیشتر کا شخص صرف اپنے شہر اور اپنے
اصحاب کی احادیث جمع کر سکتا تھا اور نیز پہلے لوگ اسماء رجال
کے پہچاننے اور اُنکی عدالت کے مراتب معلوم کرنے میں اُس
مشاہدہ حال اور تلاش قراین پر اعتماد کرتے تھے جو اُن سے
بن پڑتے تھے اور اہل روایت کے طبقے نے اس فن میں خوب غور
کیا اور لکھنے اور بحث کرنے میں اُسکو امر مستقل ٹھہرایا اور اُسکی
صحت وغیرہ کے حکم کرنے میں مناظرہ کیے تو اس لکھنے اور مناظرہ
کرنے سے جو حال اتصال اور انقطاع کا پوشیدہ تھا وہ اُنپر ظاہر
ہو گیا۔ اور سفیان اور وکیع اور اُنکے مثل نہایت درجہ کو
کوشش کرتے تھے پھر بھی حدیث مرفوع متصل ہزار سے
کم ہی پر قادر رہتے تھے چنانچہ ابو داود سجستانی نے اپنے خط میں جو اہل مکہ
کو لکھا ہے اسکا ذکر کیا ہے۔ اور اس طبقہ والے چالیس ہزار حدیثوں کے
قریب روایت کرتے تھے بلکہ بخاری سے نقل صحیح ہے کہ انہوں نے صحیح
بخاری کو چھ لاکھ حدیثوں سے مختصر کیا۔ اور ابو داود سے مروی ہے
کہ انہوں نے اپنی سنن کو پانچ لاکھ حدیثوں سے چھانٹا۔ اور امام احمد نے
اپنی مسند کو میزان ٹھہرایا ہے جس سے حدیث رسول اللہ صلعم کی پہچانی
جائے یعنی جو حدیث مسند میں ہو اگرچہ اُسکے ایک ہی سند ہو
تو اُس حدیث کی اصل ہے اور اگر مسند میں نہو تو وہ بے اصل ہے
غرض کہ اس طبقہ کے سردار یہ لوگ ہیں عبد الرحمن بن مہدی
اور یحیی بن سعید قطان اور یزید بن ہارون اور عبد الرزاق

یعنی اتصال سے ہر سند میں سب راویوں کا اول سے آخر تک مذکور ہونا ہے اور انقطاع [illegible] بیچ میں کوئی راوی چھوٹ گیا ہو

٣٥

وابو بکر بن ابی شیبة ومسدد وهناد
واحمد بن حنبل واسحق بن راهویه
والفضل بن دکین وعلی المدینی واقرانهم
وهذه الطبقة هی الطراز الاول من طبقات المحدثین
فرجع المحققون منهم بعد احکام فن الروایة
ومعرفة مراتب الاحادیث الی الفقه
فلم یکن عندهم من الرای ان یجمع علی تقلید رجل
ممن مضی مع ما یرون من الاحادیث والآثار
المناقضة لکل مذهب من تلک المذاهب فاخذوا
یتتبعون احادیث النبی صلی الله علیه وسلم
وآثار الصحابة والتابعین والمجتهدین علی
قواعد احکموها فی نفوسهم وانا ابینها لک فی

کلمات یسیرة

کان عندهم انه اذا وجد فی المسئلة
قرآن ناطق فلا یجوز التحول منه الی غیره
واذا کان القرآن محتملا لوجوه فالسنة
قاضیة علیه فاذا لم یجدوا فی کتاب الله
اخذوا بسنة رسول الله صلی الله علیه وسلم
سواء کان مستفیضا دائرا بین الفقهاء
او یکون مختصا باهل بلد او اهل بیت او بطریق
خاصة وسواء عمل به الصحابة والفقهاء او لم یعملوا به ومتی

اور ابو بکر بن ابو شیبہ اور مسدد اور ہناد اور امام
احمد بن حنبل اور اسحق بن راہویہ اور فضل بن دکین
اور علی بن مدینی اور اونکے ہمسر اور یہی طبقہ محدثین کے
طبقات مین سے نقش اول ہے ـــ
انمین سے محقق شخص بعد مضبوط کرنے فن روایت اور
پہچاننے مراتب حدیث کی فقہ کیطرف مائل ہوے اونکی یہ راے
نہ تھی کہ گذشتہ لوگون مین سے کسی شخص کی تقلید پر اتفاق کیے
جاوے باوجودیکہ احادیث اور آثار مخالف ہر مذہب کے اون مذہبون مین
سے اونکے پیش نظر تہے لہذا اونہون نے احادیث پیغمبر صلعم اور آثار
صحابہ اور تابعین اور اقوال مجتہدین کو اون قواعد کے
موافق جو انہون نے دلون مین پختہ کر رکہے تہے تحقیق اور تلاش کرنا
شروع کیا اور مین اون قواعد کو تمسے تھوڑے سے
الفاظ مین بیان کیے دیتا ہون ـ
اونکے یہان یہ قاعدہ تہا کہ جب مسالہ مین قرآن ناطق
پایا جاوے تو اوس سے دوسری چیز کیطرف پہرنا جایز نہین
اور جب قرآن مین کئی صورتونکا احتمال ہو تو حدیث
رسول خدا صلعم اوس پر حاکم ہو گی ـ اور جب قرآن مین نپائین
تو حدیث رسول اللہ صلعم کو اختیار کرین خواہ مشہور
اور فقہا مین رائج ہو خواہ کسی شہر یا کسی خاندان
یا کسی خاص طریق سے مخصوص ہو اور خواہ صحابہ
اور فقہا نے اوسپر عمل کیا ہو یا نکیا ہو اور جب

٣٦

كان في المسئلة حديث فلا يتبع فيها خلافه اثر
من الآثار ولا اجتهاد احد من المجتهدين واذا
افرغوا جهدهم في تتبع الاحاديث ولم يجدوا
في المسئلة حديثا اخذوا باقوال جماعة من
الصحابة والتابعين ولا يتقيدون بقوم دون
قوم ولا بلد دون بلد كما كان يفعل من قبلهم
فان اتفق جمهور الخلفاء والفقهاء على شئ
فهو المتبع وان اختلفوا اخذوا بحديث اعلمهم علما
واورعهم ورعا واكثرهم ضبطا او ما اشتهر
عنهم فان وجدوا شيئا يستوي فيه قولان فهي
مسئلة ذات قولين فان عجزوا عن ذلك ايضا
تاملوا في عمومات الكتاب والسنة ايماآتها
واقتضاءاتها وحملوا نظير المسئلة عليها
في الجواب اذا كانتا متقاربتين بادي الرأي
لا يعتمدون في ذلك على قواعد من الاصول ولكن
على ما يخلص الى الفهم ويثلج به الصدر كما انه
ليس ميزان التواتر عدد الرواة ولا حالهم
ولكن اليقين الذي يعقبه في قلوب
الناس كما نبهنا على ذلك في بيان حال الصحابة
وكانت هذه الاصول مستخرجة من صنيع الاوائل
وتصريحاتهم وعن ميمون بن مهران قال

مسالہ مین کوئی حدیث موجود ہو تو اوسمین اوسکے خلاف
کی پیروی نکیجاوے خواہ اوسکے خلاف اثر ہو خواہ کسی مجتہد کا
اجتہاد اور جس صورت مین احادیث کی تلاش مین خوب
کوشش کرتے اور مسالہ مین کوئی حدیث نپاتے تو اقوال گروہ
صحابہ اور تابعین اختیار کرتے بدون قید کسی خاص قوم
اور کسی خاص شہر کی جیسے اونسے پہلے لوگ کرتے تہے۔ اور اگر جمہور
خلفا اور فقہا کسی بات پر متفق ہو جاوین تو اوسیکا اتباع کیا جاتا
اور اگر اختلاف کرین تو ایسے شخص کی حدیث اختیار کرتے
جو علم اور ورع اور ضبط مین بڑہکر ہو یا وہ بات اختیار کرتے
جو اونسے مشہور ہو اور اگر کوئی بات ایسی پاتے جسمین دو قول
برابر ہوتے تو وہ مسالہ دو قول والا کہلاتا۔ اور اگر اس بات سے بہی
عاجز ہوتے تو عمومات قرآن اور سنت کے اشارون اور اقتضاؤن مین
تامل کرتے اور مسالہ کی نظیر کو جواب مین اونپر محمول کرتے
بشرطیکہ دونو ظاہر مین ایک سے ہوتے اس باب مین اصول کے
قواعد پر اعتماد نکرتے بلکہ اوسپر اعتماد کرتے جو اونکی سمجہ مین آتا اور جس سے
اونکے دل کا اطمینان ہوتا جیسے متواتر ہونیکے میزان راویون
کے شمار اور اونکا حال نہین بلکہ وہ یقین ہے کہ حدیث متواتر
سننے کے بعد لوگونکے دل مین ہوتا ہے چنانچہ بیان حال
صحابہ مین ہمنے اسپر تنبیہ کی ہے۔
اور یہ قواعد پہلے لوگونکے افعال اور اقوال صریحہ سے نکالے
گئے ہین۔ میمون بن مہران مروی ہے کہ اونہون نے کہا

PDF Compressor Pro

كان ابو بكر اذا ورد عليه الخصم نظر في كتاب الله فان وجد فيه ما يقضي بينهم قضى به وان لم يكن في الكتاب وعلم من رسول الله صلى الله عليه وسلم في ذلك الامر سنة قضى بها فان اعياه خرج فسال المسلمين وقال اتاني كذا وكذا فهل علمتم ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قضى في ذلك بقضاء فربما اجتمع اليه النفر كلهم يذكر من رسول الله صلى الله عليه وسلم فيه قضاء فيقول ابو بكر الحمد لله الذي جعل فينا من يحفظ على نبينا فان اعياه ان يجد فيه سنة من رسول الله صلى الله عليه وسلم جمع رؤس الناس وخيارهم فاستشارهم فاذا اجتمع راءهم على امر قضى به وعن شريح ان عمر بن الخطاب كتب اليه ان جاءك شئ في كتاب الله فاقض به ولا يلفتك عنه الرجال فان جاءك ما ليس في كتاب الله فانظر سنة رسول الله صلى الله عليه وسلم فاقض بها

کہ حضرت ابوبکر صدیق کے پاس جب کوئی مقدمہ والا آتا تو قرآن مین دیکھتے اگر قرآن مین حکم فیصلہ باہمی کا پاتے تو اوسیکے موافق حکم کرتے اور اگر قرآن مین نہوتا اور حدیث رسول خدا صلعم اس باب مین انکو معلوم ہوتی تو اوسکے موافق حکم کرتے اور اگر ان دونون باتون سے عاجز ہوتے تو باہر نکلتے اور مسلمانون سے پوچھتے اور فرماتے کہ میرے پاس فلان معاملہ آیا ہی کیا تمکو معلوم ہی کہ رسول خدا صلعم نے اس باب مین کوئی حکم فرمایا ہی بعض اوقات انکی خدمت مین بہت لوگ جمع ہوجاتے ہر ایک انمین سے اُس معاملہ مین حکم رسول خدا صلعم کا بیان کرتا حضرت صدیق فرماتے کہ خدا کا شکر ہے جسنے ہم مین ایسے لوگ بنائے جو ہمارے پیغمبر صلعم کے احکام یاد رکھتے ہین - اور اگر اس بات سے بھی عاجز ہوتے کہ اُس معاملہ مین حدیث رسول خدا صلعم سے ملی تو لوگونکے سردارون اور بہترونکو جمع کرتے اور اونسے مشورہ لیتے جب انکی رائے کسی بات پر متفق ہوتی تو اُسیکے بموجب حکم کرتے - اور شریح قاضی سے مروی ہے کہ حضرت عمر فاروق نے انکو لکھا کہ اگر تمہارے پاس ایسا مسالہ آوے جو قرآن مین ہی تو قرآن کے بموجب حکم کرنا اور اس بات سے تمکو لوگ منحرف نکرین اور اگر تمہارے پاس ایسا مسالہ آوے کہ قرآن مین نہو تو حدیث رسول خدا صلعم کو دیکھنا اور اُسیکے بموجب حکم کرنا

فان جاءك ما ليس في كتاب الله ولم يكن فيه
سنة رسول الله صلى الله عليه وسلم
فانظر ما اجتمع عليه الناس فخذ به فان
جاءك ما ليس في كتاب الله ولم يكن فيه
سنة رسول الله صلى الله عليه وسلم
ولم يتكلم فيه احد قبلك فاختر اي
الامرين شئت ان شئت ان تجتهد برأيك
ثم تقدم فتقدم وان شئت ان تتأخر
فتأخر ولا ارى التأخر الا خيرا لك وعن
عبد الله بن مسعود قال اتى علينا زمان لسنا
نقضي ولسنا هنالك وان الله قد قدر
من الامر ان قد بلغنا ما ترون فمن عرض له
قضاء بعد اليوم فليقض فيه بما في كتاب الله
عز وجل فان جاءه ما ليس في كتاب الله
فليقض بما قضى به رسول الله
صلى الله عليه وسلم فان جاءه ما ليس
في كتاب الله ولم يقض به رسول الله
صلى الله عليه وسلم فليقض بما قضى به الصالحون
ولا يقل اني اخاف واني ارى فان الحرام بين
والحلال بين وبين ذلك امور مشتبهة
فدع ما يريبك الى ما لا يريبك

اور اگر ایسا مسالہ تمہارے پاس آوے کہ نہ قرآن مین ہو
اور نہ اسمین کوئی حدیث رسول خدا صلعم کی ہو تو جس بات پر
لوگونکا اجماع ہوا اسکو دیکھنا اور اوسکی مطابق اختیار کرنا
اور اگر تمہارے پاس ایسا مسالہ آوے کہ نہ قرآن مین ہی
اور نہ اس باب مین حدیث رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی ہی
اور نہ تمسے پہلے کسینے اس باب مین کلام کیا تو دو باتو مینز
جون سی چاہو پسند کرو اگر چاہو اپنی راے سے اجتہاد کرو پھر آگے
بڑہو تو آگے بڑہو اور اگر چاہو کہ دیر کرو تو دیر کرو اور مین تمہارے
حق مین دیر کرنے ہی کو بہتر سمجھتا ہون۔ اور عبد اللہ بن مسعود
سے مروی ہی کہ انہونے کہا کہ ہم پر ایک وقت ایسا گذرا کہ ہم
حکم نکرتے تھے اور نہ اوسکے لایق تہا اور خدای تعالے نے ہماری تقدیر
مین یہ لکھا تہا کہ ہم اوس مرتبہ پر پہونچی جسپر تم دیکھتے ہو تو آج کے
بعد جس کسی کے سامنے کوئی جھگڑا پیش ہو تو اسمین بموجب حکم
قرآن کے حکم کرے اور اگر اوسکے پاس وہ صورت آوی کہ قرآن مین
نہو تو مطابق اوس حکم کے فیصلہ کرے جو رسول خدا صلعم نے حکم کیا
اور اگر اوسکے پاس وہ معاملا آوے کہ نہ قرآن مین ہو اور نہ رسول خدا
صلعم نے اوسکا حکم دیا تو اوس فیصلہ کے بموجب حکم کرے کہ علماء
صالح نے اوس فیصلہ کیا ہو اور یہ نہ کہے کہ مین ڈرتا ہون
اور مین تجویز کرتا ہون کیونکہ حرام ظاہر ہے اور حلال بہی
ظاہر اور دو چیزین انکے بیچمین ہین انمین شک و شبہ ہے تو جن
باتو مین تجھے شبہ ہو چھوڑ دو اور جنمین تجھے شبہ نہو انکو اختیار کر

وكان ابن عباس اذا سئل عن
الامر فكان في القرآن اخبر به وان لم
يكن في القرآن وكان عن رسول الله صلى الله
عليه وسلم اخبر به فان لم يكن فعن ابي بكر
وعمر فان لم يكن قال فيه برائه وعن ابن عباس[1]
اما تخافون ان تعذبوا او يخسف بكم ان
تقولوا قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
وقال فلان وعن قتادة قال حدث ابن
سيرين رجلا بحديث عن النبي صلى الله
عليه وسلم فقال رجل قال فلان كذا وكذا
فقال ابن سيرين احدثك عن النبي
صلى الله عليه وسلم وتقول قال فلان كذا
وكذا وعن الاوزاعي قال كتب عمر بن عبد العزيز
انه لا راي لاحد في كتاب الله وانما
راي الائمة فيما لم ينزل فيه كتاب ولم
تمض فيه سنة عن رسول الله صلى الله
عليه وسلم ولا راي لاحد في
سنة سنها رسول الله صلى الله عليه وسلم
وعن الاعمش قال كان ابراهيم
يقول يقوم عن يساره فحدثته
عن سميع الزيات

اور حضرت ابن عباس جب کوئی بات پوچھی جاتی اور
قرآن مین ہوتی تو اوسکو بتا دیتے اور اگر قرآن مین نہوتی
اور رسول خدا صلعم سے روایت ہوتی تو اوسکی موجب بتا دیتے
اور اگر حدیث مین بھی نہوتی تو ابوبکر صدیق اور عمر فاروق کے
اقوال سے جواب دیتے اور اگر اونکے اقوال مین بھی نہ ملتی تو اوس
باب مین اپنی رائے سے کہتے - اور نیز ابن عباس سے منقول ہے
کہ تم ڈرتے نہین کہ عذاب دیے جاؤ یا زمین مین
دھنسا جاؤ اپنے اس کہنے سے کہ رسول خدا صلعم نے فرمایا اور
فلان شخص نے کہا - اور قتادہ سے مروی ہے کہ ابن سیرین
نے ایک مرد کو حدیث پیغمبر صلعم کے بیان کی اس مرد نے کہا
کہ فلان شخص نے ایسا ایسا کہا ہے ابن سیرین نے کہا کہ مین
تجھکو پیغمبر صلعم سے حدیث بیان کرتا ہون اور تو کہتا ہے کہ
فلان نے ایسا ایسا کہا ہے - اور اوزاعی سے منقول ہے کہ
عمر بن عبد العزیز نے لکھا کہ قرآن کے حکم مین کسی کی
رائے کا اعتبار نہین بلکہ ایمہ کی رائے اوسی صورت
مین ہے کہ جس مین قرآن نازل نہوا ہو اور نہ حدیث
رسول خدا صلعم کی اوسمین وارد ہوا ہو اور جس سنت کو
کہ رسول خدا صلعم نے مقرر فرمایا ہے اوسمین کسی کی رائے کا
اعتبار نہین - اور اعمش سے مروی ہے کہ اونہون نے
کہا کہ ابراہیم نخعی امام کے بائین طرف کھڑے ہونے کے قایل تھے
مین نے اونکے سامنے حدیث بیان کی سمیع زیات سے

[1] یعنی حدیث کے مقابل میں کسی کا قول نقل مت کرو ورنہ [illegible] عذاب [illegible]

عن ابن عباس ان النبی صلی الله علیه وسلم
اقامه عزیمته فاخذ به وعن الشعبی جاء
رجل یسئله عن شئ فقال کان ابن مسعود
یقول فیه کذا وکذا قال اخبرنی انت برائك
فقال الا تعجبون من هذا اخبرته عن ابن
مسعود ویسئلنی عن رائی ودینی اثر عندی
من ذلك والله لان اتغنی بغنیة احب الی
من ان اخبرك برائی اخرج هذه الاثار
كلها الدارمی واخرج الترمذی عن
ابی السائب قال كنا عند وكیع فقال لرجل
ممن ینظر فی الرای اشعر رسول الله صلی
الله علیه وسلم ویقول ابو حنیفة هو مثلة
قال الرجل فانه قد روی عن ابراهیم
النخعی انه قال الاشعار مثلة قال رایت
وكیعا غضب غضبا شدیدا وقال اقول
لك قال رسول الله صلی الله علیه وسلم
وتقول قال ابراهیم ما احقك بان تحبس
ثم لا تخرج حتی تنزع عن قولك وعن
عبد الله بن عباس وعطاء ومجاهد
ومالك بن انس انهم كانوا یقولون
ما من احد الا وماخوذ من كلامه

کہ وہ روایت کرتی ہیں ابن عباس سے کہ پیغمبر صلعم نے اوسکو اپنی دائیں
جانب کھڑا کیا ابراہیم نے اس حدیث کو مان لیا۔ اور شعبی
سے منقول ہی کہ ایک مرد اونکے پاس آیا کہ کسی باتکو اونسے پوچھتا تھا
شعبی نے کہا کہ ابن مسعود نے اسبات میں ایسا ایسا کہتے تھے اوس
شخص نے کہا کہ آپ مجھے اپنی رائے بتائیے شعبی نے حاضرین سے کہا کہ تم
اس شخص سے تعجب نہیں کرتے کہ مینے اوسکو روایت ابن مسعود کی
بتادی اور وہ مجھسے میری رائے پوچھتا ہی میرے نزدیک میرا
طریق اپنی رائے بتانے سے برتر ہی بخدا کہ مین اگر کسی بلا مین
مبتلا ہوں یہ بات مجھکو محبوب تر ہی اس سے کہ تجھے اپنی رائے بتاؤن
ان سب آثار کو دارمی نے روایت کیا ہی۔ اور ترمذی نے ابو سائب سے
روایت کیا کہ ہم وکیع کے پاس تھے وکیع نے ایک مرد سے جو رائے کا
معتقد تھا کہا کہ رسول خدا صلعم نے اشعار فرمایا ہی اور امام ابو حنیفہ
کہتے ہیں کہ اشعار مثلہ ہی اوس مرد نے کہا کہ ابراہیم نخعی سے
منقول ہی کہ اونہوں نے کہا کہ اشعار مثلہ ہی ابو سائب کہتے ہیں
کہ مینے وکیع کو دیکھا کہ نہایت درجہ کو غصہ کیا اور کہا
کہ مین تجھسے کہتا ہوں کہ رسول خدا صلعم نے فرمایا ہی اور تو
کہتا ہی کہ ابراہیم نے کہا ہی تو نہایت مستحق اسکا ہے
کہ قید کیا جائے اور جب تک اپنے قول سے باز نہ آئے قید سے
نکالا نجاے۔ اور عبد اللہ بن عباس اور عطا اور مجاہد اور
مالک بن انس سے منقول ہی کہ وہ یہ کہتے تھے کہ کوئی
شخص بجز رسول خدا صلعم کے ایسا نہیں کہ اوسکی بعض بات نہ لیجائے

الغنی بعین معجمہ و نون بصیغہ واحد متکلم باب تفعل سے ہی اصطلاح
اشعار اصل مین بمعنی واقف کرنا اور اصطلاح شرع مین اونٹ کے کوہان کی داہنی جانب
مثلہ بضم میم و سکون مثلثہ ناک کان وغیرہ کاٹنا

ومردود عليه أو رسول الله صلى الله عليه وسلم

وبالجملة فلما مهدوا الفقه على هذه القواعد

فلم يكن مسئلة من المسائل التي تكلم فيها من

قبلهم والتي وقعت في زمانهم إلا وجدوا فيها

حديثا مرفوعا متصلا أو مرسلا أو موقوفا صحيحا

أو حسنا أو صالحا للاعتبار أو وجدوا أثرا

من آثار الشيخين أو سائر الخلفاء وقضاة

الأمصار وفقهاء البلدان أو استنباطا من عموم

أو إيماء أو اقتضاء فيسر الله لهم العمل بالسنة

على هذا الوجه وكان أعظمهم شأنا

وأوسعهم رواية وأعرفهم للحديث مرتبة

وأعمقهم فقها أحمد بن محمد بن حنبل ثم إسحاق بن

راهويه فكان ترتيب الفقه على هذا الوجه يتوقف على

جمع شيء كثير من الأحاديث والآثار حتى سئل أحمد

يكفي الرجل مائة ألف حديث حتى يفتي قال لا حتى

قيل خمسمائة ألف حديث قال أرجو كذا في غاية

المنتهى ومراده الإفتاء على هذا الأصل

ثم أنشأ الله قرنا آخر فرأوا أصحابهم قد كفوا مؤنة

جمع الأحاديث وتمهيد الفقه على أصلهم فتفرغوا

لفنون أخرى كتمييز الحديث الصحيح المجمع عليه بين

كبراء أهل الحديث كيزيد بن هارون

اور بعض نہ مانی جاتے -

حاصل یہ کہ جب اُن لوگون نے فقہ کو اِن قواعد پر مرتب کیا تو کوئی

مسالا اُن مسایل مین سے جنمین پیشترواکون نے کلام کیا تھا

اور نیز اُنمین سے جو خاص اُنکے زمانہ مین واقع ہوئے ایسا نتھا جن مین

اُنکو حدیث مرفوع متصل یا مرسل یا موقوف صحیح یا حسن یا لایق

اعتبار کے نملی ہو یا کوئی اثر آثار شیخین یا اور خلفا کا اور شہرونکے

قاضیون اور فقہا کا نپایا ہو یا خود عموم یا اشارہ یا اقتضا سے استنباط

نکیا ہو غرضکہ انکو سنت پر عمل کرنا اس صورت سے خدا نے آسان کر دیا

اُنمین سے زیادہ عظیم الشان اور روایت مین وسیع تر اور مرتب

حدیث کے زیادہ واقف اور فقہ مین زیادہ غور کرنیوالے دو شخص ہین

امام احمد بن محمد بن حنبل پھر اسحق بن راہویہ - اور فقہ کا

مرتب کرنا اس صورت پر بہت سی حدیثون اور آثار کے جمع کرنے پر

منحصر ہی حتی کہ امام احمد سے پوچھا گیا کہ ایک لاکھ حدیثین آدمی کو

مفتی ہونے کیلیے کافی ہین امام احمد نے کہا نہین یہانتک کہ پانچ لاکھ

حدیثونکا ذکر اُنسے کیا گیا تب اُنہون نے کہا کہ مین توقع کرتا ہون کہ اُسکے

لئے کافی ہون اسیطرح ہی غایۃ المنتہی مین - اور غرض امام احمد کی

فتوی دینا اسی قاعدہ کے بموجب ہے -

پھر خدای تعالے نے ایک اور گروہ پیدا کیا اُنہون نے دیکھا کہ پہلے

گروہ والون نے ہمکو احادیث کی جمع کرنے اور اُس قاعدہ کے موافق

فقہ کے مرتب کرنے کی مشقت سے بچا دیا اسلیئے یہ لوگ دوسرے

فنون مین مشغول ہوئے مثلاً جدا کرنا حدیث صحیح کا جس پر

بڑے بڑے محدثون کا اتفاق ہے جیسے یزید بن ہارون

ف مرفوع وہ حدیث ہو کہ جسکے سند ان حضرت صلے اللہ علیہ وسلم تک پہنچی ہوئی ہو اور متصل وہ ہو کہ جسکی سند مین شروع سے آخر تک سب راوی مذکور ہون اور اسکو مسند بھی کہتے ہین اور مرسل وہ ہو کہ جسمین تابعی کہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا یعنی بلا واسطہ صحابی کے اور موقوف وہ ہو جو قول صحابی کا ہو ۱۲ ۱۲ ۱۲

ویحیی بن سعید القطان واحمد واسحٰق واضرابهم
وبجمع احادیث الفقه التی بنی علیها فقهاء الامصار
وعلماء البلدان مذاهبهم وکالحکم علی کل حدیث
بما یستحقه کالشاذة والفاذة من الاحادیث التی
لم یرووها او طرقها التی لم یخرجوا من جهتها الاوائل
مما فیه اتصال او علو سند او روایة فقیه عن فقیه
او حافظ عن حافظ ونحو ذلک من المطالب العلمیة
وهؤلاء هم البخاری ومسلم وابو داؤد وعبد بن حمید
والدارمی وابن ماجة وابو یعلی
والترمذی والنسائی والدارقطنی
والحاکم والبیهقی والخطیب والدیلمی
وابن عبد البر وامثالهم

وکان اوسعهم علما عندی وانفعهم
تصنیفا واشهرهم ذکرا رجال اربعة متقاربون
فی العصر اولهم ابو عبد الله البخاری
وکان غرضه تجرید الاحادیث الصحاح
المستفیضة المتصلة من غیرها واستنباط
الفقه والسیرة والتفسیر منها فصنف جامعه
الصحیح فوفی بما شرطه وبلغنا ان رجلا من الصالحین
رای رسول الله صلی الله علیه وسلم فی منامه
وهو یقول ما لک

اور یحیی بن سعید قطان اور احمد اور اسحق اور اُنکے ہمسرون کا
اور مثل جمع کرنے احادیث فقہ کے جنپر شہرونکے فقہا اور
علمانے اپنے مذہبون کی بنا ڈالی ہی اور مثل حکم لگانے کے
ہر حدیث پر جسکے وہ لائق ہی جیسے شاذہ[له] اور فاذہ اُن حدیثون
سے جو پہلون نے روایت نہین کین۔ یا مثل جمع کرنے اُن
اسنادون کے جنکی رو سے پہلون نے روایت نہین کی باین لحاظ
کہ سند جدید مین اتصال یا عالی ہونا سند کا یا روایت کرنا
فقیہ کا فقیہ سے یا حافظ کا حافظ سے اور مثل اسکے مطالب علمیہ
پائی جاتی ہین اور اس دوسرے گروہ کے لوگ بخاری اور مسلم
اور ابو داود اور عبد بن حمید اور دارمی اور ابن ماجہ اور ابو یعلی
اور ترمذی اور نسائی اور دارقطنی اور حاکم اور بیہقی اور خطیب اور
دیلمی اور ابن عبد البر اور اُنکے امثال ہین۔

اور میرے نزدیک علم مین زیادہ وسیع اور تصنیف سے زیادہ
نفع پہونچانیوالے اور ذکر مین زیادہ مشہور چار شخص زمانہ مین ایک
دوسرے کے قریب ہین۔ اُنمین سے اول ابو عبد اللہ بخاری ہین
جنکی غرض احادیث صحیح مشہور متصل کو اور حدیثون سے علیحدہ کرنا
اور فقہ اور سیرت اور تفسیر کا احادیث سے استنباط کرنا ہے
اسی غرض سے اُنھون نے اپنی کتاب جامع صحیح بخاری کو
تصنیف کیا اور جو شرط کی تھی اُسکو پورا کیا اور ہمکو یہ خبر
ملی ہی کہ کسی نیکبخت نے رسول خدا صلعم کو خواب مین دیکھا
کہ آپ یون ارشاد فرماتے ہین کہ تجھے کیا ہوا ہے

له شاذہ وہ روایت ہے کہ ثقات کی روایت کے مخالف ہو اور فاذہ بمعنی منفرد کے ہے اور بعض اوقات شاذہ اور فاذہ کو غریب بھی کہتے ہین اور یہ دونون لفظ بتشدید ذال معجمہ ہین ۱۲ ۱۲

اشتغلت بفقه محمد بن ادريس وتركت
كتابي قال يا رسول الله صلى الله عليه وسلم
وما كتابك قال صحيح البخاري ولعمري نال
من الشهرة والقبول درجة لا ترام
فوقها وثانيهم مسلم النيسابوري توخى
تجريد الصحاح المجمع عليها بين المحدثين
المتصلة المرفوعة مما يستنبط منه
السنة واراد تقريبها الى الاذهان وتسهيل
الاستنباط منها فرتب ترتيبا جيدا وجمع طرق
كل حديث في موضع واحد ليتضح اختلاف
المتون وتشعب الاسانيد اصرح ما يكون
وجمع بين المختلفات فلم يدع لمن له معرفة
بلسان العرب عذرا في الاعراض عن السنة
الى غيرها وثالثهم ابو داؤد السجستاني
وكان همه جمع الاحاديث التي استدل بها
الفقهاء ودارت فيهم وبنى عليها
الاحكام علماء الامصار
فصنف سننه وجمع فيها الصحيح
والحسن واللين الصالح
للعمل قال ابو داؤد وما ذكرت
في كتابي حديثا

کہ محمد بن ادریس یعنی امام شافعی کی فقہ مین مشغول ہی
اور میری کتاب کو تونے چھوڑ دیا اوسنے عرض کیا یا رسول اللہ
آپکی کتاب کونسی ہی آپنے فرمایا کہ صحیح بخاری - اور قسم ہو کہ یہ
کتاب اسقدر مقبول اور مشہور ہو گئی کہ اوس سے زیادہ نہین
ہو سکتے - دوسرا شخص مسلم نیشاپوری ہی جسنے یہ قصد کیا
کہ صحیح حدیثون مرفوع متصل کو جنپر محدثونکا اتفاق ہے
اور جن سے سنت مستنبط ہوتی ہے جدا کر دی اور اوسنے
ارادہ کیا کہ اون احادیث کو لوگون کی سمجھ کے قریب
اور اون سے مسائل کا نکالنا آسان کر دی اسلئے کتاب کی
ترتیب بہت عمدہ رکھی اور ہر حدیث کی سندین ایک جگہ
اکٹھا کر دین تا کہ اختلاف متن اور تفرق اسناد ونکا زیادہ صراحت
سے واضح ہو جاوے اور مختلف حدیثون مین مطابقت کر دی غرض
کہ جو شخص زبان عرب جانتا ہی اوسکے لیے اوسنے کوئی عذر
نہین چھوڑا کہ سنت سے دوسری طرف منہ پھیرے تیسرا
شخص ابو داؤد سجستانی ہی اوسکا مقصود اون احادیث
کا جمع کرنا تھا جن سے فقہانے حجت پکڑی ہی اور وہ
حدیثین اونمین رائج ہین اور شہرونکے علمانے
اونپر احکام کی بنا ڈالی ہی اس غرض سے اوسنے
اپنی سنن کو تصنیف کیا اور اوسمین احادیث صحیح
اور حسن اور ضعیف قابل عمل کو درج کیا ابو داؤد کا
قول ہی کہ مینے اپنی کتاب مین کوی ایسی حدیث نہین ذکر کی

٤٤

أجمع الناس على تركه وما كان منها ضعيفا
صرح بضعفه وما كان فيه علة بينها
بوجه يعرفها الخائض في هذا الشان
وترجم على كل حديث بما قد استنبط منه عالم
أو ذهب اليه ذاهب ولذلك صرح الغزالي
وغيره بان كتابه كاف للمجتهد ورابعهم
ابو عيسى الترمذي وكانه استحسن طريقة
الشيخين حيث بينا وما ابهما وطريقة
ابي داود حيث جمع كلما ذهب اليه ذاهب
فجمع كلتا الطريقتين وزاد عليهما بيان
مذاهب الصحابة والتابعين وفقهاء الامصار
فجمع كتابا جامعا واختصر طرق الحديث
اختصارا لطيفا فذكر واحدا
واومى الى ما عداه وبين امر كل حديث
من انه صحيح او حسن او ضعيف او
منكر وبين وجه الضعف ليكون الطالب على
بصيرة من امره فيعرف ما يصلح للاعتبار
عما دونه وذكر انه مستفيض او غريب
وذكر مذاهب الصحابة وفقهاء الامصار
وسمى من يحتاج الى التسمية
وكنى من يحتاج

کہ سب محدثون نے اوسکی ترک پر اتفاق کیا ہو اور جو حدیث
اونمین سے ضعیف تھی اوسکی ضعف کی تصریح کردی اور جسمین
کوئی علت تھی اوسکو ایسی صورت سے بیان کیا کہ فن
حدیث مین غور کرنیوالا اوسکو جان لے اور ہر حدیث کا
عنوان اوس مسائلہ سے کیا جو کسی عالم نے اوس حدیث سے
نکالا ہی اور کوئی جانے والا اوسطرف گیا ہی اور ہمین وجہ
امام غزالی اور دوسرون نے تصریح کی ہو کہ ابو داؤد کی کتاب
مجتہد کے لئے کافی ہی — چوتھا شخص ابو عیسے ترمذی ہی
جسنے طریقہ بخاری اور مسلم کا پسند کیا کہ اونہون نے صاف بیان
کیا اور مبہم نہین چھوڑا اور نیز ابو داؤد کا طریقہ پسند کیا جسنے
سب ایسی باتین جمع کین جو کسی کا مذہب تھین لہذا ترمذی
نے ان دونو طریقونکو جمع کیا اور انپر یہ اضافہ کیا کہ صحابہ
اور تابعین اور فقہای امصار کے مذاہب بھی بیان کئے غرضکہ
ایک کتاب جامع بنائی اور طرق حدیث کو لطف کے ساتھ
مختصر کیا یعنی ایک ذکر کرکے ماسوا کیطرف اشارہ کردیا اور
ہر حدیث کا حال کہ صحیح ہی یا حسن یا ضعیف یا منکر
بیان کردیا اور وجہ ضعف کی ظاہر کردی تاکہ طالب کو اپنی
معاملہ مین پکی شناخت ہو اور قابل اعتبار کو غیر معتبر سے
پہچان لے اور یہ بھی ذکر کیا کہ حدیث مشہور ہی یا غریب
اور مذاہب صحابہ اور فقہا امصار بیان کئے گئے اور جسکا نام
لینے کی ضرورت تھی اوسکا نام لیا اور جسکی کنیت کی حاجت تھی

PDF Compressor Pro

الى الكنية ولم يدع خفاء
لمن هو من رجال العلم
ولذلك يقال انه كاف
للمجتهد مغن للمقلد

وكان بازاء هؤلاء في عصر مالك
وسفيان وبعدهم قوم لا يكرهون
المسائل ولا يهابون الفتيا ويقولون
على الفقه بناء الدين فلا بد من اشاعته
ويهابون رواية حديث النبي صلى
الله عليه وسلم والرفع اليه حتى قال
الشعبي على من دون النبي صلى
الله عليه وسلم احب الينا فان
كان فيه زيادة او نقصان كان
على من دون النبي صلى الله عليه وسلم
وقال ابراهيم اقول قال عبد الله وقال
علقمة احب الينا وكان ابن مسعود
اذا حدث عن رسول الله صلى الله عليه وسلم
تربد وجهه وقال هكذا او نحوه هكذا او نحوه
وقال عمر حين بعث رهطا من الانصار الى الكوفة
انكم تاتون الكوفة فتاتون قوما لهم ازيز
بالقرآن فيأتونكم فيقولون قد اصحاب محمد

اُسکی کنیت بیان کی اور جو لوگ مرد میدان علم ہین
اونکے لئے کچھ چھپا نہین رکھا اور اسی وجہ سے کہتے
ہین کہ جامع ترمذی مجتہد کے لیئے کافی اور تقلید کرنیوالے
کے حق مین بس ہے ۔

اور ان لوگونکے مقابل زمانہ مالک اور سفیان مین اور بعد
انکے کچھ ایسے لوگ تھے کہ مسایل کو مکروہ نہ جانتے تھے اور نہ
فتوی دینے سے ڈرتے تھے اور کہتے تھے کہ دین کی بنا فقہ
پر ہے اسی وجہ سے اُسکا شایع کرنا ضروری ہی اور حدیث پیغمبر صلعم
کی روایت کرنے اور آپکی طرف مرفوع کرنے سے ڈرتے تھے
یہانتک کہ شعبی نے کہا کہ جو لوگ بعد پیغمبر صلعم کے ہین اُنپر
حدیث کا موقوف ہونا ہمارے نزدیک زیادہ محبوب ہی
کیونکہ اگر حدیث مین زیادتی یا کمی ہو تو وہ اُنہی پر رہے
گی پیچھے پیغمبر صلعم کے ہی ۔ اور ابراہیم نخعی نے کہا کہ قول عبد اللہ
کا اور قول علقمہ کا ہمکو زیادہ محبوب ہی اور ابن مسعود
جب رسول خدا صلعم سے حدیث بیان کرتے تو اُنکا چہرہ
ہیبت سے متغیر ہوجاتا اور یہ کہتے کہ یہی طرح فرمایا ہے
یا اسکے قریب یہی الفاظ ہین یا مانند انکے ۔ اور عمر فاروق
نے جب ایک قوم کو انصار مین سے کوفہ کی طرف روانہ
کیا تو فرمایا کہ تم کوفہ مین ایسی قوم کے پاس جاؤ گے
کہ قرآن پڑھکر آواز سے روتے ہین وہ تمہارے
پاس آئین گے اور کہین گے کہ صحاب محمد صلعم آئے

قدم اصحابه معهم فيا تونكم فيسئلونكم
عن الحديث فاقلوا الرواية عن
رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ابن
عون كان الشعبي اذا جاءه شئ اتقى
وكان ابراهيم يقول ويقول اخرج هذه الاثار الذي
فوقع تدوين الحديث والفقه والمسائل
من حاجتهم بموقع من وجه اخر وذلك انه
لم يكن عندهم من الاحاديث والاثار ما يقدرون به
على استنباط الفقه على الاصول التي اختارها
اهل الحديث ولم تنشرح صدورهم للنظر في
اقوال علماء البلدان وجمعها والبحث عنها
واتهموا انفسهم في ذلك وكانوا اعتقدوا
في ائمتهم انهم في الدرجة العليا من التحقيق
وكان قلوبهم اميل شئ الى اصحابهم كما قال
علقمة هل احد منهم اثبت من عبد الله وقال
ابو حنيفة ابراهيم افقه من سالم ولولا فضل الصحبة
لقلت علقمة افقه من ابن عمر وكان عندهم من
الفطانة والحدس وسرعة انتقال الذهن من شئ الى
شئ ما يقدرون به على تخريج جواب المسائل على اقوال
اصحابهم وكل ميسر لما خلق له
وكل حزب بما لديهم فرحون

آگئے صحابی تشریف لائے غرض کہ تمہارے پاس آکر تم سے حدیثیں
پوچھیں گے تو تم رسول خدا صلعم سے روایت کم کرنا - ابن عون نے
کہا ہی کہ شعبی کا دستور تہا کہ انکے پاس جب کوئی مسالہ آتا تو وہ
کنارہ کرتے اور ابراہیم نخعی کہدیا کرتے - ان آثار کو دارمی نے روایت
کیا ہے -
حاصل یہ کہ حدیث اور فقہ اور مسایل کے مجتمع ہونے سے دوسری طرح انکا
مطلب نکلا کیونکہ خود انکے پاس احادیث اور آثار اسقدر نہ تہے
جن سے اُن اصول کے مطابق کہ اہل حدیث نے اختیار کئے ہین فقہ کا
استنباط کر سکتے اور شہر کے علماکے اقوال مین نظر کرنے اور اُنکو
جمع کرنے اور انکی تحقیق کرنے پر اُن لوگون کا دل نہ ٹھکا اسباب مین انہے
آپکو انہون نے متہم جانا اور اپنے اماموں کے بارہ مین اعتقاد کر رکھا تہا
کہ وہ تحقیق کے اونچے درجہ پر ہین اور اُنکے دل اپنے اساتذہ
کیطرف زیادہ مائل تہے چنانچہ علقمہ نے کہا تہا کہ کیا کوئی صحابی
عبداللہ بن مسعود سے بہی اثبت ہی اور امام ابو حنیفہ نے کہا تہا کہ
ابراہیم نخعی سالم کی نسبت زیادہ فقیہ ہین اور اگر فضیلت صحابی
ہونے کی نہ ہوتی تو مین یہ کہتا کہ علقمہ ابن عمر سے زیادہ فقیہ ہین
اور اُنکو زیر کی اور ذکا اور تیزی ذہن کی ایک بات سے دوسرے کی
طرف انتقال کرنے مین اسقدر تہے جس سے جواب مسألون کا
اپنے اُستادونکے اقوال کے بموجب نکال سکتے تہے اور
ہر ایک شخص کے لیئے وہی چیز آسان ہوتی ہی جسکے لئے وہ
پیدا ہوا اور ہر گروہ اپنے اپنے پاس کی چیز سے خوش ہین

یہ قول امام اعظم کا

فمهدوا الفقه على قاعدة التخريج وذلك
ان يحفظ كل احد كتاب من هو لسان
اصحابه واعرفهم باقوال القوم واصحهم
نظرا فى الترجيح فيتامل فى كل مسئلة وجه
الحكم وكلما سئل عن شئ او احتاج الى شئ
راى فيما يحفظه من تصريحات اصحابه
فان وجد الجواب فيها والا نظر الى عموم
كلامهم فاجراه على هذه الصورة او اشارة
ضمنية لكلام فاستنبط منها وربما كان
لبعض الكلام ايماء او اقتضاء يفهم المقصود
وربما كان للمسئلة المصرح بها نظير
يحمل عليها وربما نظروا فى علة الحكم
المصرح به بالتخريج او باليسر او الحذف
فاداروا حكمه على غير المصرح به وربما
كان له كلامان لو اجتمعا على هيئة القياس
الاقترانى او الشرطى انتجا جواب المسئلة وربما
كان فى كلامهم ما هو معلوم بالمثال
والقسمة غير معلوم بالحد الجامع
المانع فيرجعون الى اهل اللسان
ويتكلفون فى تحصيل ذاتياته وترتيب حد جامع مانع له
وضبط مبهمه وتمييز مشكله

غرض لوگوں نے فقہ کی بنیاد تخریج کے قاعدے پر ڈالی
اور تخریج کا قاعدہ یہ ہے کہ ہر شخص اوس فقیہ کی کتاب یاد کرے
جو زبان اپنے اوستادوں کی ہو اور اقوال قوم سے زیادہ واقف
ترجیح دینے میں نظر زیادہ صحیح رکھتا ہو اور بعد حفظ کتاب کے ہر مسالہ
میں حکم کی وجہ سوچے اور جب کوئی مسالہ پوچھا جاوے یا خود کسی
بات کا محتاج ہو تو وہ اپنے اوستادوں کی تصریحات کو جو اوسکو
یاد ہیں دیکھے اگر جواب ملجاوے بہتر ورنہ اونکی عموم تقریر کو دیکھے اور
اوسکو صورت مذکور پر جاری کرے یا اونکے کلام کی کسی اشارہ
ضمنی کو دیکھے اور اوس سے استنباط کرے اور بعض اوقات
کسی کلام کا اشارہ یا اقتضا ایسا ہوتا ہے کہ اوس سے
مقصود مفہوم ہوتا ہے اور کبھی اوس مسالہ مصرحہ کے نظیر ہوتی ہے
کہ اوس پر حمل کرتے ہیں اور کبھی جس حکم کی صراحت تخریج
یا امتحان یا حذف سے ہو چکی ہے اوسکی علت دیکھتے ہیں
اور اوسکا حکم اوس مسالہ پر جاری کرتے ہیں جسکی تصریح نہیں
ہوئی اور کبھی اوسکی دو تقریریں ہوتی ہیں کہ اگر قیاس
اقترانی یا شرطی کی صورت پر جمع ہوں تو اوسکا نتیجہ مسالہ کا
جواب ہو اور کبھی اوستادوں کے کلام میں ایسی بات ہوتی ہے
کہ وہ مثال اور قسمت سے معلوم ہوتی ہے اور حد جامع و مانع سے
معلوم نہیں ہوتی ایسی صورت میں وہ لوگ اہل زبان کی طرف رجوع کرتے
ہیں اور اوس چیز کی ذاتیات بہم پہونچانے اور حد جامع مانع مرتب کرنے
اور اوسکی مبہم کو ضبط کرنے اور مشکل کو تمیز کرنے کا تکلف کرتے ہیں

وربما كان كلامهم محتملا لوجهين
فينظرون في ترجيح أحد المحتملين وربما
يكون تقريب الدلائل للمسائل خفيا
فيبينون ذلك وربما استدل بعض المخرجين من فعل
أئمتهم وسكوتهم ونحو ذلك فهذا هو التخريج
ويقال له القول المخرج لفلان كذا ويقال على
مذهب فلان أو على أصل فلان أو على قول فلان
جواب المسئلة كذا وكذا ويقال لهؤلاء المجتهدون
في المذهب وعني هذا الاجتهاد على هذا
الأصل من قال من حفظ المبسوط كان مجتهدا
أي وإن لم يكن له علم بالرواية أصلا ولا
بحديث واحد فوقع التخريج في كل مذهب
وكثر فأي مذهب كان أصحابه
مشهورين وسد إليهم القضاء والإفتاء
واشتهر تصانيفهم في الناس ودرسوا درسا ظاهرا انتشر في
أقطار الأرض ولم يزل ينتشر كل حين وأي
مذهب كان أصحابه خاملين ولم يولوا القضاء
والإفتاء ولم يرغب فيهم الناس اندرس بعد حين
واعلم أن التخريج على كلام الفقهاء وتتبع لفظ
الحديث لكل منهما أصل أصيل في الدين ولم يزل
المحققون من العلماء في كل عصر يأخذون بهما

اور کبھی اساتذہ کے کلام مین احتمال دو صورتونکا ہوتا ہی تو
ایک احتمال کی ترجیح دینے مین نظر کرتے ہین اور کبھی دلائل کا
منطبق ہونا مسائل پر مخفی ہوتا ہی تو اوسکو بیان
کرتے ہین اور کبھی بعض تخریج والے اپنے اماموں کے فعل اور اونکی
سکوت وغیرہ سے حجت پکڑتی ہین غرض کہ اسی ڈہنگ کا نام
تخریج ہی اور اسیکو یون بھی کہتے ہین کہ فلان شخص کا قول تخریج کیا
ہوا یہ ہی اور یون بھی کہتے ہین کہ فلان شخص کے مذہب پر
یا اوسکی اصل یا اوسکے قول پر مسالہ کا جواب اسطرح ہی اور ان
تخریج والونکو مجتہد فی المذہب کہتے ہین۔ اور جس شخص نے یون کہا کہ
جو کوئی مبسوط یاد کرلے وہ مجتہد ہوجاتا ہی اوسکی مراد یہی اجتہاد
اسی قاعدہ تخریج پر ہی یعنی اگرچہ اوسکو علم روایت حدیث
بالکل نہو اور نہ ایک حدیث کا بھی۔ بالجملہ تخریج ہر ایک مذہب مین
ہوا اور بہت سے ہوئے اور جس مذہب والے مشہور ہوئے اور اونکو عہدہ قاضی
اور مفتی کا سپرد ہوا اور اونکی تصنیفین لوگون مین مشہور ہوئین
اور کھلم کھلا پڑہا پڑہایا گیا جس سے اطراف زمین مین وہ مذہب
پھیل گیا اور برابر ہر وقت پھیلتا رہا اور جس مذہب کے لوگ گمنام
تھے اور اونکو قاضی اور مفتی کا عہدہ نملا اور لوگ اونکی طرف
مائل نہوئے وہ مذہب تھوڑے دنونکے بعد نابود ہوگیا۔
اور یہ بھی معلوم کرنا چاہیے کہ مسالہ کا تخریج کلام فقہا کے مطابق اور الفاظ
حدیث کی تفتیش سے نکالنا دونو فریق یعنی اہل حدیث و اہل فقہ کے نزدیک دین
مین اصل مقرر ہی اور علمائے محققین ہر زمانہ مین ہمیشہ دونو اصلونکو اختیار کرتے

فمنهم من يقل من ذا ويكثر من ذلك و
منهم من يكثر من ذا ويقل من ذاك فلا ينبغي
ان يهمل امر واحد منهما بالمرة كما يفعله عامة
الفريقين وانما الحق البحت ان يطابق احدهما
بالآخر وان يجبر خلل كل بالآخر وذلك قول
الحسن البصري سنتكم والله الذي
لا اله الا هو بينهما بين الغالي والجافي
فمن كان من اهل الحديث ينبغي له ان يعرض
ما اختاره وذهب اليه على رأي المجتهدين
من التابعين ومن بعدهم ومن كان من
اهل التخريج ينبغي له ان يحصل من السنن
ما يحترز به من مخالفة الصريح الصحيح ومن
ان يقول برأيه فيما فيه حديث او اثر بقدر
الطاقة ولا ينبغي للمحدث ان يتعمق في
القواعد التي احكمها اصحابه
وليست مما نص عليه الشارع فيرد به
حديثا او قياسا صحيحا كرد ما فيه ادنى
شائبة الارسال والانقطاع كما
فعله ابن حزم رد حديث تحريم
المعازف لشائبة الانقطاع
في رواية البخاري

بعضے کلام فقہا کو کم لیتے اور حدیث کو زیادہ اور بعض کلام
فقہا کو زیادہ لیتے اور حدیث کو کم پس یون مناسب نہین
کہ ان دونو طریق مین سے ایک کو بالکل چھوڑ دین جیسے کہ دونو
فریق کے عوام کرتے ہین بلکہ حق خالص یہی ہے کہ ایک کو
دوسرے سے مطابق کرین اور ایک کی کسر دوسرے سے مٹائین اور
یہی مراد اس قول حسن بصری رحمۃ اللہ سے ہے کہ قسم اوس خدا پاک کی
کہ کوئی معبود برحق اوسکے سوا نہین کہ تمہاری سنت دونو
کی درمیان ہے یعنی غلو کرنیوالے اور جفا کار کے درمیان خلاصہ
یہ کہ اہل حدیث کو چاہیے کہ جس چیز کو خود اختیار کیا ہو اور اپنا
مذہب بنایا ہو اوسکو تابعین اور اونکے بعد کے مجتہدونکی رای پر
پیش کرے اور اہل تخریج کو چاہیے کہ احادیث مین وہ بات
بہم پہونچا سکے کہ جسکے سبب سے حدیث صحیح کی صریح مخالفت سے بچے
اور جس باب مین کہ حدیث یا اثر موجود ہو اوسمین اپنی طاقت
بھر رای لگانے سے احتراز کرے - اور کسی محدث کو مناسب نہین
کہ اون قواعد کے استعمال مین جو محدثون نے مستحکم کئے
ہین اور شارع نے اونکی تصریح نہین کی اتنا مبالغہ کرے
کہ اوسکے کسی حدیث یا قیاس صحیح کو نہ مانے مثلا نہ
ماننا اوس حدیث کا جس مین تھوڑا سا شبہ مرسل
ہونے اور منقطع ہونے کا ہو جیسے ابن حزم نے کیا ہے
کہ حدیث حرمت باجے گاجے کے نہین مانے اسوجہ سے
کہ بخاری کی روایت مین منقطع ہونیکا احتمال ہے

یعنی نہ اتنا مبالغہ کرے کہ فقہ کو بالکل چھوڑ دے اور نہ اتنی کوتاہی کرے کہ بالکل فقہ کا ہو رہے اور حدیث سے سروکار نرکھے بلکہ دونو میں توفیق [illegible]

بیچ میں [illegible]

PDF Compressor Pro

على انه فى نفسه متصل صحيح فان مثله
انما يصار اليه عند التعارض وكقولهم
فلان احفظ الحديث فلان من غيره
فيرجحون حديثه على حديث غيره لذلك
وان كان فى الاخر الف وجه من الرجحان وكان
اهتمام جمهور الرواة عند الرواية بالمعنى
برءوس المعانى دون الاعتبارات التى
يعرفها المتعمقون من اهل العربية
فاستدلالهم بنحو الفاء والواو وتقديم
كلمة وتاخيرها ونحو ذلك من التعمق
فكثيرا ما يعبر الراوى الاخر عن تلك
القصة فياتى مكان ذلك الحرف بحرف
اخر والحق ان كلما ياتى به الراوى فظاهره انه كلام
النبى صلى الله عليه وسلم فان ظهر حديث اخر او دليل اخر وجب
ولا ينبغى لمخرج ان يخرج قولا لا يفيده
نفس كلام اصحابه ولا يفهمه منه اهل العرف
والعلماء باللغة ويكون بناء على تخريج مناط
او حمل نظير المسئلة عليها مما يختلف فيه
اهل الوجوه وتتعارض الاراء ولو ان اصحابه
سئلوا عن تلك المسئلة ربما لم يحملوا النظير على النظير
لمانع وربما ذكروا علة غير ما خرجه
هو وانما جاز التخريج

حالانکہ وہ حدیث بذات خود متصل صحیح ہی اور اس جیسے
بات یعنی شبہہ انقطاع کیطرف صرف تعارض کو وقت جایا
کرتے ہین۔ اور مثلاً محدثین کا یون کہنا کہ فلان شخص کو فلان
کی حدیث بہ نسبت غیر کے زیادہ یاد ہی اسوجہ سے اول کی حدیث
کو دوسرے کی حدیث پر ترجیح دیتے ہین اگرچہ دوسرے مین ہزار
وجہ سے ترجیح ہو۔ اور سب راویونکا اہتمام روایت بالمعنی کرنے
کے وقت اصل معنی پر ہوتا تھا نہ اون اعتبارات پر کہ
اہل عربیت کی تکلف کرنیوالے اونکو جانتے ہین مثلاً حرف فا
اور واو اور ایک کلمہ کی تقدیم و تاخیر وغیرہ سے حجت پکڑنا داخل
تکلف ہی کیونکہ اکثر دوسرا راوی اوسی قصہ کو بیان کرتا ہی
اور اوس حرف کی جگہ دوسرا حرف لاتا ہی۔ اور سچ یہ ہی کہ جو
کچھ راوی ذکر کرتا ہی ظاہر یہی ہی کہ وہ پیغمبر صلعم کا کلام ہی تو اگر
دوسری حدیث یا دوسری دلیل ظاہر ہو تو اوسکی طرف
رجوع کرنا واجب ہی۔
اور تخریج والیکو مناسب نہین کہ ایسا قول نکالے کہ جو اوسکے اُستادون
کے کلام کا مقصود نہو اور نہ اوس کلام سے عرف والے اور لغت دان اوس
قول کو سمجھین اور تخریج مناط کی بنا یا نظیر مسالہ کو مسالہ پر محمول
کرنا ایسا ہو جسمین ارباب علل اختلاف رکھتے ہون اور رائین ایک
دوسرے کے مخالف ہون اور اگر بالفرض اوسکے اوستادون سے یہی مسالہ
پوچھا جاتا تو شاید کسی مانع کی جہت سے وہ نظیر کو نظیر پر محمول نکرتے اور کبھی
علت بتاتے کہ اوس علت کے سوا ہو جو اونہونے نکالی ہی اور تخریج صرف اسوجہ سے درست ہوئی

جب کسی اصل ... فرع پر حکم لگانا چاہتے ہین ... وصف ... دیکھا حکم کی علت ٹھہراتے ہین اسی علت کو مناط کہتے ہین ۱۲ ۱۲

لانه فی الحقیقة من تقلید المجتهد ولا یتم الا فیما یفهم من کلامه ولا ینبغی ان یرد حدیثا او اثرا تطابق علیه القوم لقاعدة استخرجها هو واصحابه کرد حدیث المصراة وکاسقاط سهم ذوی القربی فان رعایة الحدیث اوجب من رعایة تلک القاعدة المخرجة والی هذا المعنی اشار الشافعی حیث قال مهما قلت من قول او اصلت من اصل فبلغ عن رسول الله صلی الله علیه وسلم خلاف ما قلت فالقول ما قال صلی الله علیه وسلم ومن شواهد ما نحن فیه ما صدر به الامام ابو سلیمان الخطابی کتاب معالم السنن حیث قال رایت اهل العلم فی زماننا قد حصلوا حزبین وانقسموا الی فرقتین اصحاب حدیث واثر واهل فقه ونظر وکل واحد منهما لا تتمیز عن اختها فی الحاجة ولا تستغنی عنها فی درک ما تنحوه من البغیة والارادة لان الحدیث بمنزلة الاساس الذی هو الاصل والفقه بمنزلة البناء الذی هو له کالفرع وکل بناء لم یوضع علی قاعدة (اساس) فهو منهار وکل اساس خلا عن بناء وعمارة فهو قفر

کہ حقیقت مین مجتہد ہی کی تقلید ہی اور تخریج پوری وہی ہوتی ہی کہ مجتہد کے کلام سے سمجھی جاوے - اور نیز تخریج والیکو مناسب نہین کہ اوس قاعدہ کیوجہ سے جسکو خود اوسنے اور اوسکے اساتذہ نے نکالا ہی کسی حدیث یا اثر کو جسپر قوم کا اتفاق ہی رد کرے جیسے رد کرنا حدیث مصراۃ کا اور جیسے ساقط کرنا حصہ ذوی القربی کا کیونکہ حدیث کی رعایت واجب تر ہی بہ نسبت رعایت اوس قاعدہ نکالے ہوئے کے اور امام شافعی نے اسی بات کیطرف اشارہ کیا ہی جہان کہا ہی کہ جو کوئی قول مین نے کہا ہی یا کوئی اصل مقرر کی ہی اور خلاف میرے قول کے رسول خدا صلعم سے پہونچے تو قول وہی ہی جو آنحضرت صلعم نے فرمایا - اور جس بات کو ہم کہہ رہے ہین اوسکا ایک شاہد وہ کلام ہی جس سے امام ابو سلیمان خطابی نے اپنی کتاب معالم السنن کو شروع کیا ہی وہ یون کہتے ہین -

مین نے اہل علم کو اپنے زمانے مین دیکھا کہ دو جماعتین ہوئین اور دو فرقون مین منقسم اول اصحاب حدیث اور اثر دوم ارباب فقہ و نظر اور ان دونو مین ہر واحد اپنی حاجت مین دوسرے سے جدا نہین اور نہ اپنا مقصود حاصل کر سکتے ہین اوس سے بے پروا اسلئے کہ حدیث بجائے نیو کے ہی جو اصل ہی اور فقہ بجائے عمارت کی ہی جو اصل کیلئے بجائے شاخ کے ہی اور جو عمارت کسی نیو کی جڑ پر نہین رکھی جاتی وہ منہدم ہوتی ہی اور جو بنیاد عمارت سے خالی ہوتی ہی وہ بیابان اور ویران ہی

ووجدت هذين الفريقين على ما بينهم
من التداني في المحلين والتقارب في المنزلين
وعموم الحاجة من بعضهم الى بعض
وشمول الفاقة اللازمة لكل منهم الى صاحبه
اخوانا متهاجرين وعلى سبيل الحق بلزوم
التناصر والتعاون غير متظاهرين فاما
هذه الطبقة الذين هم اهل الحديث والاثر
فان الاكثرين منهم انما وكدهم الروايات
وجمع الطرق وطلب الغريب والشاذ
من الحديث الذي اكثره موضوع او
مقلوب لا يراعون المتون ولا يتفهمون
المعاني ولا يستنبطون سيرها ولا يستخرجون
ركازها وفقهها وربما عابوا الفقهاء
وتناولوهم بالطعن وادعوا عليهم مخالفة السنن
ولا يعلمون انهم عن مبلغ ما اوتوه من العلم قاصرون
وبسوء القول فيهم آثمون واما الطبقة الاخرى
وهم اهل الفقه والنظر فان اكثرهم لا يعرجون
من الحديث الا على اقله ولا يكادون يميزون صحيحه من
سقيمه ولا يعرفون جيده عن رديه ولا يعبؤن بما بلغهم
منه ان يحتجوا به على خصومهم اذا وافق مذاهبهم
التي ينتحلونها ووافق آراءهم التي يعتقدونها
وقد اصطلحوا على مواضعة بينهم

اور مین نے ان دونو فرقونکو جنکے مرتبے ایسے پاس اور منزلت
ایسے قریب اور حاجت ایک کی دوسریکو عام اور ضرورت
ہر ایک کی دوسریکو لگی ہوئی ہی ایسے بھائی پائے کہ آپس مین
مدد اور اعانت کرنیکو جو راہ حق مین لازم ہی چھوڑے ہوئے ہین
ایک دوسرے کی پشتی نہین کرتے طبقہ اہل حدیث و اثر کا حال
یہ ہی کہ اونمین اکثر کی کوشش روایتونکا بیان کرنا اور سندونکو
اکٹھا کرنا اور غریب و شاذ کو اوس حدیث سے تلاش کرنا
ہی جسکا اکثر موضوع یا مقلوب ہی یہ لوگ نہ الفاظ حدیث کا
لحاظ کرین اور نہ معانی کو سمجھین اور نہ اونکی راز کو استنباط
کرین اور نہ اونکے دفینہ اور فقہ کو نکالین اور بعض اوقات
فقہا پر عیب لگاوین اور طعن سے اونکو پرکھین اور اون پر
مخالفت سنت کا دعوی کرین اور یہ نہین جانتے کہ جسقدر
علم فقہا کو دیا گیا وہ خود اوس سے قاصر ہین اور فقہا کی برائی کہنے
سے گنہگار ہوتے ہین اور دوسرے طبقہ اہل فقہ و نظر کا
یہ حال ہی کہ اونمین سے اکثر حدیث کی طرف کمتر ہی
میل کرتے ہین نہ صحیح کو ضعیف سے جدا کرین اور
نہ کھرے کو کھوٹے سے پہچانین اور جو حدیث اونکو پہنچتی ہی
اوس سے مخالف پر حجت لانیکی پروا نہین کرتے بشرطیکہ
جن مذاہب کے وہ پابند ہین حدیث مذکور اونکے موافق
ہو اور نیز اونکے رایون کے مطابق جنکے وہ معتقد
ہین اور آپس مین اس قرارداد پر اصطلاح ٹھہرالی

PDF Compressor Pro

في قبول الخبر الضعيف والحديث المنقطع
اذا كان ذلك قد اشتهر عندهم
وتعاورته الالسن فيما بينهم من غير ثبت
فيه او يقين علم به فكان ذلك
زلة من الرأي وعيا فيه وهواهم وفقنا
الله واياهم لو حكي لهم عن واحد من رؤساء
مذاهبهم وزعماء نحلهم قول يقوله باجتهاده
من قبل نفسه طلبوا فيه الثقة واستبرءوا
له العهدة فتجد اصحاب مالك لا يعتمدون
في مذهبه الا ما كان من رواية ابن القاسم
والاشهب وضربائهما من نبلاء اصحابه
فاذا جاءت رواية عبد الله بن عبد الحكم
واضرابه لم يكن عندهم طائلا وترى اصحاب
ابي حنيفة لا يقبلون من الرواية عنه الا ما حكاه
ابو يوسف ومحمد بن الحسن والعلية
من اصحابه والاجلة من تلامذته
فان جاءهم عن الحسن بن زياد
اللؤلؤي ودونه رواية قول
بخلافه لم يقبلوه ولم يعتمدوه
وكذلك تجد اصحاب الشافعي
انما يعولون في مذهبه

کہ خبر ضعیف اور حدیث منقطع اوس وقت پذیرا ہوگی کہ ہمارے
اصحاب کے پاس مشہور ہوا اور اونکے درمیان زبانوں پر مذکور
ہو گو کوئی پختگی یا علم یقین اوسمیں نہو تو یہ اصطلاح
رائے کے لغزش اور جہالت ہے - اور اگر ان لوگونکے سامنے
خدا ہمکو اور اونکو توفیق عنایت فرماوے اونکے مذہب کے کسی سر
اور ملت کے کسی عظیم کا ایسا قول نقل کیا جاوے کہ اوسنے خاص
اپنے اجتہاد سے اوسکو کہا ہو تو اوسمین راوی ثقہ کی
تفتیش کرتے ہین اور اوس سے بری الذمہ ہوا چاہتے ہین
مثلاً مالکیون نکو دیکھوگے کہ امام مالک کے مذہب
مین وہی معتبر جانینگے جو ابن قاسم اور اشہب اور اون
جیسے بڑے بڑے اصحاب مالک کی روایت ہو اور اگر کوئی
روایت عبد اللہ بن عبد الحکم اور اوسکے ہمسرونکے آجاوے
تو اونکے نزدیک معتبر نہوگی - اور ایسے ہی امام ابو حنیفہ
کے تابعین وہی روایت امام کی قبول کرتے ہین جسکو
ابو یوسف اور محمد بن حسن اور امام کے بڑے شاگردون
اور جلیل تلامذہ نے نقل کیا ہو اور اگر اونکے پاس
کوئی روایت حسن بن زیاد لؤلؤی اور اوس سے
کمتر شخص کے آوے جو پہلی روایت کے خلاف ہو
تو اوس کو پذیرا اور معتمد نہ کہینگے - اور
ایسے ہی امام شافعی کے تابعین کو
دیکھوگے کہ شافعی کے مذہب مین

PDF Compressor Pro

على رواية المزني والربيع بن سليمان
المرادي فاذا جاءت رواية حرملة
والبحتري وامثالها لم يلتفتوا اليها
ولم يعتمدوا في اقاويله على هذا عادة كل
فرقة من العلماء في احكام مذاهب ائمتهم
واستاذيهم فاذا كان هذا دابهم وكانوا
لا يقنعون في امر هذه الفروع ورواياتها عن
هولاء الشيوخ الا بالوثيقة والمثبت فكيف
يجوز لهم ان يتساهلوا في الامر الاهم والخطب
الاعظم وان يتواكلوا الرواية والنقل
عن امام الائمة ورسول رب العزة الواجب
حكمه اللازمة طاعته الذي يجب علينا
التسليم لحكمه والانقياد لامره من حيث
لا نجد في انفسنا حرجا مما قضاه ولا في
صدورنا غلا من شيء ابرمه وامضاه أرأيتم
اذا كان للرجل ان يتساهل في امر نفسه
ويسامح غرماءه في حقه فياخذ منهم
الزيف ويغضي لهم عن العيب هل يجوز له ان
يفعل ذلك في حق غيره اذا كان نائبا عنه كولي
الضعيف ووصي اليتيم ووكيل الغائب وهل يكون له
ذلك منه اذا فعله الا خيانة للعهد واخفارا للذمة

صرف مزنی اور ربیع بن سلیمان مرادی کی روایت کو
معتبر سمجھتے ہین اور اگر کوئی روایت حرملہ او ربحتری اور اون
جیسے لوگونکے آوی تو اوسکی طرف التفات نہین کرتے اور
نہ اقوال شافعی مین اوسکو شمار کرین اسیطرح علما کی
ہر فرقہ کی عادت اپنے امامون اور اوستادونکی احکام مین ہی
اور جس صورت مین کہ ان لوگونکا دستور اور قاعدہ ان فروعات
کی معاملہ مین اور اپنے اوستادونسے اونکے مروی ہونے مین یہ ہی کہ
بدون اعتماد اور پختگی کی اکتفا نہین کرتے تو اونکو کیسے جائز ہوگا
کہ امر ضروری اور بھاری کام مین سستی کرین اور روایت
اور نقل امامونکی امام اور رسول رب العزت کو دوسرون پر
چھوڑین جس رسول کی حکم کو ماننا اور اونکی فرمانبرداری ہمپر
ایسی طرح واجب ہی کہ جس بات کا وہ حکم کردین اوس سے اپنے
دلونمین تنگی نپائین اور جس حکم کو وہ نافذ اور جاری فرمائین
اوس سے ہمارے سینونمین کچھ کینہ نہو - بھلا دیکھو تو جب آدمی
اپنے معاملہ مین سستی کرے اور اپنے قرضخواہونسے اپنی حق مین چشم
پوشی کرے یعنی اونسے کھوٹے دام قرض کے اور نکی عیب دار دام اونکو
ادا کرے تو ایسے آدمی کو کہین جائز ہی کہ یہ بات دوسرے کے
حق مین کرے جسکی طرفسے نائب ہو مثلاً کسی ضعیف کا
ولی اور یتیم کا وصی اور غایب کا وکیل ہو یہہ بات
اوسکو ہرگز جائز نہوگی اور اگر ایسا کریگا تو بجز اسکے کہ یہ فعل
عہد مین خیانت کرنا اور ذمہ کو توڑنا ہوا اور کیا ہوگا

فهذا هو الثالث اما عيان جبروا ما عيار مثل
ولكن اقواما اعرضوا عن سلوك طريق الحق
واستطالوا المدة في درك الخطاء فلحب العاجلة
النيل اختصروا طريق العلم واقتصروا على
وحروف منتزعة من معاني اصول
الفقه سموها عللا وجعلوها شعارا
لانفسهم في التدريس العلم واخذوها
جنة عند لقاء خصومهم ونصبوها دريئة
للخوض والجدال يتناظرون بها ويتلاطمون
عليها وعند التصادم بها قد سموا المغالب
بالحذق والتبريز فهو الفقيه المدقق في
عصره والرئيس المعظم في بلده ومصره هذا
وقد ترك الشيطان حيلة لطيفة وبلغ منهم
مكيدة بليغة فقال لهم هذا الذي في ايديكم علم
قصير بضاعة مزجاة لا تفي بمبلغ الحاجة والكفاية
فاستعينوا عليه بالكلام ووصلوه بالمقطعات
منه واستظهروا باصول المتكلمين
يتسع للمرء مذهب الخوض ومجال النظر فصدق
عليهم ابليس ظنه واطاعه كثير منهم واتبعوه
الا فريقا من المؤمنين فيا للرجال والعقول
من اين يذهبهم واين يضعهم الشيطان عن خطتهم ومواضع هديهم

پس یہ تیسری صورت ہی ہو خواہ آنکھ سے دیکھو یا دل سے پرکھو
لیکن کچھ لوگون نے شاید طریق حق کو مشکل جانا اور بہرہ وافی
پانیکی مدت دراز سمجھی اور مقصود حاصل کرنے مین جلدی سے
کی اس غرض سے طریق علم کو مختصر کیا اور چند امور پر اکتفا کیا اور
کچھ باتین معانی اصول فقہ سے نکال کر اونکا نام علل رکھا
اور علم کے پانچون سوارون مین داخل ہونے کے لیے ان باتونکو اپنی
پہچان مقرر کی اور مخالفونکے مقابلہ کیوقت اونکو سپر کیا اور جنگ
جدال مین اونکو ہی بنا لیا اون ہی سے باہم مناظرہ کرتے ہین اور
اون ہی پر دھینگا دنگی ہوتی ہی اور ان باتونکے مناظرہ سے بہرنے
کیوقت جو غالب رہتا ہو اوسے زیرکی اور فوقیت کا علم لگتا ہی
یعنی اپنے وقت مین فقیہ مشہور اور اپنے شہر مین سردار ہو جاتا ہی
اور اسپر طرہ یہ ہی کہ شیطان نے چپکے سے ایک لطیف حیلہ اونکے
لیے نکالا اور اونسے بڑا دھوکا دیا یعنی اونسے کہا کہ جو کچھ تمھارے پاس ہے
یہ علم کم اور متاع کاسد ہی حاجت اور کفایت کو وافی
نہین اسپر علم کلام کی مدد لو اور کچھ علم کلام اسمین
گانٹھو اور متکلمین کے اصول سے قوت بہم پہونچاؤ تاکہ
آدمی کو غور کی راہ اور فکر کی جولان گاہ کھلے غرض کہ شیطان
نے اپنا خیال اونپر سچا کر دیا اور مومنونکے ایک فریق کے
سوا بہتون نے اوسکی اطاعت اور پیروی کی ہمکو مردون
اور اونکی عقلون سے حیرت ہے کہ شیطان اونکو کہان لیے جاتا ہی
اور بہرہ وافی اور مقام ہدایت سے کہان بہکاتا ہے ۔

PDF Compressor Pro

والله المستعان انتهى كلام الخطابي

باب حكاية حال الناس قبل المائة الرابعة وبيان سبب الاختلاف بين الأوائل والأواخر في الانتساب الى مذهب من المذاهب وعدمه وبيان سبب الاختلاف بين العلماء في كونهم من أهل الاجتهاد المطلق او أهل الاجتهاد في المذهب والفرق بين هاتين المنزلتين

واعلم ان الناس كانوا في المائة الأولى والثانية غير مجمعين على التقليد لمذهب واحد بعينه قال ابو طالب المكي في قوت القلوب ان الكتب والمجموعات محدثة والقول بمقالات الناس والفتيا بمذهب الواحد من الناس واتخاذ قوله والحكاية له في كل شيء والتفقه على مذهبه لم يكن الناس قديما على ذلك في القرنين الأول والثاني انتهى بل كان الناس على درجتين العلماء والعامة وكان من خبر العامة انهم كانوا في المسائل الاجماعية التي لا اختلاف فيها بين المسلمين او بين جمهور المجتهدين لا يقلدون الا صاحب الشرع وكانوا يتعلمون صفة الوضوء والغسل والصلوة والزكوة ونحو ذلك من آبائهم او معلمي بلادهم فيمشون على ذلك واذا وقعت لهم واقعة نادرة استفتوا فيها

اور رب خدا ہی سے مدد و رکار ہی پورا ہوا کلام خطابی کا

باب ۲

اون لوگونکے حال کے ذکر مین جو چوتھی صدی سے پیشتر ہوئی اور اوس اختلاف کے سبب کے بیان مین جو پہلون اور پچھلون مین کسی مذہب کیطرف منسوب ہونے اور نہونے مین ہوا اور نیز علما کے اوس اختلاف کے سبب کے بیان مین کہ بعض مجتہد مطلق ہوے اور بعض مجتہد فی المذہب اور ان دونو مرتبون کے فرق کے ذکر مین۔

جاننا چاہئے کہ پہلی اور دوسری صدی مین لوگ ایک مذہب معین کی تقلید پر متفق نہ تھے چنانچہ ابو طالب مکی نے قوت القلوب مین کہا ہی کہ کتابین اور مجموعے سب نئی نکلی ہوئی ہین اور لوگونکے اقوال کا بیان کرنا اور ایک شخص کے مذہب پر فتوی دینا اور اوسکے قول کو اختیار کرنا اور ہر چیز مین اوسکی نقل کرنی اور اوسکے مذہب پر اعتماد کرنا اول دوم دو قرنو مین لوگونکا دستور نتھا تمام ہوا قول ابو طالب کا۔

بلکہ لوگ اوسوقت دو طرح پر تھے علما اور عوام۔ عوام کا یہ حال تھا کہ مسائل اتفاقیہ مین جنمین مسلمانونکے اندر یا جمہور مجتہدین کے درمیان اختلاف نتھا بجز شارع کے اور کسی کی تقلید نہین کرتے اور کیفیت وضو اور غسل کی اور نماز اور زکوۃ وغیرہ کے احکام اپنے باپ دادون یا اپنے شہر کے پڑہانیوالون سے سیکہلیتے تھے اور اوسی پر چلتے تھے اور جب کوئی حادثہ اجنبی واقع ہوتا اوسکے بارہ مین جس مفتی کو پاتے

PDF Compressor Pro

من غير تعين مذهب قال ابن الهمام في
آخر التحرير كانوا يستفتون مرة واحدا و
مرة غيره غير ملتزمين مفتيا واحدا انتهى
واما العلماء فكانوا على مرتبتين منهم
من امعن في تتبع الكتاب والسنة والآثار
حتى حصل له بالقوة القريبة من الفعل
ملكة ان ينتصب مفتيا في الناس يجيبهم
في الوقائع غالبا بحيث يكون جوابه
اكثر مما يتوقف فيه ويختص باسم المجتهد
المطلق وهذا الاستعداد يحصل تارة
باستفراغ الجهد في جمع الروايات فانه ورد
كثير من الاحكام في احاديث وكثير منها في
آثار الصحابة والتابعين وتبع التابعين
مع ما لا ينفك عنه العاقل العارف باللغة من معرفة
مواقع الكلام وصاحب العلم بالآثار من معرفة
طرق الجمع بين المختلفات وترتيب الدلائل ونحو
ذلك كحال الامامين القدوتين احمد بن محمد بن
حنبل واسحق بن راهويه وتارة باحكام
طرق التخريج وضبط الاصول المروية في
كل باب باب عن مشايخ الفقه من الضوابط
والقواعد مع جملة صالحة من السنن والآثار

بدون تعین مذہب کے پوچھ لیتے - ابن ہمام نے آخر تحریر مین
کہا ہی کہ کبھی ایک شخص سے پوچھتے اور کبھی دوسرے سے
التزام ایک مفتی کا نکرتے فقط - اور علماء دو قسم کے تھے
ایک وہ عالم جنہون نے قرآن احادیث اور آثار کی جستجو مین
اتنا غور کیا کہ انکو بالقوۃ جسکو بالفعل کہنا چاہئیے ایسے
استعداد حاصل ہوگی کہ لوگون مین مفتی مقرر ہو جاوین
کہ اکثر معاملات مین انکو جواب دین اسطرح پر کہ جواب دینا
توقف کرنیکے نسبت زیادہ ہو یہ لوگ مجتہد مطلق کی
نام سے خاص تھے اور یہ استعداد کبھی اسطرح حاصل
ہوتی ہی کہ روایتونکے جمع کرنے مین خوب کوشش کیجاے
کیونکہ بہت سے احکام احادیث مین ہین اور بہت سے
آثار صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین مین اسکے ساتھ
ہی یہ ہو کہ عاقل زبان دان موقع کلام کو اور آثار
کا جاننے والا طریق مطابقت مختلف حدیثونکے درمیان
اور ترتیب دلایل وغیرہ کو برابر پہچان لیتا ہی جیسے
دو امام پیشوا احمد بن محمد بن حنبل اور اسحق بن راہویہ
کا حال ہی اور کبھی استعداد مذکور تخریج کے طریقونکو
مستحکم کرنے اور اون ضوابط اور قواعد کو یاد کرنیسے
ہوتی ہی جو ہر باب مین جدا جدا فقہ کے مشایخ
سے مروی ہین جنکے ساتھ سنن اور
آثار کا ایک لایق مجموعہ محفوظ ہو

كحال الامامين القدوتين ابى يوسف
ومحمد بن الحسن ومنهم من حصل له من
معرفة القرآن والسنن ما يتمكن به من معرفة
رؤس الفقهيات امهات مسائله بادلتها التفصيلية
حصل له من غالب الرأى ببعض المسائل الاخرى من
ادلتها وتوقف فى بعضها واحتاج فى ذلك الى مشاورة
العلماء لانه لم تتكامل له الادوات كما تتكامل
للمجتهد المطلق فهو مجتهد فى البعض غير مجتهد فى
البعض وقد تواتر عن الصحابة والتابعين انهم كانوا
اذا بلغهم الحديث يعملون به
من غير ان يلاحظوا شرطا وبعد
المائتين ظهر فيهم التمذهب
للمجتهدين باعيانهم وقل من
كان لا يعتمد على مذهب مجتهد بعينه
وكان هذا هو الواجب فى ذلك الزمان وسبب
ذلك ان المشتغل بالفقه لا يخلو عن حالتين
احديهما ان يكون اكبر همه معرفة المسائل
التى قد اجاب فيها المجتهدون من قبل من
ادلتها التفصيلية ونقدها وتنقيح ماخذها
وترجيح بعضها على بعض وهذا امر جليل لا يتم
له الا بامام يتاسى به قد كفى مؤنة فرش المسائل

جیسے حال دو اماموں پیشوا ابو یوسف اور محمد بن حسن
کا ہی۔ دوسرے وہ عالم تھے جنکو قرآن اور حدیث اسقدر
معلوم تھے کہ اوس سے فقہ کی جڑ اور اوسکی اصلی مسائل
تفصیلی دلیلونکے ساتھ پہچان سکیں اور بعض مسائل
پر دلیل کے ساتھ غالب راے حاصل ہو جاوے اور
بعض مسایل مین توقف کرین اور علما کے مشورہ
کے محتاج ہون کیونکہ اونکے پاس پورے سامان نہین جیسے
مجتہد مطلق کے پاس ہوتے ہین تو اس قسم کے عالم بعض
مسایل مین مجتہد اور بعض مین غیر مجتہد ہوے اور صحابہ
اور تابعین سے بتواتر ثابت ہی کہ جب اونکو کوئی حدیث پہونچتی
تو بدون لحاظ کسی شرط کے وہ اوس پر عمل کر لیتے اور بعد
دو صدیونکے لوگونمین معین مجتہدونکا مذہب اختیار کرنا
ظاہر ہوا اور ایسی کم آدمی تھے کہ مجتہد معین کے مذہب پر
اعتماد نرکھتے ہون اور اوسوقت مین پابندی مذہب
معین کے واجب ہو گئی اور اوسکا سبب یہ ہی کہ فقہ
مین مشغول ہونیوالا دو حال سے خالی نہین۔
اول یہ کہ اوسکا بڑا مطلب اون مسائل کا پہچاننا ہو جنکا
جواب پیشتر تفصیلی دلیلونسے مجتہد دیچکے ہین اور نیز اون مسائل
کا پرکھنا اور اونکی ماخذ کی تحقیق اور تعیین سے بعض کو بعض پر ترجیح
دینا منظور ہو اور یہ کام ایسا بڑا ہی کہ بدون اقتدا کسی ایسے
امام کی اوس سے بن نہین سکتا جنسے مسائل کے پھیلانے

وايراد الدلائل في كل باب باب فيستعين
به في ذلك ثم يشتغل بالنقد والترجيح
ولولا هذا الامام صعب عليه ولا معنى
لارتكاب امر صعب مع امكان الامر
السهل ولابد لهذا المقتدي ان يحسن
شيئا مما سبق اليه امامه ويستدرك
عليه شيئا فان كان استدراكه
اقل من موافقته عد من اصحاب
الوجوه في المذهب وان كان
اكثر لم يعد تفرده وجها
في المذهب وكان مع
ذلك منتسبا الى صاحب المذهب
في الجملة ممتازا عمن ائتم بامام آخر
في كثير من اصول مذهبه
وفروعه ويوجد لمثل هذا
بعض مجتهدات لم يسبق
بالجواب فيها اذ الوقايع
متتالية والباب مفتوح
فياخذها من الكتاب والسنة
وآثار السلف من غير اعتماد
على امامه ولكنها

اور دلائل لانیکی مشقت سے ہر ہر باب مین فارغ کر دیا ہو
تاکہ وہ اس باب مین اوس امام کے قول سے مدد لیوے پھر
پرکھنے اور ترجیح مین مشغول ہو اور اگر بالفرض یہ امام نہوتا تو
اوس پر یہ امر دشوار ہوتا اور ظاہر ہے کہ سہل بات کے ہوتے ہوئے
دشوار کام کو اختیار کرنا بے فائدہ ہے اور ضرور ہے کہ یہ
مقتدی اون باتون مین سے کہ اوسکا امام پہلے کہہ چکا ہے کچھ
باتون کو اچھا کہے اور کچھ مین اوسکا خلاف کرے اگر اوسکا
خلاف بہ نسبت موافقت کے کم ہوگا تو یہ شخص مذہب
مین اصحاب وجوہ مین سے شمار کیا جائیگا اور اگر خلاف زیادہ
ہوگا تو اوسکا تنہا ہونا مذہب مین وجہ نگنی جائیگی
اور باوجود اسکے فی الجملہ صاحب مذہب کی طرف
منسوب رہیگا اور اون لوگون سے جنہون نے
دوسرے امام کا اقتدا اوس کے مذہب کے بہت سے
اصول اور فروع مین کیا ہو ممتاز رہیگا اور
اس جیسے شخص کے بعض اجتہادی مسائل ایسے
پائے جائین گے کہ اونکا جواب پہلے نہوا ہو کیونکہ
معاملات پیاپے ہوتے رہتے ہین اور اجتہاد کا
دروازہ کھلا ہوا ہے ایسے مسائل کا جواب وہ
شخص قران اور حدیث اور آثار سلف سے بدون
اعتماد کے اپنے امام پر نکالتا ہے لیکن ایسے
مسائل بہ نسبت اون مسائل کے

PDF Compressor Pro

قليلة بالنسبة الى ما سبق بالجواب
فيه وهذا هو المجتهد المطلق المنتسب
وثانيهما ان يكون اكبر همه معرفة
المسائل التي يستفتيه المستفتون
مما لم يتكلم فيه المتقدمون وحاجته
الى امام يأتسي به في الاصول
الممهدة في كل باب باب اشد
من حاجة الاول لان مسائل الفقه
متعانقة متشابكة فروعها
يتعلق بامهاتها فلو ابتدأ هذا بنقد
مذاهبهم وتنقيح اقوالهم لكان
ملتزما لما لا يطيقه ولا يتفرغ منه
طول عمره فلا سبيل له الى ما يهمه
الا ان يحل النظر فيما سبق فيه ويفرغ
للتفريع وقد يوجد لمثل هذا
استدراكات على امامه بالكتاب والسنة
وآثار السلف والقياس لكنها قليلة في جنب
الموافقات وهذا هو المجتهد في المذهب واما الحالة
الثالثة وهي ان يستفرغ جهده اولا في معرفة
ادلة ما سبق اليه ثم يستفرغ جهده ثانيا في
التفريع على ما اختاره واستحسنه

جنکا جواب پہلے ہو چکا ہی کم ہوتے ہین اور ایسا
شخص مجتہد مطلق منتسب ہی - دوسرا حال مشغول
بفقہ کا یہ ہی کہ اوسکی بڑی غرض اون مسائل کا
پہچاننا ہو جنکو فتوی پوچھنے والے دریافت کرتے ہین
جنمین پہلے لوگون نے کچھ نہین کہا اور اس شخص
کو بہ نسبت پہلے شخص کے ایک ایسے امام کی سخت ضرورت
ہی کہ اوسکا اقتدا اون اصول مین کرے جو ہر ہر باب مین
مرتب ہو چکی ہین کیونکہ فقہ کے مسائل ایک دوسرے سے مخلوط اور
جال کیطرح ہین اور انکی فروع اپنی اصول سے وابستہ ہین
تو اگر یہہ شخص پرکھنا اونکے مذاہب کا اور تنقیح انکے اقوال کی
از سر نو شروع کرتا تو ایسی چیز اپنے ذمہ لیتا جسکی طاقت اوسکو
نتھی اور نہ ساری عمر اوس سے فارغ ہوتا اسلئے اوسکو اپنی مطلوب
کی راہ بجز اسکے نہین کہ جن مسائل کے جواب پہلے ہو چکے ہین انمین
غور کرے اور تفریعات کیلئے فارغ ہو بیٹھے اور بعض اوقات ایسا
شخص بھی قرآن اور حدیث اور آثار سلف اور قیاس سے اپنے
امام کا خلاف کرتا ہی لیکن اوسکے خلافی مسائل بہ نسبت
موافق مسائل کے کم ہوتے ہین اور یہ شخص مجتہد فی المذہب ہے
اور تیسری حالت یہ ہی کہ عالم اول ہمہ تن کوشش
اس بات مین کرے کہ جن مسائل کے جواب پہلے ہو چکے
ہین اونکی دلیلین پہچانے دوسرے کما ینبغی کوشش کرے
کہ جس بات کو مختار اور اچھا سمجھا ہے اوسپر تفریعین نکالے

فهي حالة بعيدة غير واقعة لبعد
العهد عن زمان الوحي واحتياج
كل عالم في كثير مما لابد له في
علمه الى من مضى من رواية الاحاديث
على تشعب متونها وطرقها ومعرفة
مراتب الرجال ومراتب صحة الحديث
وضعفه وجمع ما اختلف من الاحاديث
والآثار والتنبّه لمآخذ الفقه
منها ومن معرفة غريب اللغة واصول
الفقه ومن رواية المسائل التي سبق
التكلم فيها من المتقدمين مع كثرتها
جدا وتباينها واختلافها ومن توجيه
انكاره في تمييز تلك الروايات
وعرضها على الادلة فاذا انفد عمره في
ذلك كيف يوفي حق التفاريع بعد ذلك
والنفس الانسانية وان كانت زكية لها حد
معلوم تعجز عما وراءها وانما كان هذا ميسرا
للطراز الاول من المجتهدين حين كان العهد
قريبا والعلوم غير متشعبة على انه لم يتيسر ذلك ايضا
الا لنفوس قليلة وهم مع ذلك كانوا مقيدين بالمشايخ
معتمدين عليهم ولكن لكثرة تصرفاتهم في العلم صاروا مستقلين

یہ حالت بعید از عقل اور غیر متحقق ہی اسلئے کہ وحی کا زمانہ
دور پڑ گیا اور ہر عالم کو بہت سی باتون مین کہ اوسکے علم
مین ضروری ہین سلف گذشتہ کی حاجت ہی مثلاً روایت
کرنا احادیث کا باوجود متفرق ہونے الفاظ اور اسناد اونکے
اور راویونکے مرتبونکا پہچاننا اور حدیث کے صحیح اور ضعیف
ہونیکے مراتب کو معلوم کرنا اور احادیث اور آثار مختلف مین
مطابقت دینا اور اونہین سی ماخذ فقہ پر واقف ہونا اور
مشکل الفاظ اور اصول فقہ کو پہچاننا اور اون مسائل کا روایت
کرنا جنمین پہلے لوگ کلام کر چکے ہین حالانکہ یہ مسائل
نہایت کثرت سے اور ایک دوسرے سے جدا اور مختلف ہین اور
اپنی فکرونکو ان روایات کے امتیاز کرنے اور دلیلون
پر پیش کرنے کیطرف متوجہ کرنا کہ اگر اپنی تمام عمر ان ہی
باتونمین صرف کرے تو اوسکے بعد تفریعات کا حق کیسے پورا
کریگا اور نفس انسانی کیلئے گو تیز فہم ہو ایک حد معین ہی کہ
اوس سے باہر عمل کرنیسے عاجز ہی ہان یہ بات مجتہدین نقش
اول کیلئے حاصل تھے کیونکہ وحی کا زمانہ قریب تھا اور علوم
بھی شاخ در شاخ نتھے علاوہ اسکے اوس وقت مین بھی
صرف تھوڑے ہی شخصونکو میسر ہوئے ہوا اور وہ اشخاص
باانہمہ اپنے مشایخ کے مقتدی تھے اور اون ہی پر
اعتماد رکھتے تھے لیکن علم مین کثرت تصرفات
کی وجہ سے خود مستقل ہو گئے تھے

وبالجملة فالتمذهب للمجتهدين سر الهمه الله
تعالى العلماء وجمعهم عليه من حيث
يشعرون او لا يشعرون ومن شواهد
ما ذكرناه كلام الفقيه ابن زياد الشافعي
اليمني في فتاواه حيث سئل عن مسئلتين اجاب فيهما
البلقيني بخلاف مذهب
الشافعي فقال في الجواب انك
لا تعرف توجيه كلام البلقيني ما لم تعرف
درجته في العلم فانه امام مجتهد مطلق
منتسب غير مستقل من اهل التخريج والترجيح
واعني بالمطلق المنتسب من له اختيار وترجيح
يخالف الراجح في مذهب الامام الذي ينتسب اليه
وهذا حال كثير من جهابذة اكابر
اصحاب الشافعي من المتقدمين والمتاخرين
وسيأتي ذكرهم وترتيب درجاتهم
وممن نظم البلقيني في سلك
المجتهدين المطلقين المنتسبين تلميذه
الولي ابو زرعة فقال قلت مرة لشيخنا الامام
البلقيني ما يقصر بالشيخ تقي الدين السبكي عن الاجتهاد
وقد استكمل آلته وكيف يقلد قال ولم اذكره انا لشيخه
البلقيني استحياء منه لما اردت ان ارتب على ذلك

حاصل یہ کہ مذہب مجتہدین کی پابندی ایک راز ہی کہ
اللہ تعالے نے علما کے دلمین ڈالا اور اوسپر اونکو متفق کیا
خواہ وہ اوسکو جانین یا نہ جانین اور ہماری تقریر کا
موید فقیہ ابن زیاد شافعی یمنی کا کلام اون کے فتاوی
مین ہی کہ جب اونسے دو مسالونکا حال پوچھا گیا جنمین
بلقینی نے مذہب شافعی کے خلاف جواب دیا تھا تو ابن
زیاد نے جواب مین تقریر ذیل لکھی۔
کہ جبتک تمکو بلقینی کا درجہ علم مین معلوم نہوگا تب تک اونکے کلام
کی توجیہ نسمجھوگے جان لو کہ بلقینی امام مجتہد مطلق منتسب غیر مستقل
تخریج اور ترجیح والونمین سے ہین - اور میری غرض مطلق منتسب سے
وہ شخص ہی کہ جس امام کی طرف وہ منسوب ہی اوسکے مذہب مین اختیار
اور ترجیح رکھتا ہی کہ قول راجح کی مخالفت کرے اور یہ حال بہت سے
بڑے بڑے علامہ اصحاب شافعی کا پہلون اور پچھلونمین سے ہی
اور اونکا ذکر اور اونکے درجات کی ترتیب عنقریب آئیگی اور
جن لوگون نے بلقینی کو مجتہد مطلق منتسب کے زمرہ مین داخل کیا
ہی اونمین سے بلقینی کا شاگرد ولی ابو زرعہ ہی - وہ کہتا ہی کہ مین نے
ایک بار اپنے اوستاد امام بلقینی سے کہا کہ کیا وجہ ہی کہ شیخ تقی الدین
سبکی اجتہاد سے کوتاہی کرتے ہین حالانکہ مجتہد ہونیکا سامان
سب پورا کر لیا ہی تو وہ تقلید کیون کرتے ہین اور مین نے
مارے شرم کے خود اوستاد بلقینی کا نام نلیا کیونکہ مجھے
منظور تھا کہ اجتہاد نکرنے پر کچھ سخت بات مرتب کرونگا

٦٣

یعنی [illegible] سے دل مین [illegible] کی علت اور تقلید کی خوبی اونکو معلوم ہو یا نہو

فسكت فقلت فما عندى ان الامتناع
من ذلك هو الالوظائف التى قدرت
للفقهاء على المذاهب الاربعة وان
من خرج عن ذلك واجتهد لم ينله
شئ من ذلك وحرم ولاية القضاء
وامتنع الناس من استفتائه ونسب للبدعة
فتبسم ووافقنى على ذلك انتهى قلت اما انا
فلا اعتقد ان المانع لهم من الاجتهاد ما
اشار اليه حاشا منصبهم العلى عن ذلك
وان يتركوا الاجتهاد مع قدرتهم عليه
لغرض القضاء والاسباب هذا ما لا يجوز
لاحد ان يعتقده فيهم وقد تقدم ان
الراجح عند الجمهور وجوب الاجتهاد
فى مثل ذلك وكيف ساغ للولى نسبتهم
الى ذلك ونسبة البلقينى الى موافقته على ذلك
وقد قال الجلال السيوطى فى شرح
التنبيه فى باب الطلاق ما لفظه
وما وقع للائمة من الاختلاف
من تغير الاجتهاد فيصححون فى
كل موضع ما ادى اليه
اجتهادهم فى ذلك الوقت

امام بلقینی خاموش ہوگئے تب مین نے کہا کہ میرے نزدیک اجتہاد
سے باز رہنا صرف اون نوکریونکی جہت سے ہی جو فقہائے
ہر چہار مذہب کے لئے مقرر ہین اور جو کوئی مذاہب چہارگانہ
سے باہر ہوگا اور اجتہاد کریگا اوسکو اس وظیفہ مین سے کچھ
نہ ملیگا اور عہدہ قضا سے محروم رہے گا اور لوگ اوس سے فتوی
دریافت کرنا چھوڑ دینگے اور بدعتی کہلائیگا بلقینی نے تبسم
کیا اور اس رائے پر میری موافقت کی پورا ہوا کلام ابو زرعہ کا
مین کہتا ہون کہ میرا یہ اعتقاد نہین کہ جس بات کی
طرف ابو زرعہ نے اشارہ کیا ہی وہ بات اجتہاد سے
اون لوگونکو مانع ہوا اونکا منصب عالی اس سے بری ہی
اور نہ میرا یہ اعتقاد ہی کہ وہ لوگ باوجود اجتہاد پر قادر
ہونیکے عہدہ قضا اور اسباب معیشت کیوجہ سے اجتہاد
چھوڑ دین اون لوگونکے حق مین یہ اعتقاد رکھنا تو کسیکو
جائز نہین اور پیشتر گذر چکا کہ جمہور کے نزدیک غالب یہی کہ
ایسے مرتبہ مین اجتہاد کرنا واجب ہی اور ابو زرعہ کو اون
لوگونمین یہ عیب لگانا اور اس بات مین امام بلقینی کو
اپنا موافق بتانا کیسے جائز ہوا حالانکہ جلال الدین
سیوطی نے شرح تنبیہ کے باب الطلاق مین یہ عبارت
لکھی ہی جو کچھ ایمہ مین اختلاف ہوا ہی وہ اجتہاد کی
تبدیل سے ہوا پس ہر جگہ مین جو ائمہ تصحیح کرتے ہین اوسی
بات کی کرتے ہین کہ اوسوقت اونکا اجتہاد اوس تک پہونچا

PDF Compressor Pro

وقد كان المصنف يعني صاحب التنبيه من
الاجتهاد بالمحل الذي لا ينكر وصرح
غير واحد من الائمة بانه وابن الصباغ
وامام الحرمين والغزالي بلغوا رتبة
الاجتهاد المطلق وما وقع في فتاوى ابن الصلاح
من انهم بلغوا رتبة الاجتهاد في المذهب
دون المطلق فمراده انهم كانت لهم درجة
الاجتهاد المنتسب دون المستقل وان
المطلق كما قرره في كتابه ادب الفتيا
والنووي في شرح المهذب نوعان
مستقل وقد فقد من رأس اربع مائة
فلم يمكن وجوده ومنتسب وهو باق الى ان تاتي
اشراط الساعة الكبرى ولا يجوز انقطاعه
شرعا لانه فرض كفاية ومتى قصر اهل عصر حتى تركوه
اثموا كلهم وعصوا باسرهم كما صرح به الاصحاب
منهم الماوردي في الحاوي والروياني في البحر
والبغوي في التهذيب وغيرهم ولا يتادى هذا الفرض
بالاجتهاد المقيد كما صرح به ابن الصلاح والنووي
في شرح المهذب والمسئلة مبسوطة في كتابنا
المسمى بالرد الى من اخلد الى الارض وجهل
ان الاجتهاد في كل عصر فرض ولا يخرج هؤلاء عن
الاجتهاد المطلق المنتسب من كونهم شافعية

اور مصنف یعنی صاحب تنبیہ اجتہاد کے ایسے مرتبہ پر تھا جسکا
انکار نہین کیا جاتا اور بہت سے اماموں نے تصریح کی ہی کہ صاحب تنبیہ
اور ابن صباغ اور امام الحرمین اور امام غزالی اجتہاد مطلق کے مرتبہ
پر پہونچے ہوئے تھا اور فتاوی ابن صلاح مین جو لکھا ہی کہ یہ لوگ
اجتہاد فی المذہب کے مرتبہ پہونچے تھے نہ مطلق پر تو اوسکا مقصود
یہ ہی کہ وہ لوگ درجہ اجتہاد منتسب رکھتے تھے نہ اجتہاد مستقل اور یہ کہ
اجتہاد مطلق کی دو قسمین ہین ایک مستقل دوم منتسب جیسا کہ
خود اوسنے اپنی کتاب اداب الفتیا مین اور نووی نے شرح مذہب مین
ثابت کیا ہی مستقل تو چوتھی صدی کے شروع سے مفقود ہو گیا
اور اوسکا وجود ممکن نہین اور منتسب باقی ہی یہانتک کہ علامات قیامت
کبری آوین اور شرعاً اوسکا موقوف ہو جانا جائز نہین اسلئے
کہ یہ اجتہاد منتسب بغرض کفایہ ہی اور جب کسی زمانہ کے لوگ اوسمین
کوتاہی کرین یہانتک کہ بالکل چھوڑ دین تو سبکے سب گنہگار
اور عاصی ہونگے چنانچہ اس بات کی تصریح علمانے کی ہی اونمین
ماوردی نے حاوی مین اور رویانی نے بحر مین اور بغوی نے
تہذیب مین اور دوسرے عالموں نے تصریح کی ہی اور یہ فرض اجتہاد
مقید سے ادا نہین ہوتا جیسے ابن صلاح نے اور نووی نے
شرح مہذب مین اوسکی تصریح کی ہی اور یہ مسالہ ہماری
کتاب مسمے بہ ردالی من اخلد الی الارض وجہل ان
الاجتہاد فی کل عصر فرض مین مشرح ہی - اور یہ لوگ
اجتہاد مطلق منتسب کے سبب سے شافعی ہونیسے باہر نہونگے

اور یہ نہین جانتا کہ اجتہاد ہر زمانہ مین فرض ہی ۱۱

۶۵

PDF Compressor Pro

لما صرح به النووي وابن الصلاح في
الطبقات وتبعه ابن السبكي ولهذا صنفوا في كتب
المذهب وافتوا وولوا وظائف الشافعية
كما ولي المصنف وابن الصباغ تدريس النظامية
ببغداد وولي امام الحرمين والغزالي تدريس النظامية
بنيسابور وولي ابن عبد السلام الجابية و
الظاهرية بالقاهرة وولي ابن دقيق العيد
الصلاحية المجاورة لمشهد امامنا الشافعي
والفاضلية والكاملية وغير ذلك اما
من بلغ رتبة الاجتهاد المستقل فانه يخرج
بذلك عن كونه شافعيا ولا ينقل اقواله
في كتب المذهب ولا علم احدا بلغ هذه
الرتبة من الاصحاب الا ابا جعفر بن جرير
الطبري فانه كان شافعيا ثم استقل
بمذهب ولهذا قال الرافعي وغيره لا يعد تفرده
وجها في المذهب انتهى وهي عندي احسن
مما سلك الولي ابو زرعة الا ان
كلامه يقتضي ان ابن جرير
لا يعد شافعيا وهو مردود فقد
قال الرافعي في اول كتاب
الزكوة من الشرح

چنانچہ نووی نے اور طبقات میں ابن صلاح نے اسکی تصریح
کی ہی اور ابن سبکی نے اوسکی موافقت کی اور یہی وجہ ہی کہ ان لوگون
نے مذہب کی کتابین تصنیف کین اور فتوے دئے اور شافعی
وظیفونکی متولی کیے گئے مثلاً مصنف اور ابن صباغ کو
تعلیم کی تولیت مدرسہ نظامیہ بغداد ولی اور امام الحرمین اور
امام غزالی کو تعلیم مدرسہ نظامیہ نیشاپور کی تولیت ہوئی
اور ابن عبد السلام قاہرہ کے مدرسہ جابیہ اور ظاہریہ کا
متولی ہوا اور ابن دقیق عید مدرسہ صلاحیہ کا جو ہمارے
امام شافعی کے مقبرہ کے پاس ہی اور مدرسہ فاضلیہ کاملیہ وغیرہ کا
متولی ہوا — اور جو شخص کہ اجتہاد مستقل کے مرتبہ کو پہونچا
وہ البتہ شافعی ہونے سے نکل گیا اوسکے اقوال مذہب کی
کتابونمین منقول نہیں ہوتے اور مین کسیکو اصحاب شافعی
سے نہیں جانتا کہ وہ اس مرتبہ کو پہونچا ہو بجز ابو جعفر بن جریر
طبری کے کہ وہ شافعی تھا پھر مذہب مین مستقل ہو گیا
اور اسی وجہ سے رافعی وغیرہ نے کہا ہی کہ اوسکا تنہا ہونا
کسی قول مین مذہب کی وجہ شمار نہیں ہوتی سیوطی
کا قول پورا ہوا — اور یہ طریق میرے نزدیک اوس سے
بہتر ہی جسپر ولی ابو زرعہ چلا ہی مگر سیوطی کا کلام
اس بات کا مقتضی ہی کہ ابن جریر طبری کو شافعی
شمار نکیا جاوے اور اوسکا یہ کلام مسلم نہیں کیونکہ
رافعی نے شروع کتاب الزکوۃ کی شرح مین کہا ہی

تفرد ابن جرير لا يعد وجها في مذهبنا
وان كان معدودا في طبقات اصحاب
الشافعي قال النووي في التهذيب
ذكره ابو عاصم العبادي في الفقهاء الشافعية
وقال هو من افراد علمائنا واخذ فقه الشافعي
على الربيع المرادي والحسن الزعفراني انتهى
ومعنى انتسابه الى الشافعي انه جرى على
طريقه في الاجتهاد واستقراء الادلة
وترتيب بعضها على بعض ووافق اجتهاده
اجتهاده واذا خالف احيانا لم يبال بالمخالفة
ولم يخرج عن طريقه الا في مسائل
وذلك لا يقدح في دخوله في مذهب الشافعي
ومن هذا القبيل محمد بن اسمعيل البخاري فانه
معدود في طبقات الشافعية وممن ذكره في طبقات
الشافعية الشيخ تاج الدين السبكي وقال انه تفقه
بالحميدي والحميدي تفقه بالشافعي واستدل
شيخنا العلامة على ادخال البخاري في الشافعية
بذكره في طبقاتهم وكلام النووي
الذي ذكرناه شاهد له
وذكر الشيخ تاج الدين
السبكي في طبقاته ما لفظه

کہ تنہا ابن جریر کا قول ہمارے مذہب مین کوئی صورت
نہین گنی جاتی اگرچہ وہ خود اصحاب شافعی کے طبقات
مین شمار کیا جاتا ہی اور نووی نے تہذیب مین ذکر کیا ہی
کہ ابو عاصم عبادی نے ابن جریر کو فقہائے شافعیہ مین بیان کیا
ہی اور کہا ہی کہ یہ شخص ہمارے علمای یگانہ مین سے ہی اوسنے
شافعی کی فقہ ربیع مرادی اور حسن زعفرانی سے سیکھی نووی
کا کلام ختم ہوا۔ اور اوسکے منسوب بشافعی ہونیکے یہ معنی ہین
کہ اجتہاد اور دلیلونکی تلاش کرنے اور بعض کو بعض پر مرتب
کرنے مین امام شافعی کے طریق پر چلا اور اوسکا اجتہاد امام کی
اجتہاد سے موافق پڑا اور اگر کہین مخالف ہوا تو مخالفت کی پروا
نہین کی اور امام کے طریقہ سے بجز چند مسائل کے خارج نہین
ہوا اور یہ امر اوسکے شافعی مذہب مین داخل رہنے کا مخل
انداز نہین۔ اور محمد بن اسمعیل بخاری بہی اسی جنس
کے ہین کہ وہ طبقات شافعیہ مین گنی جاتی ہین اور جن
لوگون نے اونکو طبقات شافعیہ مین ذکر کیا ہی اونمین سے
شیخ تاج الدین سبکی ہی کہ اوسنے کہا ہی کہ بخاری نے فقہ حمیدی سے
سیکھی اور حمیدی نے شافعی سے فقہ سیکھی اور ہمارے اوستاد علامہ نے
بخاری کی شافعیہ مین داخل کرنے پر یہ حجت پکڑی ہی کہ
تاج الدین نے اونکو طبقات شافعیہ مین ذکر کیا ہی اور نووی کا
کلام جو ہمنے ذکر کیا اس امر کا شاہد ہی۔ اور شیخ تاج الدین
سبکی نے اپنے طبقات مین یہ عبارت لکہی ہے

۶۷

PDF Compressor Pro

كالتخريج اطلقه المخرج اطلاقا فينظر ان
ذالك المخرج ان كان ممن يغلب عليه
المذهب والتقليد كالشيخ ابى حامد
والقفال عد من المذهب وان كان
ممن يكثر خروجه كالمحمدين الاربعة
يعنى محمد بن جرير ومحمد بن خزيمة ومحمد
ابن نصر المروزي ومحمد بن المنذر فلا يعد
واما المزنى وبعده ابن سريج فبين الدرجتين
لم يخرجوا خروج المحمدين ولم يتقيدوا
تقييد العراقيين والخراسانيين انتهى وقد
ذكر السبكي فى طبقاته الشيخ ابا الحسن الاشعرى
امام اهل السنة والجماعة وقال انه معدود
من الشافعية فانه تفقه بالشيخ ابى اسحق
المروزى انتهى قول ابن زياد
ومن شواهد ما ذكرنا ايضا
ما فى كتاب الانوار حيث
قال والمنتسبون الى مذهب الشافعي
وابى حنيفة ومالك واحمد اصناف احدها العوام
وتقليدهم للشافعي متفرع على تقليد المنتسب
الثانى البالغون الى رتبة الاجتهاد
والمجتهد لا يقلد مجتهدا

کہ جس تخریج کو کسی نکالنے والے نے مطلق نکالا ہی تو دیکھنا
چاہیے کہ اگر نکالنے والا اون لوگوں میں سے ہی جنپر مذہب
اور تقلید غالب ہی مثلا شیخ ابو حامد غزالی اور قفال تو وہ
یہ تخریج کرنیوالا مذہب میں گنا جائیگا اور اگر اون لوگوں میں
سے ہی کہ بکثرت مذہب سے خارج رہتے ہیں مثل چار محمد یعنے
محمد بن جریر اور محمد بن خزیمہ اور محمد بن نصر مروزی اور محمد بن
منذر کے تو مذہب سے شمار نہوگا۔ اور مزنی اور اوسکے بعد ابن
سریج دونو درجوں کے بیچ میں ہیں نہ تو چاروں محمد
کیطرح مذہب سے باہر رہتے ہیں اور نہ عراقیوں اور خراسانیوں کی
طرح مذہب کے مقید رہتے ہیں۔ اور نیز سبکی نے
طبقات میں شیخ ابوالحسن اشعری امام اہل سنت
وجماعت کا ذکر کیا ہی کہ وہ شافعیوں میں سے گنی
جاتی ہیں کیونکہ انہوں نے فقہ شیخ ابو اسحق مروزی سے
سیکھی ابن زیاد کا قول پورا ہوا۔

اور جو کچھ ہمنے ذکر کیا ہی اوسکا ایک شاہد مضمون کتاب انوار
بھی ہی کہ اوسکا مؤلف کہتا ہی کہ جو لوگ مذہب امام شافعی و امام
ابو حنیفہ و امام مالک و امام احمد کی طرف منسوب ہیں
اونکی چند قسمیں ہیں۔ **اول** عوام اور اون کا
شافعی کی تقلید کرنا مجتہد منتسب کی تقلید پر متفرع ہوتا ہے
دوم وہ لوگ جو اجتہاد کے مرتبہ پر پہنچے ہیں اور
مجتہد کسی دوسرے مجتہد کی تقلید نہیں کیا کرتا۔

وانما ينسبون اليه لجريهم على طريقته فى الاجتهاد واستعمال الادلة وترتيب بعضها على بعض الثالث المتوسطون وهم الذين لم يبلغوا رتبة الاجتهاد لكنهم وقفوا على اصول الامام وتمكنوا من قياس مالم يجدوه منصوصا على ما نص عليه وهؤلاء مقلدون له وكذا من ياخذ بقولهم من العوام والمشهور انهم لا يقلدون فى انفسهم لانهم مقلدون انتهى كلام الانوار

فان قلت كيف يكون شئ واحد غير واجب فى زمان وواجبا فى زمان اخر مع ان الشرع واحد فليس قولك لم يكن الاقتداء بالمجتهد المستقل واجبا ثم صار واجبا الا قولا متناقضا متنافيا قلت الواجب الاصلى هو ان يكون فى الامة من يعرف الاحكام الفرعية من ادلتها التفصيلية اجمع على ذلك اهل الحق ومقدمة الواجب واجبة فاذا كان للواجب طرق متعددة وجب تحصيل طريق من تلك الطرق من غير تعين واذا تعين له طريق واحد وجب ذلك الطريق بخصوصه كما اذا كان الرجل فى مخمصة شديدة

اور ایسے لوگ دوسرے کی طرف منسوب اس لئے ہوتے ہین کہ اجتہاد کرنے اور دلیلونکے عمل مین لانے اور بعض کو بعض پر مرتب کرنے مین اوس دوسرے کے طریق پر چلتے ہین سوم درمیانی لوگ جو رتبہ اجتہاد کو نہین پہونچے لیکن امام کے قاعدونسے واقف اور ایسے قیاس پر قادر ہین کہ جس بات کو مصرح نپاوین تو اوسکو مصرح پر خیال کرلین یہ لوگ امام کے مقلد ہوتے ہین والیسے ہی وہ لوگ جو عوام مین سے اونکی قول کو اختیار کرتے ہیں اور مشہور یہ ہی کہ خود اونکی کوئی تقلید نہین کرتا کیونکہ وہ خود دوسرے کے مقلد ہین پورا ہوا کلام انوار کا۔

اور اگر تم یون کہو کہ ایک ہی چیز ایک وقت مین غیر واجب اور دوسرے وقت مین واجب کیسے ہو سکتی ہی شریعت تو ایک ہی ہے پھر تمہارا یہ کہنا کہ اقتدا مجتہد مستقل کا پہلے غیر واجب تہا پھر واجب ہو گیا مخالف اور ساقط ہی۔ اس اعتراض کے جواب مین مین کہتا ہون کہ واجب اصلی تو یہ ہی کہ امت مین ایسا شخص ہو کہ فرعی احکام کو مع تفصیلی دلیلونکے پہچانتا ہو اس بات کے سب اہل حق کا اتفاق ہی اور جس بات پر واجب موقوف ہوتا ہی وہ بھی واجب ہوتی ہے اور جس صورت مین کہ واجب کے چند طریق ہون تو اونمین سے ایک غیر معین کا حاصل کرنا واجب ہے اور جب اوسکا ایک ہی طریق ہو تو خاص اوسی طریق کا حاصل کرنا واجب ہے مثلا جب آدمی سخت بھوک مین مبتلا ہو

يخاف منه الهلاك وكان لدفع مخمصة
طرق من شراء الطعام والتقاط الفواكه
من الصحراء واصطياد ما يتقوت به وجب
تحصيل شيء من هذه الطرق لا على التعيين
فاذا وقع في مكان ليس هناك صيد ولا فواكه
وجب عليه بذل المال في شراء الطعام
وكذلك كان للسلف طرق في تحصيل
هذا الواجب وكان الواجب تحصيل طريق من
تلك الطرق لا على التعيين ثم انسدت
تلك الطرق الا طريق واحد فوجب ذلك
الطريق بخصوصه وكان السلف لا يكتبون
الحديث ثم صار يومنا هذا كتابة الحديث
واجبة لان رواية الحديث لا سبيل لها اليوم
الا معرفة هذه الكتب وكان السلف لا يشتغلون
بالنحو واللغة وكان لسانهم عربيا لا يحتاجون
الى هذه الفنون ثم صار يومنا هذا معرفة اللغة
العربية واجبة لبعد العهد عن العرب الاول و
شواهد ما نحن فيه كثيرة جدا وعلى هذا ينبغي ان
يقاس وجوب التقليد لامام بعينه فانه قد يكون
واجبا وقد لا يكون واجبا فاذا كان انسان
جاهل في بلاد الهند وبلاد ما وراء النهر

کہ اوس سے مرنیکا ڈر ہو تو بھوک دور کرنیکے چند طور ہین
جیسے کھانا مول لینا اور جنگل سے میوون کا چننا اور قوت کی چیز
کو شکار کرنا پس ان طریقون مین سے کسی چیز غیر معین کا
بہم پہونچانا واجب ہی اور اگر بھوکا ایسی جگہ مین ہو کہ وہان
شکار اور میوے نہون تو اوسپر مال کا خرچ کرنا کھانے کی خریدنے
مین واجب ہی۔ اسی طرح سلف کو اس واجب اصلی کے
حاصل کرنے مین چند طریق تھے اور ایک طریق غیر معین کا
حاصل کرنا اون پر واجب تہا پھر یہ سب طریق مسدود
ہو گئے صرف ایک طریق رہ گیا تو وہی خاص ایک طریق
واجب ہو گیا — مثلاً سلف کا دستور تھا کہ حدیث کو
لکھتے نتھے پہر آج حدیث کا لکھنا واجب ہی اسلئے کہ روایت
حدیث کے واسطے آج کوئی سبیل سوا ان کتابونکی جاننے
کی نہین ہی۔ اور سلف کا دستور تھا کہ علم نحو اور لغت مین
مشغول نہوتے تھے اور اونکی زبان عربی تھی ان فنونکے
محتاج نتھے پھر ہمارے وقت مین لغت عربی کا جاننا واجب ہو گیا
کیونکہ عرب اول کا زمانہ دور پڑ گیا۔ اور جس بات کی ہم
تقریر کر رہے ہین اوسکی شاہد نہایت کثرت سے ہین
اور اسی پر تقلید ایک امام معین کی واجب ہونیکو قیاس
کرنا چاہیئے کیونکہ تقلید امام معین کبھی واجب ہوتی
ہی اور کبھی واجب نہین ہوتی مثلاً جب جاہل آدمی
ہندوستانکے ممالک یا ماوراء النہر کے شہرون مین ہو

وليس هناك عالم شافعي ولا مالكي ولا
حنبلي ولا كتاب من كتب هذه المذاهب
وجب عليه ان يقلد مذهب ابي حنيفة ويحرم
عليه ان يخرج من مذهبه لانه حينئذ يخلع
من عنقه ربقة الشريعة ويبقى سدىً مهملاً بخلاف
ما اذا كان في الحرمين فانه يتيسر له هناك معرفة
جميع المذاهب ولا يكفيه ان ياخذ بالظن من غير
ثقة ولا ان ياخذ من السنة العوام ولا ان ياخذ من
كتاب غير مشهور كما ذكر كل ذلك في النهر الفائق شرح كنز الدقائق
واعلم ان المجتهد المطلق من جمع خمسة من العلوم
قال النووي في المنهاج وشرط القاضي مسلم مكلف
حر ذكر عدل سميع بصير ناطق كاف مجتهد وهو
ان يعرف من القرآن والسنة ما يتعلق بالاحكام
وخاصه وعامه ومجمله ومبينه وناسخه ومنسوخه
ومتواتر السنة وغيرها والمتصل والمرسل وحال
الرواة قوة وضعفا ولسان العرب لغة ونحوا
واقوال العلماء من الصحابة ومن بعدهم اجماعا
واختلافا والقياس بانواعه ثم اعلم ان هذا المجتهد
قد يكون مستقلا وقد يكون منتسبا الى
المستقل والمستقل من امتاز عن
سائر المجتهدين بثلاث خصال

اور کوئی عالم شافعی اور مالکی اور حنبلی وہان نہو اور نہ ان
مذہبونکی کوئی کتاب ہو تو اوسپر واجب ہو کہ تقلید امام ابو حنیفہ
کی کرے اور اوسپر حرام ہو کہ مذہب امام ابو حنیفہ سے باہر نکلے کیونکہ
اسصورت مین شریعت کا پہندا اپنی گردن سے نکالکر مہمل بیکار
رہجائیگا بخلاف اوسصورت کے کہ حرمین مین ہو کیونکہ وہان
اوسکو سب مذہبونکا پہچاننا ممکن ہو اور اوسکو یہ کافی نہین کہ
بدون وثوق کے گمان پر عمل کرے اور نہ یہ کہ عوام کی زبان
سے کوئی بات اختیار کرے اور نہ یہ کہ کسی کتاب غیر مشہور سے کوئی قول
لے چنانچہ یہ سب باتین نہر الفائق شرح کنز الدقائق مین مذکور ہین
اور جاننا چاہئے کہ مجتہد مطلق وہ ہے جو پانچ علمونکا حاوی ہو
چنانچہ نووی نے منہاج مین کہا ہو کہ قاضی کی شرط یہ ہو کہ مسلمان
عاقل بالغ آزاد مذکر عادل شنوا بینا گویا کافی مجتہد ہو اور
مجتہد پانچ باتونکا واقف ہو **اول** قرآن اور حدیث
متعلق باحکام کو اور اونکی خاص و عام اور مجمل اور مبین اور ناسخ
اور منسوخ کو پہچانے- **دوم** حدیث کی متواتر اور غیر متواتر کو متصل
اور مرسل اور راویون کی قوت اور ضعف کا حال جانتا ہو-
سوم عربی زبان کو لغت اور نحو کی راہ سے واقف ہو **چہارم**
اقوال علمائے صحابہ و تابعین کو اجماع اور اختلاف کی لحاظ سے جانتا ہو
پنجم قیاس کے سب قسمونسے آگاہ ہو- پھر یہ معلوم کرو کہ یہ مجتہد کبھی
مستقل ہوتا ہو اور کبھی منسوب بمستقل اور مجتہد مستقل وہ ہو کہ باقی
مجتہدون سے تین باتون مین امتیاز رکھتا ہو جیسے یہ بات

كما ترى ذلك فى الشافعى ظاهرا احدها
ان يتصرف فى الاصول والقواعد التى
يستنبط منها الفقه كما ذكر ذلك فى اوائل
الام حيث عاب صنيع الاوائل فى استنباطهم
واستدرك عليهم كما اخبرنا شيخنا ابو طاهر محمد
بن ابراهيم المدنى عن شيخيه المكيين الشيخ
حسن بن على العجيمى والشيخ احمد النخلى عن الشيخ
محمد بن العلاء البابلى عن ابراهيم بن ابراهيم
اللقانى وعبد الرؤف الطبلاوى عن الجلال
ابى الفضل السيوطى عن ابى الفضل المرجانى
اجازة عن ابى الفرج الغزى عن يونس
بن ابراهيم الدبوسى عن ابى الحسن بن
المقير عن الفضل بن سهل الاسفراينى عن
الحافظ الحجة ابى بكر احمد بن على الخطيب ثنا
ابو نعيم الحافظ ثنا ابو محمد عبد الله بن محمد بن
جعفر بن حيان ثنا عبد الله بن محمد بن يعقوب
ثنا ابو حاتم يعنى الرازى ثنى يونس بن عبد الاعلى
قال قال محمد بن ادريس الشافعى الاصل قرآن
وسنة فان لم يكن فقياس عليهما واذا اتصل الحديث
عن رسول الله صلى الله عليه وسلم
وصح الاسناد منه فهو سنة

امام شافعی مین ظاہر دیکھتے ہو - اول یہ کہ اون اصول
اور قواعد مین جن سے فقہ کا استنباط ہوتا ہی تصرف کرو چنانچہ
امام شافعی نے اسکو کتاب ام کی شروع مین ذکر کیا ہی کہ پہلے
لوگونکے فعل دربارہ اونکی استنباط کی بیان کیے پھر اونکی ترمیم
کی اور جیسی ہمکو خبر دی ہمارے اوستاد ابو طاہر محمد بن ابراہیم
مدنی نے کہ وہ روایت کرتے ہین اپنی دو مکی اوستادون شیخ
حسن بن علی عجیمی اور شیخ احمد نخلی سے اور وہ روایت کرتے ہین
شیخ محمد بن علا بابلی سے اور وہ ابراہیم بن ابراہیم
لقانی اور عبد الرؤف طبلاوی سے اور وہ دونو جلال ابو الفضل
سیوطی سے اور وہ ابو الفضل مرجانی سے اجازت کی طور
پر اور وہ ابو فرج غزی سے اور وہ یونس بن ابراہیم
دبوسی سے اور وہ ابو الحسن بن مقیر سے اور وہ فضل
بن سہل اسفرائنی سے اور وہ حافظ حجت ابو بکر
احمد بن علی خطیب سے اونہون نے کہا کہ حدیث کی ہمسے حافظ
ابو نعیم نے کہا کہ حدیث کی ہمسے ابو محمد عبد اللہ بن محمد بن جعفر
بن حیان نے کہا کہ حدیث کی ہمسے عبد اللہ بن محمد بن یعقوب
نے کہا کہ حدیث کی ہمسے ابو حاتم یعنی رازی نے کہا کہ بیان کیا
مجھے یونس بن عبد الاعلی نے کہا کہ محمد بن ادریس یعنی امام شافعی
نے کہا کہ اصل قرآن اور حدیث ہی اور اگر نہو تو اون دونو پر قیاس
کرنا ہی اور جب حدیث رسول خدا صلعم سے متصل ہوا اور اوسکے
اسناد آنحضرت صلعم سے صحیح ہو تو وہ سنت ہے

PDF Compressor Pro

والاجماع اكبر من خبر المفرد والحديث على
ظاهره واذا احتمل المعاني فما اشبه
منها ظاهره اولٰيها به واذا تكافأت الاحاديث
فاصحها اسنادا اولٰيها وليس المنقطع بشیء
ما عدا منقطع ابن المسيب ولا
يقاس اصل على اصل ولا يقال
فی الاصل لم وكيف وانما يقال
للفرع لم فاذا صح قياسه على
الاصل صح وقامت به الحجة انتهى
وثانيها ان يجمع الاحاديث
والآثار فيحصل احكامها
ويتنبه لمآخذ الفقه منها ويجمع
مختلفها ويرجح بعضها على بعض
ويعين بعض محتملها وذلك قريب
من ثلثي علم الشافعی فيما نرى والله
اعلم وثالثها ان يفرع
التفاريع التی ترد عليه مما لم يسبق
بالجواب فيه من القرون المشهود
لها بالخير وبالجملة فيكون
كثير التصرفات
فی هذه الخصال

اور اجماع خبر مفرد سے بڑھکر ہی - اور حدیث اپنی ظاہر پر
محمول ہوتی ہی اور جب بہت سے معنونکا احتمال رکھتی ہو
تو اونمین سے جو ظاہر حدیث کی زیادہ شابہ ہو وہ معنی سب
معنونسے اولیٰ ہین - اور جب بہت سی حدیثین ہم پلہ معارض
ہون تو جسکے اسناد زیادہ صحیح ہو تو وہ اونمین اولیٰ ہی - اور
حدیث منقطع سوائے منقطع ابن مسیب کے کوئی چیز نہین -
اور ایک اصل کو دوسری اصل پر قیاس نکیا جاوے -
اور اصل مین یہ بات نہ کہی جاوی کہ کس وجہ سے اور کیونکر ہی
بلکہ فرع مین کہنا چاہئے کہ کیون ہی سو اور جب فرع کا قیاس اصل
پر درست ہو تو وہ فرع صحیح ہی اور اوس سے حجت ہو سکتی ہی کلام
شافعی کا ختم ہوا - دوسری بات مجتہد مستقل کی یہ ہی
کہ احادیث اور آثار کو جمع کرے اور اونکی احکام کو بہم
پہونچاوے اور اونمین سے ماخذ فقہ پر واقف ہو اور اونمین
سے مختلف کی تطبیق کرے اور بعض کو بعض پر ترجیح دی
اور بعض احتمالات کو معین کرے اور یہ بات ہمارے خیال
مین علم امام شافعی کے دو تہائی کے قریب ہی واللہ اعلم -
تیسری بات مجتہد مستقل کی یہ ہی کہ جو مسائل اوسپر
ایسے پیش ہون جنکا جواب پہلے نہین ہوا یعنی تینون
قرنون مین جنکے بہتر ہونیکی شہادت ہو چکی ہی اون
مسائل کے تفریعات نکالے یعنی جواب دے - حاصل یہ کہ ان
تینون باتون مین اوسکا بہت سا تصرف ہو -

PDF Compressor Pro

فائقا على اقرانه سابقا فى حلبة
دهانه مبرزا فى ميدانه وخصلة
رابعة تتلوها وهى ان ينزل له
القبول من السماء فيقبل الى علمه
جماعات من العلماء من المفسرين
والمحدثين والاصوليين وحفاظ
كتب الفقه ويمضى على ذلك القبول
والاقبال قرون متطاولة حتى
يدخل ذلك فى صميم القلوب
والمجتهد المطلق المنتسب هو المقتدى المسلم له
فى الخصلة الاولى الجارى مجراه فى الخصلة
الثانية والمجتهد فى المذهب هو
الذى سلم منه الاولى والثانية
وجرى مجراه فى التفريع على منهاج
تفاريعه ولنضرب لذلك مثلا فنقول كل من
تطبب فى هذه الازمنة المتاخرة اما ان يكون
يقتدى باطباء يونان وباطباء الهند فهو بمنزلة
المجتهد المستقل ثم ان كان هذا المتطبب قد عرف
خواص الادوية وانواع الامراض وكيفية ترتيب
الاشربة والمعاجين نعمله بان يتنبه لذلك من
تنبيههم حتى صار على يقين من امره من غير تقليد

اور او سمین اپنے ہم سرون پر فوقیت اور میدان مسابقت
مین گوی سبقت رکھتا ہو اور اس معرکہ مین سب سے
بڑہا ہوا ہو - اور تین باتونکے بعد ایک چوتھی بات اونسے
لگی ہوئی یہ ہو کہ اوسکے لئے مقبول ہونا آسمان سے
اوترے کہ اوسکے علم کیطرف علمائے مفسرین اور محدثین
اور ارباب اصول اور کتب فقہ کی حافظ گروہ کے گروہ
جھک پڑین اور اس مقبولیت اور علما کے متوجہ ہونے پر
زمانہائے دراز گذر جائین یہانتک کہ یہ قبول دلونکی
تہ مین گھس جائے -

اور مجتہد مطلق منتسب وہ پیروی کرنیوالا ہی کہ مجتہد
مستقل کی اول بات اونکو مانتا ہی اور دوسری بات مین
اوسکی روش اختیار کرتا ہی - اور مجتہد فی المذہب وہ ہی
جو مجتہد مستقل کی پہلی اور دوسری بات مانتا ہی اور تیسری بات
مین یعنی تفریع مسائل مین اوسکی چال چلتا ہی - اور تینون
قسم کے مجتہدونکے سمجہانے کے لئے ہم مثال بیان کرتے ہین اور
کہتے ہین کہ ان پچھلے زمانون مین جو کوئی طبابت کرتا ہی تو خواہ
یونان کے طبیبونکا اقتدا کرتا ہی یا ہند کے طبیبونکا تو یونان اور ہند
کے پہلے طبیب ایسے ہین جیسے مجتہد مستقل - پہر یہ طبیب مقتدی
اگر دواؤنکے خواص اور مرضونکے اقسام اور شربتون اور معجونونکی
بنانیکی کیفیت اپنی عقل سے جانی اسطرح کہ پہلے اطبا کی تنبیہ کرنیسے
ایسا آگاہ ہو جاوے گا کہ اسبارہ مین بدون تقلید کے اوسکو یقین ہوا

۵ یعنی مجتہد مستقل نے جو تصرفات اصول اور قواعد مین کئی ہین اونکو بدستور رکہتا ہی اپنی طرف سے کچہہ کمی بیشی نہین کرتا ۱۲

۶ یعنی ماخذ فقہ معلوم کرنا اور تطبیق اور ترجیح دینی جن مین ... فعل ... سب نہین کرتا بلکہ ... ۱۲

واقتدر على ان يفعل كما فعلوا فيعرف خواص
العقاقير التي لم يسبق بالتكلم فيها و
يبين اسباب الامراض وعلاماتها ومعالجاتها
مما لم يصل اليه السابقون وزاد الحكم والأدلة
في بعض ما تكلموا اقل ذلك منه او كثر
فهو بمنزلة المجتهد المطلق المنتسب وان
سلم ذلك منهم من غير يقين كامل
وكان اكثرهم توليد الاشربة والمعاجين
من تلك القواعد الممهدة كاكثر
متطببة هذه الازمنة المتاخرة
فهو بمنزلة المجتهد في المذهب وكذلك
كل من نظم الشعر في هذه الازمنة اما
ان يقتدي في ذلك باشعار العرب ويختار
اوزانهم وقوافيهم واساليب قصائدهم او
باشعار العجم فهو بمنزلة المجتهد المستقل
ثم ان كان هذا الشاعر مخترعا لانواع
من الغزل والتشبيب والمدح والهجو والوعظ
واتى بالعجب العجاب في الاستعارات والبدائع ونحوها
مما لم يسبق الى مثله بل تنبه لذلك من بعض
صنائعهم فاخذ النظير بالنظير وقاس الشيء بالشيء
واقتدر على المخترع بحرا لم يتكلم فيه من قبله

اور اس بات پر قادر ہو کہ جیسا اونہوں نے کیا خود کر لی یعنی
دواؤن کی خواص کو پہلے طبیبون نے اونمین گفتگو نہین کی
پہچان لی اور بیماریونکے اسباب اور علامات اور علاج کہ پہلون
نے مہیا نہین کیے اونکو بیان کر دی اور بعض امور مین کہ پہلے
طبیبون نے کلام کیا ہی اونکی مخالفت کری خواہ یہ مخالفت کم ہو
یا زیادہ تو ایسا شخص بمنزلہ مجتہد مطلق منتسب کے ہی اور اگر وہ باتین
پہلے لوگونکی بدون یقین کامل کی تسلیم کر لے اور اوسکی بڑی
غرض شربتون اور معجونونکا بنانا اون ہی قواعد کے بموجب ہو
جو پہلے ہو چکے ہون جیسے اکثر طبیب ان پچھلے وقتونکے ہین تو ایسا
شخص بجاے مجتہد فی المذہب کے ہی۔ اسیطرح جو کوئی اس زمانہ
مین شعر نظم کرتا ہی یا تو اس باب مین شعراے عرب کا
اقتدا کرتا ہی اور اونکے وزن اور قافیے اور قصیدونکی
طور پسند کرتا ہی یا شعراے عجم کا اقتدا کرتا ہی تو شعراے
عرب اور عجم بجاے مجتہد مستقل کے ہین۔ پھر اگر یہ حال
کا شاعر اقسام غزل اور تشبیب اور مدح اور ہجو اور وعظ
کا موجد ہو اور استعارات بدائع وغیرہ کو عجیب و غریب
ڈہنگ سے لاوے کہ پہلے اوس جیسا کسی نے نہ کیا ہو بلکہ
خود اس ڈہنگ کو پہلونکے بعض صنعتو سے واقف ہو کر
نکالا ہو اور نظیر کو نظیر پر ڈہالا اور ایک چیز کو دوسری چیز
پہ قیاس کر لیا ہو اور اس بات پر قادر ہو کہ ایسی بحر
ایجاد کرے جسمین پہلے کسی نے شعر نہین کہا

او اسلوباً جديداً كنظم المثنوي والرباعية
ورعاية الرديف اعني كلمة تامة يجيئها في كل
بيت بعد القافية يفعل كل ذلك
في الشعر العربي فهو بمنزلة المجتهد
المطلق المنتسب وان لم يكن مخترعاً وانما يتبع
طرقهم فقط فهو بمنزلة المجتهد في المذهب
وهكذا الحال في علم التفسير والتصوف
وغيرهما من العلوم

فان قلت ما السبب في ان الاوائل لم يتكلموا
في اصول الفقه كثير كلام فلما نشأ الشافعي
تكلم فيها كلاماً شافياً وافاد واجاد قلت
سببه ان الاوائل كان يجمع
عند كل واحد منهم احاديث
بلده وآثاره ولا يجمع احاديث البلاد
فاذا تعارضت عليه الادلة في احاديث
بلده حكم في ذلك
التعارض بنوع من الفراسة
بحسب ما تيسر له ثم اجتمع في عصر الشافعي
احاديث البلاد جميعاً فوقع التعارض
في احاديث البلاد ومختارات
فقهائها مرتين

یا کوئی نیا ڈہنگ نکالے مثلاً مثنوی اور رباعی کا بنانا
اور ردیف کا التزام کرنا یعنی کسی پورے کلمہ کو ہر بیت میں
بعد قافیہ کے مکرر لانا اور یہ سب باتین شعر عربی مین کرے
تو وہ بمنزلہ مجتہد مطلق منتسب کے ہے اور اگر شاعر حال موجد
نہین بلکہ صرف پہلے شاعرونکے طریقونکی پیروی
کرتا ہی تو وہ بجاے مجتہد فی المذہب کے ہی - اور
ایسا ہی حال علم تفسیر اور تصوف اور اونکے سوا
دوسرے علوم مین ہی -

اور اگر یہ کہو کہ اسکا کیا سبب کہ پہلے لوگونے اصول
فقہ مین بہت کلام نہین کیا اور جب امام شافعی
پیدا ہوے تو اونہونے اصول مین کلام شافی کیا
اور فائدہ پہونچایا اور خوب بیان کیا تو مین کہتا ہون کہ
اسکا سبب یہ تھا کہ سلف مین سے ہر ایک کے پاس اوسی کے
شہر کی حدیثین اور آثار جمع تھے سب شہرونکی حدیثیں
مجتمع نتھین جب اونکے پاس دلیلین متعارض ہوتین
یعنی اونکے شہر کی حدیثون مین اختلاف ہوتا تو وہ
اس اختلاف مین ایک قسم کی فراست سے جیسے اونکو
بن سکتا حکم کردیتا - پہر امام شافعی کے زمانہ مین سب
شہرونکی حدیثین ایکجا اکٹھی ہوئین اور شہرون
کی حدیثون مین اور اونکے فقہا کے اقوال
مختار مین دو صورت سے اختلاف ہوا

مرة فيما بين احاديث بلد و احاديث
بلد اٰخر ومرة فى احاديث بلد واحد
فيما بينها وانتصر كل رجل لشيخه فيما
راى من الفراسة فاتسع الخرق وكثر
الشغب وهجم على الناس من كل جانب
من الاختلاف ما لم يكن بحساب
فبقوا متحيرين مدهوشين لا
يستطيعون سبيلا حتى جاءهم تائيد من
ربهم فالهم الشافعي قواعد جمع بها بين المختلفات
وفتح لمن بعده بابا اى باب
وانقرض المجتهد المطلق المنتسب فى
مذهب الامام ابى حنيفة بعد المائة
الثالثة وذلك لانه لا يكون الا محدثا جهبذا
واشتغالهم بعلم الحديث قليل قديما
وحديثا وانما كان فيه المجتهدون فى
المذهب وهذا الاجتهاد اراد من قال ادنى
الشروط للمجتهد حفظ المبسوط
وقل المجتهد المنتسب فى مذهب مالك
وكل من كان منهم بهذه المنزلة
فانه لا يعد تفرده وجها فى المذهب كابى عمر
المعروف بابن عبد البر وكالقاضى ابى بكر ابن العربى

ایک یہ کہ ایک شہر کی حدیثون اور دوسری شہر کے
حدیثون مین ہوا اور دوسرے یہ کہ ایک شہر کی حدیثو نمین
باہم اختلاف ہوا اور ہر شخص نے اپنے اوستاد کی حمایت اوس
قول مین کی جو اوس نے فراست سے تجویز کیا تھا غرض کہ یہ رخنہ
بڑہ گیا اور شاخین بہت ہوگئین اور لوگو نمین ہر طرف ایسا اختلاف
آپڑا جسکا کچہ حساب تھا لہذا لوگ حیران اور مدہوش ہوگئے کہ کوئی
راہ نپا سکتے تھے یہانتک کہ اونکو اونکے پروردگار کیطرف سے
مدد پہونچی یعنے امام شافعی کے دل مین وہ قاعدے ڈالے گئے
جنسے اونہون نے مختلف حدیثون کی تطبیق کی اور پچھلونکے
لئے دروازہ عجیب طرحکا کھول دیا۔

اور مجتہد مطلق منتسب مذہب امام ابو حنیفہ مین بعد تیسری
صدی کے نرہا اور اسکی وجہ یہ ہی کہ ایسا مجتہد نہین ہوتا
مگر وہی شخص جو محدث بڑا جید ہو اور حنفی علما کا مشغول ہونا
علم حدیث مین پہلے سے اور حال مین کم رہا ہی اوس مذہب
مین مجتہد فی المذہب ہی ہوا کئے ہین اور جس شخص نے کہا ہی کہ
مجتہد کی کم سے کم شرط یہ ہی کہ مبسوط یاد کرلے اوسکی مراد یہی
اجتہاد فی المذہب ہی۔

اور امام مالک کی مذہب مین مجتہد منتسب کم ہوے اور جو
کوئی اونمین سے اس مرتبہ کا ہوا اوسکا منفرد ہونا مذہب
کی کوئی وجہ نہین گنی جاتی جیسے ابو عمر کہ ابن عبد البر کے
نام سے معروف ہی اور جیسے قاضی ابو بکر بن عربی

PDF Compressor Pro

وأما مذهب أحمد فكان قليلا قديما
وحديثا وكان فيه المجتهدون طبقة
بعد طبقة الى ان انقرض في المائة التاسعة
واضمحل المذهب في أكثر البلاد الا في ناس
قليلين بمصر وبغداد ومنزلة مذهب
أحمد من مذهب الشافعي بمنزلة مذهب
ابي يوسف ومحمد من مذهب ابي حنيفة الا
ان مذهبه لم يجمع في التدوين مع مذهب
الشافعي كما دون مذهبهما مع مذهب
ابي حنيفة فلذلك لم يعدا مذهبا واحدا
فيما نرى والله اعلم وليس تدوينه
مع مذهبه عسيرا
على من تلقاهما
على وجههما
وأما مذهب الشافعي فاكثر المذاهب
مجتهدا مطلقا ومجتهدا في المذهب
واكثر المذاهب اصوليا ومتكلما
واوفرها مفسرا للقرآن وشارحا للحديث واسدها
اسنادا ورواية واقواها ضبطا لنصوص
الامام واشدها تمييزا بين
اقوال الامام ووجوه الاصحاب

اور امام احمد کے مذہب کا یہ حال ہے کہ وہ پہلے بھی اور اب
بھی کم رہا ہے اور اسمین مجتہد ہر طبقہ مین ہوئے یہانتک کہ
نوین صدی مین موقوف ہوگئے اور بہت سے شہرون مین
یہ مذہب سست ہوگیا ہان کچھ آدمی مصر اور بغداد مین
ہین اور امام احمد کے مذہب کی نسبت امام شافعی کے
مذہب سے ایسی ہی جیسے ابو یوسف اور محمد کے مذہب کی
نسبت امام ابوحنیفہ کے مذہب سے ہے اتنا فرق ہے کہ امام احمد کا
مذہب لکھنے مین امام شافعی کے مذہب کے ساتھ اکٹھا
نہین کیا گیا جیسے صاحبین کا مذہب امام ابوحنیفہ کے
مذہب کے ساتھ لکھا گیا اسیوجہ سے ہمارے خیال مین
امام احمد اور امام شافعی کا مذہب ایک مذہب نہین گنا گیا
واللہ اعلم۔ اور امام احمد کے مذہب کو امام شافعی کے مذہب
کے ساتھ لکھنا اوس شخص پر دشوار نہین جسنے دونون
مذہبون کو درستی سے سیکھا ہووے
اور مذہب امام شافعی کا یہ حال ہے کہ اوسمین مجتہد
مطلق اور مجتہد فی المذہب اور اصولی اور اہل
کلام اور قران کے مفسر اور حدیث کے شارح اور
مذہبونکی نسبت بہت زیادہ ہوئے اور یہہ مذہب
اسناد اور روایت مین اور مذہبونسے درست تر اور
تصریحات امام کی ضبط کرنے مین قوی تر اور
اقوال امام کو وجوہ اصحاب سے علیحدہ کرنے مین نہایت سخت

واکثرها اعتناء بترجیح بعض الاقوال
والوجوه علی بعض وکل ذلک لایخفی
علی من مارس المذاهب واشتغل بها وکان
اوائل اصحابه مجتهدین بالاجتهاد المطلق
لیس فیهم من یقلده فی جمیع مجتهداته
حتی نشأ ابن سریج فاسس قواعد
التقلید والتخریج ثم جاء
اصحابه یمشون فی سبیله
وینحون علی منواله ولذلک
یعد من المجددین علی رؤس المائتین والله اعلم
ولایخفی علیک ایضا ان مادة مذهب
الشافعی من الاحادیث والآثار
مدونة مشهورة مخدومة ولم یتفق
مثل ذلک فی مذهب غیره فمن مادة مذهبه کتاب
الموطاء وهو وان کان متقدما علی الشافعی فان الشافعی
بنی علیه مذهبه وصحیح البخاری وصحیح مسلم
وکتب ابی داود والترمذی وابن ماجة والدارمی
ثم مسند الشافعی وسنن النسائی وسنن
الدارقطنی وسنن البیهقی وشرح السنة
للبغوی اما البخاری فانه وان کان منتسبا الی الشافعی
موافقا له فی کثیر من الفقه

اور بعض اقوال اور وجوہ کو بعض پر ترجیح وغیرہ کے اہتمام میں
سب سے زیادہ ہی اور یہ سب باتین اوس شخص پر پوشیدہ
نہین جسنے مذہبونکی مزاولت اور اونمین مشغولی رکھی ہے
اور امام شافعی کے پہلے شاگرد سب مجتہد مطلق تھے اونمین
کوئی ایسا نتھا کہ امام کے سب اجتہادی مسالون مین
امام کی تقلید کرتا ہو یہانتک کہ ابن سریج پیدا ہوا اونے تقلید
اور تخریج کے قاعدونکی نبیاد ڈالی پھر اوسکے شاگرد آئے کہ
اوسکی راہ چلے اور اوسیکا ڈہنگ اختیار کیا اسی لئے ابن سریج
کو اون مجددون مین گنا جاتا ہی جو صدیونکے شروع پر
ہوتے ہین واللہ اعلم۔
اور مذاہب کے ماہر پر یہ بات بھی پوشیدہ نہین کہ مذہب
شافعی کی اصل احادیث اور آثار سے مرقوم اور مشہور
ہی جنکی خدمت علمانے کی ہی اور ایسی بات دوسرے مذہب
مین واقع نہین ہوئی مثلاً اونکے مذہب کی اصل
کتاب موطا ہی اگرچہ وہ شافعی سے پہلے کی ہی لیکن شافعی
نے اوسپر اپنے مذہب کی بنا ڈالی اور نیز اونکے مذہب کی
اصل یہ کتابین ہین صحیح بخاری اور صحیح مسلم اور ابو داؤد
اور ترمذی اور ابن ماجہ اور دارمی پھر مسند شافعی اور
سنن نسائی اور سنن دارقطنی اور سنن بیہقی اور بغوی
کی شرح سنۃ۔ انمین سے بخاری اگرچہ منسوب
بشافعی اور بہت سے فقہ مین اونکے موافق ہے

PDF Compressor Pro

فقد خالفه ایضاً فی کثیر ولذلک لا یعد
ما تفرد به من مذهب الشافعی واما ابوداؤد
والترمذی فهما مجتهدان منتسبان الی
احمد واسحق وکذلک ابن ماجة والدارمی
فیما نری والله اعلم واما مسلم وابو العباس الاصم
جامع مسند الشافعی والام والذین ذکرناهم
بعدُ فهم منفردون لمذهب الشافعی یناضلون دونه
واذا احطتَ بما ذکرنا اتضح عندک ان من
عادی مذهب الشافعی یکون محروماً عن منصب
الاجتهاد المطلق وان علم الحدیث
قد ابی ان یناصح لمن لم یتطفل
علی الشافعی واصحابه

ع

ولکن طُفَیلیتهم علی ادب
فلا اری شافعا سوی الادب

باب حکایة ما حدث
فی الناس بعد المائة الرابعة
ثم بعد هذه القرون کان ناس آخرون
ذهبوا یمیناً وشمالاً وحدث فیهم
امور منها الجدال والخلاف فی علم الفقه
وتفصیله علی ما ذکره الغزالی انه

پھر بھی بہت سی باتون مین اونکا خلاف کیا ہو اور اسیوجہ سے
جن مسائل مین وہ علحدہ ہوگئے ہین وہ مسائل امام شافعی
کے مذہب سے شمار نہین ہوتے اور ابوداود اور ترمذی دونو
مجتہد ہین اور منسوب امام احمد اور اسحق کیطرف اور اسیطرح
ہمارے خیال مین ابن ماجہ اور دارمی ہین واللہ اعلم
اور مسلم اور ابو عباس اصم جنہنے مسند شافعی اور کتاب ام کو
جمع کیا ہی اور وہ لوگ جنکا ذکر ہمنے بعد مسند شافعی کے
کیا ہی وہ لوگ مذہب شافعی سے علحدہ ہین جو اون کے
اصول کے سوا دوسرے اصول رکھتے ہین - اور جب تم ہماری
تقریر پر خوب واقف ہوجاؤگے تو تمکو واضح ہوگا کہ جو کوئی
مذہب شافعی سے دشمنی رکھتا ہی تو وہ اجتہاد مطلق کے رتبہ سے
محروم ہی اور علم حدیث اس بات کا منکر ہی کہ ایسے شخص کی
خیر خواہی کرے جو شافعی اور اونکے ہمراہیونکا طفیلی نہی

ع ادب کی راہ سے ان لوگون کا طفیلی بن *
سفارشی مین نہین دیکھتا ادب کے سوا -

باب اون باتونکے بیان مین جو چوتھی صدی کے
بعد لوگون مین پیدا ہوئین -

پھر ان قرنون کے بعد دوسرے لوگ ہوئے جو
اودہر اودہر گئے اور ان مین بہت سے امور پیدا ہوئے
اول لڑائی جھگڑا علم فقہ مین اور اوسکی تفصیل
امام غزالی کی بیان کے موافق یہ ہی -

لما انقرض عهد الخلفاء الراشدين المهديين أفضت
الخلافة الى قوم تولوها بغير استحقاق
ولا استقلال لعلم الفتوى والاحكام
فاضطروا الى الاستعانة بالفقهاء والى استصحابهم
في جميع احوالهم وقد كان بقي من العلماء من هو
مستمر على الطراز الاول وملازم صفو الدين
فكانوا اذا طلبوا هربوا واعرضوا فرأى اهل
تلك الاعصار عز العلماء واقبال الائمة عليهم مع
اعراضهم فاشرأبوا لطلب العلم توصلا الى
نيل العز ودرك الجاه فاصبح الفقهاء بعد
ان كانوا مطلوبين طالبين وبعد ان كانوا
اعزة بالاعراض عن السلاطين اذلة
بالاقبال عليهم الا من وفقه الله وقد كان
من قبلهم قد صنف ناس في علم الكلام واكثروا
القيل والقال والايراد والجواب وتمهيد طريق
الجدال فوقع ذلك منهم عن موقع من قبل ان
كان من الصدور والملوك من مالت نفسه الى
المناظرة في الفقه وبيان الاولى من مذهب الشافعي
وابي حنيفة فترك الناس الكلام وفنون العلم واقبلوا على
المسائل الخلافية بين الشافعي وابي حنيفة على الخصوص
وتساهلوا في الخلاف مع مالك وسفيان واحمد بن حنبل

کہ جب خلفاے راشدین مہدیین کا زمانہ گذر گیا تو نوبت
خلافت ایسے لوگونکو پہنچی جو بدون استحقاق حاکم ہوئے اور علم
فتوی اور احکام کو خوب نجانتے تھے لہذا فقہا سے مدد لینے اور
اپنی سب حالتون مین اونکو ساتھ رکھنے کیلئے مجبور ہوئے
اور اوس وقت علما مین سے ایسے لوگ باقی تھے جو پہلے ڈہنگ پر
جمے ہوے اور دین صاف پر اڑی ہوئی تھے جب اونکو کوئی
بلاتا تو بہاگتے اور روگردانی کرتے۔ اوس زمانہ کے لوگون نے
علما کی عزت اور باوجود اونکی روگردانی کے حکام کا اونکی
طرف متوجہ ہونا دیکھا لہذا حصول عزت وجاہ کیلئے طلب علم پر
جھک پڑے تو فقہا جو مطلوب تھے طالب بن گئے اور سلاطین سے روگردانی
کیوجہ سے جو عزت رکھتے تھے اونکی طرف متوجہ ہونے سے ذلیل ہوئے
مگر جنکو اللہ تعالی توفیق دی۔ اور اونکے پیشتر کے کچہ لوگ علم
کلام مین تصنیفین کر چکے تھے اور بہت سی گفتگو و اعتراض
اور جواب و مناظرہ کے طریق کی تمہید کر چکے تھے ان باتون سے
اونکی خوب بن پڑی پیشتر اس سے کہ رؤسا اور حکام مین سے
ایسے لوگ ہون جنکا دل فقہ مین مناظرہ کرنے اور
مذہب امام شافعی اور امام ابوحنیفہ مین سے بہتر کے
بیان کرنیکی طرف مائل ہو۔ پس بعد حکام کی رغبت کے
لوگون نے علم کلام اور فنون علم دین کو چھوڑ دیا اور خاص
اون مسائل کی طرف متوجہ ہوے جنمین شافعی اور ابو حنیفہ
کا خلاف ہے اور مالک اور سفیان اور احمد بن حنبل

وغيرهم وزعموا ان غرضهم استنباط دقائق
الشرع وتقرير علل المذهب وتمهيد اصول الفتاوي
واكثروا فيها التصانيف والاستنباطات
ورتبوا فيها انواع المجادلات والتصنيفات
وهم مستمرون عليه الى الآن
لسنا ندري ما الذي قدر
الله تعالى فيما بعدها من الاعصار
انتهى حاصله

واعلم اني وجدت اكثرهم زعموا ان
بناء الخلاف بين ابي حنيفة والشافعي على
هذه الاصول المذكورة في كتاب البزدوي
ونحوه وانما الحق ان اكثرها اصول
مخرجة على قولهم وعندي ان المسألة
القائلة بان الخاص مبين ولا يلحقه البيان
وان الزيادة نسخ وان العام قطعي كالخاص
وان لا ترجيح بكثرة الرواة وانه لا يجب العمل
بحديث غير الفقيه اذا انسد باب الرأي
ولا عبرة بمفهوم الشرط والوصف اصلا
وان موجب الامر هو الوجوب
البتة وامثال ذلك اصول
مخرجة على كلام الائمة

اور اونکے سوا کے خلاف مین چشم پوشی کی - اور یہہ
بیان کیا کہ ہماری غرض شریعت کی باریکیون کو نکالنا
اور مذہب کے علتون کو ثابت کرنا اور فتاوے کے اصول کو مرتب
کرنا ہی اور اس باب مین اونہون نے بہت سی تصنیفین اور
استنباط تالیف کئے اور اقسام جدال اور تصنیفات ترتیب دیے
اور ابتک اسی حال پر چلے جاتے ہین اور ہمکو معلوم نہین کہ
آیندہ زمانون مین خداے تعالے نے کیا مقدر کیا ہے
حاصل امام غزالی کے قول کا ختم ہوا -

اور جاننا چاہیے کہ مین نے اونمین سے اکثرونکو یہ کہتے ہوئے
پایا کہ بناء خلاف کی ابو حنیفہ اور شافعی کے درمیان اون
ہی اصول پر ہی جو کتاب بزدوی وغیرہ مین مذکور
ہین اور حق یہی ہی کہ ان مین سے اکثر اصول اونکے قول
پر تخریج ہوئے ہین - اور میرے نزدیک یہ ہی کہ مسائل مفصلہ ذیل
یعنی اول یہہ کہ خاص مبین ہی اور اسکو بیان لاحق نہین ہوتا
دوم یہ کہ زیادتی ناسخ ہوتی ہی سوم یہ کہ عام قطعی
ہوتا ہی خاص کیطرح چہارم یہ کہ راویونکی کثرت سے
ترجیح نہین ہوتی پنجم یہ کہ عمل غیر فقیہ کی حدیث پر واجب
نہین جس[1] صورت مین کہ رائے کا باب بند ہو ششم
یہہ کہ[2] مفہوم شرط اور وصف کا کچھہ اعتبار نہین ہفتم
یہ کہ امر کا مضمون[3] یقینی واجب ہونا ہی اور اسطرح کے
اور مسائل ایسے اصول ہین کہ اماموں کے کلام سے نکالے ہین

[1] یعنی حدیث پر عمل کرنا نہ کہ قیاس صحیح کا خلاف لازم آتا ہو ۱۲

[2] اسکا مطلب یہ ہی کہ اگر نص مین حکم کسی شرط یا وصف پر لگایا گیا ہی تو جس جگہ وہ شرط یا وصف نہ پائی جاویگی وہان حکم بھی منتفی ہو گا یہ قول شافعیہ کا ہی اور اسکو مفہوم کہتے ہین اور حنفیہ کے نزدیک یہ مفہوم معتبر نہین یعنی ضرور نہین کہ جہان شرط اور وصف نہو وہان حکم بھی نہو ۱۲

[3] مراد یہ ہی کہ امر مفید وجوب کو ہوتا ہی نہ استحباب اور اباحت اور توقف وغیرہ کو ۱۲

PDF Compressor Pro

وانها لا تصح بها رواية عن ابي حنيفة
وصاحبيه وانه ليست المحافظة
عليها والتكلف في جواب ما يرد عليها من
صنائع المتقدمين في استنباطهم كما يفعله
البزدوي وغيره احق من المحافظة على خلافها
والجواب عما يرد عليه مثاله انهم قالوا ان
الخاص مبين فلا يلحقه البيان فخرجوا
من صنيع الاوائل في قوله تعالى اسجدوا
واركعوا وقوله صلعم لا تجزئ صلوة الرجل
حتى يقيم ظهره في الركوع والسجود حيث لم
يقولوا بفرضية الاطمينان ولم يجعلوا
الحديث بيانا للاية فورد عليهم
صنيعهم في قوله تعالى
وامسحوا برؤسكم ومسحه صلى الله
عليه وسلم على ناصيته حيث جعلوه
بيانا وقوله تعالى الزانية والزاني
فاجلدوا الاية وقوله تعالى السارق
والسارقة الاية وقوله تعالى حتى
تنكح زوجا غيره
وما لحقه من البيان بعد
ذلك فتكلفوا الجواب

انکی روایت ابو حنیفہ اور صاحبین سے ثابت نہیں
ہوتی اور ان اصول کی نگاہداشت کرنی اور ان اعتراضات کی
جواب مین تکلف کرنا جو ان اصول پر متقدمین کی استنباط
کی کارروائی سے پڑتی ہین جیسے بزدوی وغیرہ
کرتے ہین لائق تر نہین بہ نسبت نگاہداشت اون اصول کے
خلاف اور اوسکے اعتراضات کی جواب کے۔ اوسکی مثال
یہ ہی کہ انھون نے قاعدہ ٹھہرایا کہ خاص خود بیان کیا ہوا ہوتا ہے
اوسکو بیان نہین لاحق ہوتا اور اس قاعدہ کو پہلے لوگون کے
فعل سے نکالا ہے اس آیہ مین سجدوا و ارکعوا یعنی سجدہ کرو اور رکوع
کرو اور اس حدیث مین کہ آدمی کی نماز کافی نہین ہوتی
جبتک وہ اپنی پشت رکوع اور سجدہ مین برابر نکرے یعنے
اس حدیث سے اطمینان کو فرض ہکو کی قائل نہین ہوے اور
حدیث کو آیت کا بیان نٹھرایا تو اونکی اس فعل پر اعتراض ہوا
اس آیہ مین وامسحوا برؤسکم یعنے مسح کرو اپنی سرون پر اور حدیث مین
آنحضرت صلعم کے مسح کرنیکو موے پیشانی پر کہ یہان حدیث کو
بیان آیہ کا ٹھہرایا۔ اور نیز آیہ الزانیۃ والزانی فاجلدوا یعنے
عورت و مرد زانی کے کوڑے مارو۔ اور آیہ السارق والسارقۃ
فاقطعوا یعنی چور مرد اور عورت کے ہاتھ کاٹو۔ اور آیہ حتی تنکح
زوجا غیرہ یعنے جبتک دوسرے شوہر سے نکاح کرے اور بعد کو
ان آیتون کے ساتھ جو بیان حدیث سے لاحق ہوا ہے اوس سے
اونپر اعتراض پڑا اوسکے جواب مین اونھون نے تکلف کیا

كما هو مذكور في كتبهم وانهم
اصّلوا ان العام قطعي كالخاص
وخرّجوه من صنيع الاوائل في
قوله تعالى فاقرءوا ما تيسر من القرآن
وقوله صلى الله عليه وسلم لا صلوة
الا بفاتحة الكتاب حيث لم يجعلوه
مخصصا وفي قوله صلى الله عليه وسلم
فيما سقت العيون العشر الحديث
وقوله صلى الله عليه وسلم ليس فيما دون
خمسة اوسق صدقة حيث
لم يخصوه به ونحو ذلك
من المواد ثم ورد عليهم
قوله تعالى فما استيسر
من الهدي وانما هو الشاة
فما فوقه لبيان النبي صلى
الله عليه وسلم فتكلفوا
في الجواب وكذلك اصلوا
ان لا عبرة بمفهوم الشرط والوصف
وخرجوا من صنيعهم في قوله تعالى
فَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ
طَوْلًا الآية

جیسے کہ اونکی کتابون مین مذکور ہی - اور ایک قاعدہ
اونھون نے یہ ٹھرایا کہ عام قطعی ہوتا ہی مثل خاص کے اور
اسکو اونھون نے متقدمین کے فعل سے نکالا ہے اس
آیہ مین فاقرءوا ما تیسر من القرآن یعنی پڑھو جو میسر ہو قرآن
سے اور اس ارشاد آنحضرت صلعم مین کہ نماز نہین ہوتی
مگر سورہ فاتحہ سے کہ اس حدیث کو ارشاد خداوندی کا مخصص
نہین ٹھرایا اور نیز آنحضرت صلعم کو ارشاد مین کہ جس
کھیتی مین چشمون کا پانی دیا جاوے دسوان حصہ ہی
آخر حدیث تک اور اس ارشاد مین کہ پانچ وسق
سے کم مین صدقہ نہین کہ اس حدیث کو پہلے کا
مخصص نہین ٹھرایا اور اسیطرح کی اور مثالین
ہین پھر اون لوگون پر یہ اعتراض ہوا کہ اس آیہ
مین فما استیسر من الھدی یعنے جو ہدی میسر
ہو مراد ہدی سے بکری ہی اور اوس سے زیادہ
ہی تو وجہ بیان پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی تو اونھون نے
جواب مین تکلف کیا - اسی طرح اونھون نے
یہ قاعدہ مقرر کیا کہ مفہوم شرط اور وصف
کا اعتبار نہین اور اسکو پہلے لوگون کے
عمل سے نکالا اس آیہ مین
فمن لم یستطع منکم طولا
یعنی جو کوئی تم مین سے قادر نہو مال پر

PDF Compressor Pro

ثم ورد عليهم كثير من صنايعهم
كقوله صلى الله عليه وسلم في الابل
السائمة زكوة فتكلفوا في الجواب
واصلوا انه لا يجب العمل بحديث غير
الفقيه اذا انسد به باب الراي
وخرجوا من صنيعهم في ترك حديث
المصراة ثم ورد عليهم حديث القهقهة
وحديث عدم فساد الصوم بالاكل
ناسيا فتكلفوا في الجواب وامثال ما
ذكرنا كثير لا يخفى على المتتبع ومن لم
يتتبع لا يكفيه الاطالة فضلا عن الاختصار
ويكفيك دليلا على هذا قول المحققين في
مسئلة لا يجب العمل بحديث من اشتهر
بالضبط والعدالة دون الفقه اذا انسد
باب الراي كحديث المصراة ان هذا
مذهب عيسى بن ابان واختاره
كثير من المتاخرين وذهب
الكرخي وتبعه كثير من العلماء الى عدم
اشتراط فقه الراوي لتقدم الخبر على
القياس وقالوا لم ينقل هذا
القول عن اصحابنا

پہر اون پر بہت سے اعتراض ونکی فعل سے وارد ہوی
جیسے انحضرت صلعم کا فرمانا کہ چرنے والے اونٹوں مین
زکوۃ ہی تو اونہون نے جواب مین تکلف کیا۔ اور ایک قاعدہ
تہرایا کہ حدیث غیر فقیہ پر عمل کرنا واجب نہین جس صورت
مین کہ اوس سے راے کا باب بند ہو اور اوسکو بہی اونہون
نے پہلے لوگون کے فعل سے نکالا حدیث مصراۃ پر عمل نکرنے
سے پہر اون پر اعتراض ہوا قہقہہ کے حدیث اور بہول کر
کہانیسے روزہ نجانیکی حدیث کا تو جواب مین تکلف کیا
اور اس جیسے باتین کہ ہمنے ذکر کین بہت ہین تلاش
کرنیولے پر مخفی نہین اور جو تلاش نکرے تو اوسکو کلام
کا دراز کرنا بہی کافی نہین اشارہ کا تو کیا ذکر۔ اور
تجھکو اسپر بہی دلیل کافی ہی کہ اس مسالہ مین کہ جو
شخص ضبط اور عدالت مین مشہور ہو نہ فقہ مین اوسکے
حدیث پر عمل کرنا واجب نہین جس صورت مین کہ راے
کا باب مسدود ہو جیسے مصراۃ کی حدیث ہی محقق اہل
کہتے ہین کہ یہ مذہب عیسی بن ابان کا ہی اور بہت سے متاخرین
نے اوسکو پسند کیا ہی۔ اور کرخی کا مذہب اور بہت سے علماء
جنہون نے اوسکی موافقت کی ہی یہ ہی کہ راوی کا فقیہ
ہونا شرط نہین کیونکہ خبر واحد قیاس پر مقدم ہوتی ہی
ان لوگونکا یہ قول ہی کہ راوی کے فقیہ ہونیکی
شرط ہمارے اصحاب سے منقول نہین

بل المنقول عنهم ان خبر الواحد مقدم
على القياس الا ترى انهم عملوا بخبر
ابى هريرة فى الصائم اذا اكل
او شرب ناسيا وان كان
مخالفا للقياس حتى قال ابو حنيفة
لولا الرواية لقلت بالقياس ويرشد الى ذلك
اختلافهم فى كثير من التخريجات اخذا
من صنائعهم ورد بعضهم على بعض
ووجدت بعضهم يزعم ان جميع ما يوجد
فى هذه الشروح الطويلة وكتب
الفتاوى الضخيمة فهو قول ابى حنيفة
وصاحبيه ولا يفرق بين القول المخرج
وبين ما هو قول فى الحقيقة ولا يحصل
معنى قولهم على تخريج الكرخى كذا وعلى
تخريج الطحاوى كذا ولا يميز بين قولهم
قال ابو حنيفة كذا وبين قولهم جواب
المسئلة على قول ابى حنيفة كذا او على
اصل ابى حنيفة كذا ولا يصغى الى ما قاله
المحققون من الحنفيين كابن الهمام وابن
النجيم فى مسئلة العشر فى العشر ومسئلة
اشتراط البعد من الماء ميلا فى التيمم

بلکہ اونسے یہ منقول ہی کہ خبر واحد قیاس پر مقدم ہی
کیا یہ نہین دیکھتے ہو کہ انہونے ابو ہریرہ کی حدیث پر روزہ دار
کے باب مین جو بھولے سے کہا پی لے عمل کیا اگرچہ حدیث
مخالف قیاس کے ہی یہانتک کہ امام ابو حنیفہ نے کہا کہ اگر حدیث
کی روایت نہوتی تو مین قیاس کے موافق حکم کرتا۔ اور نیز اون
لوگون کا بہت سے تخریجات مین جنکو متقدمین کے
اعمال سے لیا ہی مختلف ہونا اور باہم ایک دوسرے کا
رد کرنا تمکو بتائیگا کہ ہماری تقریر صحیح ہی۔
اور کسی کو مینے یہ کہتے پایا کہ جو کچھ ان لمبی شرحون اور بڑی فتاوے
کی کتابون مین موجود ہی وہ امام ابو حنیفہ و صاحبین کا
قول ہی حالانکہ وہ یہ فرق نہین جانتا کہ اُنکے اقوال سے نکالا ہوا
قول کیا ہی اور حقیقت مین اُنکا قول کیا ہی اور نہ علما کے
اس قول کے معنی سمجھتا ہی کہ کرخی کی تخریج کے بموجب یہ حکم ہی
اور طحاوی کی تخریج کے بموجب یہ حکم ہی اور نہ علما کے اس قول
مین تمیز کرتا ہی کہ امام ابو حنیفہ نے یون کہا ہی اور مسالہ کا
جواب ابو حنیفہ کے قول کے مطابق ایسا ہی اور
امام ابو حنیفہ کی اصل کے بموجب اسطرح اور
محققین حنفیہ مثل ابن ہمام اور ابن نجیم کے قول
پر کان نہین دہرتا جو مسالہ دہ در دہ پانی
مین اور تیمم کے باب مین پانی کے میل
بھر دور ہونے کے شرط لگانی اور

وامثالهما ان ذلك من تخريجات الاصحاب وليس مذهبا في الحقيقة

ووجدت بعضهم يزعم ان بناء المذهب على هذه المحاورات الجدلية المذكورة في مبسوط السرخسي والهداية والتبيين ونحو ذلك ولا يعلم ان اول من اظهر ذلك فيهم المعتزلة وليس عليه بناء مذهبهم ثم استطاب ذلك المتأخرون توسعا وتشحيذا لاذهان الطالبين او لغير ذلك والله اعلم وهذه الشبهات والشكوك يحل كثير منها مما مهدناه في هذا الكتاب

ووجدت بعضهم يزعم ان هنالك فرقتين لا ثالث لهما الظاهرية واهل الرأي وان كل من قاس واستنبط فهو من اهل الرأي كلا والله بل ليس المراد بالرأي نفس الفهم والعقل فان ذلك لا ينفك من احد من العلماء ولا الرأي الذي لا يعتمد على سنة اصلا فانه لا ينتحله مسلم البتة ولا القدرة على الاستنباط والقياس فان احمد واسحق بل الشافعي ايضا ليسوا من اهل الرأي بالاتفاق وهم يستنبطون ويقيسون

ان جیسے اور مسائل مین کہتے ہین کہ یہ باتین اصحاب کے تخریجات سے ہین واقع مین مذہب نہین ہین۔

اور بعض کو یہ کہتے پایا کہ مذہب کی بنا انہی محاورات جدلی پر ہی جو مبسوط سرخسی اور ہدایہ اور تبیین اور اونکے مثل مین مرقوم ہین اور وہ یہ نہین جانتے کہ اون لوگون مین اس بات کو فرقہ معتزلہ نے ظاہر کیا اور اوس پر اونکے مذہب کی بنا نہین پھر ان محاورات کی پھیلانے اور طلبہ کے ذہنون کے تیز کرنیکو یا کسی اور مطلب کے لیئے پچھلے لوگون نے اوسکو اچھا سمجھا واللہ اعلم۔ اور ان شبہون اور شکون مین سے بہت سی اون باتون سے حل ہوتے ہین جنکو ہمنے اس کتاب مین تمہیداً کہا ہے

اور بعض کو ہمنے یہ کہتے پایا کہ مسلمانون مین دو فرقہ ہین جنکا تیسرا نہین ایک ظاہری دوم ارباب راے اور جو کوئی قیاس اور استنباط کرے وہ اہل راے سے ہے بخدا یون ہرگز نہین بلکہ راے سے مقصود نفس فہم اور عقل نہین کیونکہ اس بات سے تو کوئی عالم جدا نہین ہوتا اور نہ وہ راے مقصود ہی جسکا اعتماد سنت پر کچھ بھی نہو کیونکہ کوئی مسلمان یقیناً ایسی راے کا پابند نہین اور نہ استنباط اور قیاس کے قادر ہونا مراد ہی کیونکہ احمد اور اسحق بلکہ شافعی بھی بالاتفاق اہل راے نہین ہین حالانکہ وہ استنباط اور قیاس کرتے ہین

۵ متقدمین کی تصریح کو ماننا اور وجہ

بل المراد من اهل الرای قوم توجهوا بعد
المسائل المجمع عليها بين المسلمين او
بين جمهورهم الى التخريج على اصل رجل
من المتقدمين فكان اكثر امرهم حمل
النظير على النظير والرد الى اصل من الاصول
دون تتبع الاحاديث والآثار والظاهري
من لا يقول بالقياس ولا بآثار الصحابة والتابعين
كداؤد بن حزم وبينهما المحققون من
اهل السنة كاحمد واسحق

ومنها انهم اطمانوا بالتقليد ودب التقليد في
صدورهم دبيب النمل وهم لا يشعرون وكان
سبب ذلك تزاحم الفقهاء وتجادلهم
فيما بينهم فانهم لما وقعت فيهم المزاحمة
في الفتوى كان كل من افتى بشيء نوقض في
فتواه ورد عليه فلم ينقطع الكلام
الا بالمصير الى تصريح رجل من المتقدمين في
المسئلة وايضا جور القضاة فان القضاة
لما جار اكثرهم ولم يكونوا امناء لم يقبل منهم
الا ما لا يريب العامة فيه ويكون شيئا قد قيل من
قبل وايضا جهل رؤس الناس واستفتاء الناس من
لا علم له بالحديث ولا بطريق التخريج كما ترى ذلك ظاهرا

بلکہ غرض اہل رای سے وہ لوگ ہین جنہون نے بعد اون
مسائل کے جنپر مسلمانون کا یا اونکے جمہور کا اتفاق
ہوگیا ہی متقدمین سے کسی شخص کی اصل کے مطابق
تخریج کی طرف توجہ کی اور اونکا بڑا اہتمام یہی ہوا کہ نظیر
کو نظیر پر محمول کرین اور اصول مین سے کسی اصل پر لیجائین
نہ یہ کہ احادیث اور آثار کو ڈھونڈین - اور فرقہ ظاہری وہ ہے
کہ قیاس اور آثار صحابہ اور تابعین کے قائل نہون جیسے
داؤد بن حزم ہی اور ان دونو فرقونکے بیچ مین محققین
اہل سنت ہین جیسے احمد اور اسحق -

اور اونمین دوسری بات یہ پیدا ہوئی کہ اون لوگون نے تقلید
پر اطمینان کر لیا اور تقلید اونکے سینون مین چیونٹی کیطرح گھس
گئی اور اونکو خبر نہوئی اور وجہ تقلید کی فقہا کا باہمین دھکا پیل
کرنا اور باہم گر جھگڑا کرنا ہوا کیونکہ جب اونمین فتوی دینے مین
مقابلہ آپڑا تو جو کوئی کسی چیز کا حکم دیتا اوسکا فتوی مین اعتراض
کیا جاتا اور مانا نجاتا اور بدون رجوع کرنیکے متقدمین مین سے کسی کی
تصریح پر مسالہ مین بحث موقوف نہوتی - اور ایک وجہ تقلید کے
قاضیونکا ظلم کرنا ہی کیونکہ جب اکثر قاضیون نے ظلم کیا اور امین نہوے
تو اونکے وہ حکم مقبول ہوے جنمین عوام کو شک نہوا اور جنکو
پہلے کسی نے کہا ہو - اور ایک وجہ یہ ہوئی کہ روسا جاہل
ہوئی اور لوگون نے ایسون سے مسائل پوچھے جنکو حدیث
اور طریق تخریج کا علم نتھا جیسے اکثر متاخرین کا حال بظاہر ہی دیکھتے ہو

فی الانصاف صفحہ ۱۰

وقد نبه عليه ابن الهمام وغيره و في
ذلك الوقت سمي غير المجتهد فقيها
وفي ذلك الوقت ثبتوا على التعصب والحرمان
اكثر صور الخلاف بين الفقهاء لاسيما في المسائل
التي ظهر فيها اقوال الصحابة في الجانبين كتكبيرات
التشريق وتكبيرات العيدين ونكاح المحرم وتشهد ابن
عباس وابن مسعود والاخفاء والجهر بالبسملة وبآمين والاشفاع
والايتار في الاقامة ونحو ذلك انما هو في
ترجيح احد القولين وكان السلف لا يختلفون
في اصل المشروعية وانما كان خلافهم في
اولى الامرين ونظيره اختلاف القراء في
وجوه القراءات وقد عللوا كثيرا من هذا
الباب بان الصحابة مختلفون وانهم جميعا على
الهدى ولذلك لم يزل العلماء يجوزون فتاوى
المفتين في المسائل الاجتهادية ويسلمون
قضاء القضاة ويعملون في بعض الاحيان بخلاف
مذهبهم ولا ترى ائمة المذاهب في هذه
المواضع الا وهم يصححون القول ويبينون
الخلاف يقول احدهم هذا احوط وهذا هو المختار
وهذا احب الي ويقول ما بلغنا الا ذلك وهذا كثير
في المبسوط وآثار محمد وكلام الشافعي
ثم خلف من بعدهم خلف اختصروا كلام القوم

اور ابن ہمام وغیرہ نے اس بات پر تنبیہ کی ہی اور اوس وقت مین غیر مجتہد
کو فقیہ کہنے لگے اور اوسی وقت مین یہ لوگ تعصب پر جمگئے اور
سچ یہ ہی کہ خلاف فقہا کے اکثر صورتون مین صرف دو قولون مین سے
ایک کو ترجیح دینے مین ہین خصوص اون مسایل مین جنمین
صحابہ کے اقوال دونو طرف ہین مثلاً تکبیرات تشریق اور
تکبیرات عیدین اور احرام والی کا نکاح اور ابن عباسؓ اور
ابن مسعودؓ کا تشہد اور آہستہ و پکار کر پڑہنا بسم اللہ اور آمین کا اور جفت
اور طاق کہنا تکبیر کا اور اسکے مانند اور باتین۔ اور پہلے لوگو نکا دستور تہا
کہ اصل مشروع ہونے مین اختلاف نکرتے تہے بلکہ اونکا خلاف دونو باتون
مین سے بہتر بات کے بارہ مین تہا اور اوسکی نظیر قاریون کا اختلاف وجوہ قرأت
مین ہی اور اس قسم کی بہت سی باتونکی یہی وجہ بیان کی ہی
کہ صحابہ مین باہم اختلاف ہی اور وہ سارے ٹھیک راہ پر ہین
اور یہین وجہ پیشتر کے علما مفتیونکے فتاوی مسایل اجتہادی مین
ہمیشہ جایز رکھتے رہے اور قاضیونکے حکم مانتے رہے اور کبھی اپنے مذہب
کی خلاف پر بہی عمل کیا اور ایسے جگہو نمین مذاہب کے ائمہ کو اسکے سوا
ندیکہوگے کہ وہ ہر قول کی تصحیح کرتے ہین اور خلاف کو اسطرح کہنے
سے ثابت کرتے ہین کہ کوئی اونمین سے کہتا ہی کہ یہ قول محتاط
تر ہی یا یہ قول مختار ہی یا میرے نزدیک زیادہ محبوب ہی اور کوئی
کہتا ہی کہ ہمکو اسکے سوا کچہہ نہین پہنچا اور یہ بات مبسوط اور آثار
محمد اور کلام شافعی مین بہت ہی۔
پہر اونکے بعد کچہہ لوگ پیچہے ہوے جنہونے قوم کے کلام کو مختصر کیا

٨٩

یعنی اور احرام والے کا نکاح بعض کے نزدیک جائز ہی اور بعض کے نزدیک ناجائز اور
ابن عباس کا تشہد اسطرح ہی التحیات المبارکات الصلوات الطیبات للہ سلام علیک ... اور ابن مسعود کا تشہد معروف ہی
اور تکبیر کی جفت و طاق کہنے سے مراد یہ ہی کہ نماز کی تکبیر سب الفاظ ایک ایکبار کہے جاتے ہین سواے قد قامت الصلوۃ کے کہ وہ دو دوبار مثل اذان کے

فنفوا الخلاف وثبتوا على مختار ائمتهم
لما يروى من السلف من تاكيد
الاخذ بمذاهب اصحابهم وان لا يخرج منها بحال
فان ذلك امر جبلي فان كل انسان يحب ما هو
مختار اصحابه وقومه حتى في الزّيّ
والمطاعم ولصولة ناشئة عن ملاحظة
الدليل او لنحو ذلك من الاسباب فظن البعض
تعصبا دينيا حاشاهم من ذلك وقد كان في
الصحابة والتابعين ومن بعدهم من يقرء
البسملة ومنهم من لا يقرءها ومنهم يجهر بها
ومنهم من لا يجهر بها ومنهم من كان يقنت
في الفجر ومنهم من لا يقنت في الفجر ومنهم
من يتوضأ من الحجامة والرعاف والقيء
ومنهم من لا يتوضأ من ذلك ومنهم من يتوضأ
من مس الذكر ومس النساء بشهوة ومنهم من لا
يتوضأ من ذلك ومنهم من يتوضأ مما مسته النار
ومنهم من لا يتوضأ من ذلك ومنهم من يتوضأ
من اكل لحم الابل ومنهم من لا يتوضأ
من ذلك ومع هذا فكان بعضهم يصلي خلف بعض
مثل ما كان ابو حنيفة واصحابه والشافعي وغيرهم
يصلون خلف ائمة المدينة من المالكية وغيرهم
وان كانوا لا يقرؤن البسملة لا سرا ولا جهرا
وصلى الرشيد اماما وقد احتجم

اوس خلاف کو قوی کر دیا اور اپنے اماموں کے قول مختار پر جم گئے
اس خیال سے کہ سلف سے تاکید مروی ہے کہ اپنے اصحاب کے مذہب
کو اختیار کریں اور کسی حال میں اوس سے باہر نہوں کیونکہ
یہ بات سرشتی ہے کہ آدمی اپنی قوم اور صحاب کے مختار کو پسند کیا
کرتا ہے جیسے کہ لباس اور خورش میں بھی یا غلبہ کہ خیال سے کہ
دلیل کے دیکھنے سے پیدا ہوا ہو یا اسیطرح کے کسی اور خیال سے
پس بعض لوگوں نے اس بات کو گمراہی اور تعصب سمجھا حالانکہ
وہ اس بات سے بری ہیں — اور صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین
میں کچھ لوگ بسم اللہ پڑہتے تھے اور بعض نہیں پڑہتے تھے
اور بعض اوسکو پکار کر پڑہتے اور بعض پکار کر نہ پڑہتے
اور بعض نماز فجر میں قنوت پڑہتے اور بعض فجر میں قنوت
نہیں پڑہتے اور بعض پچھنے لگانے اور نکسیر اور قے سے وضو کرتے
اور بعض ان چیزوں سے وضو نکرتے اور بعض آلہ تناسل کے
ہاتھ لگانے اور عورتوں کو شہوت کے ساتھ چہونے سے وضو کرتے
اور بعض ان باتوں سے وضو نکرتے اور بعض آگ کی پکی چیز کھانے
سے وضو کرتے اور بعض اوس سے وضو نکرتے اور بعض اونٹ کا
گوشت کہانے سے وضو کرتے اور بعض اوس سے وضو نکرتے
اور باینہمہ ایک دوسرے کے پیچھے نماز پڑہتے مثلاً امام
ابوحنیفہ اور اونکے شاگرد اور امام شافعی وغیرہ مدینہ کے
اماموں مالکی وغیرہ کے پیچھے نماز پڑہتے اگرچہ وہ بسم اللہ نہ آہستہ پڑہتے
نہ پکار کر — اور ہارون رشید نے پچھنے لگوا کر نماز کی امامت کی

فصلی الامام ابو یوسف خلفه
ولم یعد وکان افتاه الامام مالك
بانه لا وضوء علیه وکان الامام احمد
ابن حنبل یری الوضوء من الرعاف
والحجامة فقیل له فان کان الامام
قد خرج منه الدم ولم یتوضأ
هل تصلی خلفه فقال کیف لا اصلی
خلف الامام مالك وسعید بن المسیب وروی
ان ابا یوسف ومحمد کانا یکبران فی
العیدین تکبیر ابن عباس لان هارون
الرشید کان یحب تکبیر جده وصلی الشافعی
الصبح قریبا من مقبرة ابی حنیفة فلم
یقنت تادبا معه وقال ایضا ربما
انحدرنا الی مذهب اهل العراق
وقال مالك للمنصور وهارون الرشید
ما ذکرنا عنه سابقا وفی البزازیة عن
الامام الثانی وهو ابو یوسف انه صلی یوم
الجمعة مغتسلا من الحمام وصلی بالناس
وتفرقوا ثم اخبر بوجود فارة میتة فی
بیر الحمام فقال اذا نأخذ بقول اخواننا
من اهل المدینة اذا بلغ الماء قلتین لم یحمل خبثا

اور امام ابو یوسف نے اوسکے پیچھے نماز پڑھی اور اس نماز کا
اعادہ نہیں کیا۔ اور امام مالک نے ہارون رشید کو فتوی دیا
تھا کہ پچھنے لگانے سے وضو لازم نہیں آتا۔ اور امام احمد بن حنبل
کی رائے یہ تھی کہ نکسیر اور پچھنے سے وضو چاہئے اونسے کسی نے کہا کہ اگر
امام کے بدن سے خون نکلے اور وہ وضو نکرے تو تم اوسکے پیچھے
نماز پڑھو گے امام احمد نے کہا کہ مین امام مالک اور سعید بن مسیب کے
پیچھے نماز کیسے نہ پڑہون اور کہتے ہین کہ امام ابو یوسف اور
امام محمد نماز عیدین مین ابن عباس کی تکبیر کہتے تھے اس لئے
کہ خلیفہ ہارون رشید اپنے دادا ابن عباس کی تکبیر کو دوست رکھتا تھا
اور امام شافعی نے صبح کی نماز امام ابو حنیفہ کے مقبرہ کے
پاس پڑھی اور انکے ادب کی وجہ سے اس نماز مین قنوت نہ پڑہا
اور یہ بھی امام شافعی کا قول ہے کہ ہم بعض اوقات تنزل کر کے
مذہب اہل عراق اختیار کرتے ہین۔ اور امام مالک نے
منصور اور ہارون رشید سے جو کچھ کہا تھا وہ ہم پیشتر
ذکر کر چکے ہین۔ اور بزازیہ مین امام ثانی یعنے ابو یوسف
کا حال منقول ہے کہ اونہون نے حمام مین غسل کر کے جمعہ کے
دن لوگون کو نماز پڑہائی اور لوگ منتشر ہو گئے پھر اونکو
حمام کے کنوئے مین ایک مرے چوہے کی خبر ملی تو امام ابو یوسف
نے کہا کہ اس صورت مین ہم اپنے بھائیون مدینہ والون کا
قول اختیار کرتے ہین کہ جب پانی دو قلہ
ہو جاوے تو وہ نجس نہیں ہوتا

انتہیٰ

ومنها ان اقبل اكثرهم على التعمقات
فى كل فن فمنهم من زعم انه يؤسس علم
اسماء الرجال ومعرفة مراتب الجرح والتعديل
ثم خرج من ذلك الى التاريخ قديمه
وحديثه ومنهم من تفحص عن نوادر
الاخبار وغرائبها وان دخلت فى حد الموضوع
ومنهم من كثر القيل والقال فى
اصول الفقه واستنبط كل لاصحابه
قواعد جدلية واورد فاستقصى واجاب
وتقصى وعرف وقسم فحرر طول الكلام
تارة وتارة اخرى اختصر ومنهم من ذهب بفرض
الصور المستبعدة التى من حقها ان لا يتعرض لها
عاقل ويستحب العمومات والايماءات من كلام
المخرجين فمن دونهم مما لا يرتضى استماعه
عالم ولا جاهل فتنة هذا الجدل والخلاف
والتعمق قريبة من الفتنة الاولى حين تشاجروا
فى الملك وانتصر كل رجل
لصاحبه فكما اعقبت تلك
ملكا عضوضا ووقايع صماء عمياء
فكذلك اعقبت هذه جهلا واختلاطا

بزازیہ کی روایت تمام ہوئی ۔
اوراونمین تیسری بات یہ پیدا ہوئی کہ بہت سے لوگ ہر فن
مین باریک بینی کی طرف متوجہ ہوئے بعض نے یہ دعوی کیا
کہ علم اسمای رجال اور معرفت جرح وتعدیل کی مضبوطی
کرتے ہین پھر اسکو چھوڑ کر پرانی اور نئی تاریخ کیطرف نکل گئے ۔
اور بعض نے اخبار نادر اور غریب کی تلاش کی گو وہ اخبار
حد موضوع مین داخل ہون ۔ اور بعض نے اصول فقہ
مین بہت سی گفتگو کی اور ہر ایک نے اپنے ہم مذہبونکے لیے جھگڑنے
کے قواعد نکالے اور اعتراضون کو کمال پر پہونچا دیا اور جواب
دیگر اعتراضونسے چھٹی پائی اور تعریف اور تقسیم اور تنقیح
مین کبھی کلام کو طول دیا اور کبھی مختصر کیا ۔ اور بعض نے
اون بعید صورتون کو فرض کرنا شروع کیا جو اس لائق
تھین کہ کوئی عاقل اونکے درپے نہو اور تخریج کرنیوالون
اور اونسے کم رتبہ والونکے کلام سے وہ عمومات اور اشارات
پسند کرنے لگے جنکے سننے سے کوئی عالم وجاہل خوش نہو اور
اس لڑائی جھگڑے اور باریک بینی کا فساد پہلے فساد کے
قریب تھا جس وقت لوگ ملک گیری مین جھگڑے تھے
اور ہر شخص نے اپنے ساتھی کے حمایت کی تو جیسے
پہلے فساد کے پیچھے سلطنت ظلم آمیز اور واقعات
اندھا دھند ہوئے اسی طرح اس لڑائی
جھگڑے کے بعد ایسی جہالت اور خلط

وشكوكا ووهما مالها من ارجاء
فنشأت بعدهم قرون على التقليد
الصرف لا يميزون الحق من الباطل ولا
الجدل من الاستنباط فالفقيه يومئذ هو
الثرثار المتشدق الذي حفظ اقوال
الفقهاء قويها وضعيفها من غير تمييز
وسردها بشقشقة شدقيه والمحدث
من عد الاحاديث صحيحها وسقيمها وهذها
كهذ الاسمار بقوة لحييه ولا اقول
ذلك كليا مطردا فان لله طائفة
من عباده لا يضرهم من خذلهم هم حجة
الله في ارضه وان قلوا ولم يات قرن بعد ذلك الا
وهو اكثر فتنة واوفر تقليدا واشد
انتزاعا للامانة من صدور الرجال حتى اطمانوا
بترك الخوض في امر الدين وبان يقولوا انا وجدنا
اباءنا على امة وانا على اثارهم مقتدون
والى الله المشتكى وهو المستعان وبه الثقة وعليه
التكلان وهذا اخر ما اردنا ايراده في هذه الرسالة
المسماة بالانصاف في بيان اسباب الاختلاف
والحمد لله تعالى اولا واخرا
وظاهرا وباطنا تمت بالخير

اور شک اور وہم واقع ہوے جنکی کچھ حد نہین۔
پھر اون لوگونکی بعد بہت سے قرن نرے تقلید پر پیدا ہوی کہ نہ حق
کو باطل سے جدا کرتے نہ جدل کو استنباط سے تو فقیہ اوس وقت وہی
تہا جو بہت بکی منہ پھٹ ہو کہ فقہا کے قوی اور ضعیف اقوال
کو بدون تمیز کے یاد کر لے اور اونکو باچھین چیر چیر بیان
کرے۔ اور محدث وہ تہا جو صحیح اور سقیم حدیثونکو شمار کر کر
اور اپنی کلہ کے زور سے اونکو کہانیونکی طرح بکتا چلا جاوے
اور مین یہ بات کلیہ کیطور پر عام نہین کہتا ہون کیونکہ
خدا کے بندون مین سے ایک گروہ ایسا بھی رہا ہی کہ لوگونکا
اونسے مخالف ہونا اونکو ضرر نہین کرتا اور وہ خدا تعالے
کی زمین مین اوسکی حجت ہین اگرچہ کم ہین۔ اور اوس
زمانہ کے بعد جو قرن ہوا وہ فتنہ مین اکثر اور تقلید مین زیادہ
اور لوگونکے دلون مین سے امانت کی نکل جانے مین بہت بڑہکر ہوا
یہانتک کہ دین کے معاملہ مین غور نکرنے پر مطمئن ہو گئے اور یہہ
کہنے لگے کہ ہمنے اپنے باپ دادونکو ایک دین پر پایا اور ہم
اون ہی کے قدم کے نشانون پر اونکی پیروی کرتے ہین
اور اس بات کی شکایت خدا ہی سے ہی اور اوسی سے مدد مطلوب
ہی اور اوسی پر بہروسا اور توکل ہی۔ اور یہ آخر ہی اون
باتون کا جنکا لکھنا ہمکو اس رسالہ انصاف فی بیان
اسباب الاختلاف مین مقصود تھا اور پہلے اور پیچھے اور
ظاہر اور باطن مین سب تعریفین خدا ہی کو لائق ہین

فہرست کشاف ترجمہ انصاف

PDF Compressor Pro

تمت

اطلاع

چونکہ اس کتاب کا ترجمہ مطبع نے بصرف زر کثیر نہایت سلیس اردو زبان مین با محاورہ کرایا ہے لہذا جملہ حقوق اسکے حسب ضابطہ رجسٹری کراکر محفوظ کیے گئے ہین - کوئی صاحب بلا اجازت ہماری اسکے طبع کا مجاز نہین -

العبد

محمد عبد الاحد مہتمم مطبع مجتبائی دہلی

۱۵ مارچ سنہ ۱۸۹۱ع